قرآن پاک کے عجائب و علوم و معارف پر ایک جامع و مستند تالیف



فضائلِ قرآن

مع عملیات قرآنی

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

March 2019

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلبہ:

شعبہ حفظ: 145 شعبہ ناظرہ: 240

شعبہ درس نظامی: 105 شعبہ تجوید: 10

اور انہیں شعبہ جات میں 400 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم وبیش 100 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی و تجوید 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول 11 اساتذہ باورچی 2 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلبہ کم وبیش پانچ سو اور پورہ اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 0050002565700З - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

قرآنِ پاک کے عجائب و علوم و معارف پر ایک جامع و مستند تالیف

فضائلِ قرآن

مع عملیاتِ قرآنی

علامہ افتخار احمد قادری

تصحیح و ترتیب
محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

فضائلِ قرآن

ناشر ملک شبیر حسین

سن اشاعت مارچ 2009ء / ربیع الثانی 1430ھ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ورڈز میکر

سرورق باٹھو گرافکس (لاہور)

قیمت روپے

شبیر برادرز

اردو بازار ○ لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	مقدمہ	11
	باب اوّل	
	آداب تلاوت	
2	آداب تلاوت	33
3	آداب ظاہری	36
4	کتابت قرآن	39
5	حقوق آیات کالحاظ رکھنا	40
6	آداب باطنی	44
7	اوقات تلاوت	48
	دوسرا باب	
	عمومی فضائل	
8	تلاوت قرآن سب سے افضل عبادت ہے	54
9	معلم قرآن سب سے افضل ہے	56
10	تلاوت قرآن کا ہر حرف دس نیکیوں کے برابر ہے	58

11	قرآن ہر فتنے سے نجات ہے	60
12	تلاوت قرآن کا ثواب کم سمجھنے والے کو تنبیہ	62
13	قرآن کی مشغولیت ذکر و دعا سے افضل ہے	63
14	صاحب قرآن کا اعزاز	64
15	تعلیم قرآن مرغوب ترین مال سے بہتر ہے	68
16	مومن اور منافق کی تلاوت کا فرق ایک اچھی مثال ہے	71
17	قرآن کی حامل امت کو فرشتوں کی بشارت	73
18	قرآن پڑھنے والے کے والدین کو نہایت روشن تاج پہنایا جائے گا۔	74
19	ماہر قرآن کے لئے ملائکہ و انبیاء کی رفاقت اور اٹک کر قرآن پڑھنے والے کے لئے دو گنا اجر۔	76
20	قرآن بہتوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو نیچا دکھاتا ہے	79
21	قرآن والی کھال میں آگ اثر نہ کرے گی	80
22	قیامت کے دن تین اہم چیزیں قرآن، امانت اور رشتہ داری	82
23	قرآن اور روزے کی شفاعت قبول ہوگی	85
23	تلاوت قرآن زمین کا نور اور آخرت کا سرمایہ ہے	87
24	اندرونِ نماز تلاوت قرآن سب سے افضل ہے	90
25	قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا افضل ہے	92
26	تلاوتِ قرآن اور یادِ موت دلوں کے زنگ کا علاج ہے	93
27	قرآن کی شفاعت قبول ہوگی	96
28	حافظ قرآن اپنے گھر کے دس افراد کی شفاعت کرے گا	97

29	تلاوت قرآن اور اس کا اہتمام کرنے والا مشک کی طرح ہے	100
30	قابل رشک صرف دو شخص، قرآن سے شغف رکھنے والا اور راہ خدا میں خرچ کرنے والا	103
31	قرآن کی تلاوت کرنے والا فزع اکبر سے محفوظ ہوگا	105
32	قرآن پڑھنے پڑھانے والوں پر سکینت نازل ہوتی ہے	108
33	تلاوت قرآن سے سکینت نازل ہوتی ہے	110
34	قرآن پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں	111
35	خوش آوازی سے قرآن پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ ہوتی ہے	115
36	خوش آوازی کا معیار	117
37	خوش آوازی کی غیر معمولی اہمیت	119
38	اچھی آواز قرآن کی آرائش ہے	122
39	تلاوت کرنے والے پر غم کا اثر ہونا چاہیئے	126
40	قرأت قرآن سن کر آبدیدہ ہونا سنت ہے	127
41	جس سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے	131
42	غفلت سے قرآن جلد فراموش ہوسکتا ہے	133
43	کسی کو یہ نہ کہنا چاہئے کہ میں قرآن بھول گیا	135
44	قرآن بھول جانا سب سے بڑا گناہ ہے	137

تیسرا باب

سورتوں کے فضائل

45	قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل ہوسکتا ہے	140
46	فضائل بسم اللہ	144
47	سورۂ فاتحہ	152
48	اسماء	152
49	سبع مثانی	154
50	قرآن عظیم	156
51	وافیہ	156
52	کافیہ	156
53	اساس	157
54	شفاء	157
55	شافیہ	157
56	صلوٰۃ	158
57	سورۂ صلوٰۃ	158
58	سوال	158
59	سورۂ شکر	158
60	سورۂ دعا	159
61	کنز	159
62	راقیہ	159

63	سورۂ مناجات	159
64	سورۂ تفویض	159
65	سورۂ نور	159
66	فضائل	159
67	فضائل سورۂ بقرہ	168
68	فضائل آیت الکرسی	177
69	خواتیم بقرہ	186
70	سورۂ بقرہ وآل عمران	189
71	سورۂ آل عمران	192
72	سبع طوال	193
73	سورۂ مائدہ	196
74	سورۂ انعام	197
75	سورۂ ہود	199
76	سورۂ یوسف	200
77	فضیلت سورۂ رعد	202
78	سورۂ بنی اسرائیل	202
79	سورۂ کہف	203
80	فضیلت سورۂ مریم	207
81	سورۂ طٰہٰ	207
82	سورۂ انبیاء	208
83	سورۂ مومنون	209

84	سورۂ نور	210
85	سورۂ سجدہ	211
86	سورۂ یسین	213
87	فضائل سورۂ صافات	220
88	فضائل سورۂ زمر	221
89	سورۂ حم، دخان	222
90	سورۂ فتح	222
91	سورۂ مفصل	224
92	سورۂ ق	225
93	سورۂ قمر	226
94	سورۂ رحمٰن	227
95	سورۂ واقعہ	227
96	سورۂ حدید	228
97	سورۂ حشر	229
98	سورۂ طلاق	229
99	سورۂ ملک	230
100	سورۂ ضحیٰ	236
101	سورۂ قدر	237
102	سورۂ لم یکن	237
103	سورۂ زلزال	238
104	سورۂ عادیات	240

105	فضائل سورۂ تکاثر	241
106	سورۂ عصر	242
107	سورۂ کافرون	242
108	سورۂ نصر	245
109	سورۂ اخلاص	246
110	سورۂ ناس وفلق	258

عملیات قرآن

111	ہر مرض کا علاج	264
112	جنون کا علاج	266
113	شیطان وجن سے حفاظت	267
114	قرآن فراموش نہ ہوگا	267
115	حفاظت	268
116	ادائیگی قرض	268
117	جانور کی سرکشی	269
118	وقت ولادت	270
119	غرق سے امان	271
120	فاقہ سے امان	271
121	جادو کا علاج	271
122	کرب وپریشانی	272
123	چوری سے حفاظت	273

124	مصیبت میں	274
125	ضرورت پوری ہو	274
126	سونے کے وقت	275
127	سخت دلی	275
128	فرح وشادمانی	275
129	بچھو اور سانپ کے ڈسنے کا علاج	275
130	نظر بد سے حفاظت	276
131	آیاتِ شفاء	277
132	عقل وفہم اور حفظ کے لئے	278
133	ماخذ ومراجع	280

مقدمه

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

الحمد لله الذی انزل علی عبده افضل کتاب واودع فیه من العلوم والمعارف ما لا یعد ولا یحصیه اولو العلم واللباب، وجعل تلاوته الذخر والثواب لاولی الصدق والصفافی یوم المآب،

والصلوة والسلام علی سیدنا ومولانا محمد ن الذی احیا قلوب ذوی الالباب بتعالیمه ذات الحکمة والصواب وعلی اله و اصحابه الانجاب وعلی من تبعهم باعجاب الی یوم الحساب۔

رب العالمین کا فضل عظیم اور بے پایاں کرم ہے، جس نے اس کتاب کی تکمیل کی مجھے توفیق بخشی اور اس کا شکر بے کراں جس نے اپنی کتاب کے فضائل پیش کرنے کا مجھے شرف بخشا۔

قرآن مجید روشنی ہے، نور ہے، سامان نجات ہے، دلوں کے زنگ کا علاج ہے، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، نور مبین ہے، ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے، مضبوط بندھن ہے، کم زیادہ چھوٹی بڑی ہر چیز کو حاوی اور محیط ہے، اولین وآخرین کا رہنما اور راہبر ہے۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے، اور اس کے غرائب کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کے فضائل بے شمار ہیں۔

اس کی تلاوت کا اجروثواب بے حدو بے حساب ہے۔

تلاوت قرآن کی نسبت رب تعالیٰ نے خود اپنی طرف اور انبیاء کی طرف فرمائی ہے۔

تلك ایت اللہ نتلوها علیك بالحق و انك لمن المرسلین۔

(بقرہ آیت ۲۵۲)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں انہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں اور آپ بلاشبہ رسولوں میں ہیں۔

اگلی سورت میں ارشاد ہے۔

تلك ایت اللہ نتلوها علیك بالحق۔ (آل عمران آیت ۱۰۸)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں انہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے۔

تلك ایت اللہ نتلوها علیك بالحق۔ (جاثیہ آیت ٦)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں انہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کرتے کرتے جہاں اور دعائیں کیں وہیں یہ بھی عرض کیا اے ہمارے پروردگار ان میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو تیری آیتوں کی تلاوت کرے۔

ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایتك و یعلمهم الکتب والحکمة ویزکیهم انك انت العزیز الحکیم۔

(بقرہ آیت ۱۲۹)

اے ہمارے رب ان میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں ستھرا فرمادے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

رب کریم اپنی ذات کا تعارف کراتا ہے تو فرماتا ہے۔

هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم یتلوا علیهم ایٰته و یزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔ (جمعہ آیت۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جوان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں ستھرا کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں بے شک وہ (لوگ) اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں، نماز قائم رکھنے والوں اور راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کا نفع اور فائدہ بیان کرتا ہے۔

ان الذین یتلون کتب الله واقاموا الصلوة وانفقوا مما رزقنهم سرا وعلانیة یرجون تجارة لن تبور۔ (فاطر آیت۲۹)

بے شک جولوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز کسادو خسارہ نہیں۔

اہل کتاب میں جولوگ کتاب کی تلاوت کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ ان کی مدح یوں فرماتا ہے۔

الذین اتینهم الکتب یتلونه حق تلاوته اولئك یومنون به ومن یکفر به فاولئك هم الخسرون۔ (بقرہ آیت۱۲۱)

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ جیسی چاہئے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں بس وہی خسارہ میں ہیں۔

اہل ایمان جب خدائے تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں ان میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے

اور جب ان کے سامنے آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے ان کا ایمان طاقتور اور مضبوط و مستحکم ہو جاتا ہے۔

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم اٰیتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون۔ (انفال ۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے ان کا ایمان ترقی پا جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وامرت ان اکون من المسلمین وان اتلوا القراٰن۔

(النمل آیت ۹۱، ۹۲)

اور مجھے حکم ہوا کہ فرمانبرداروں میں ہوؤں اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں۔

یہ تلاوتِ قرآن کی اس اہمیت وفضیلت کا ذکر تھا جو خود قرآن نے بیان کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن عظیم کا تعارف اور فضائل دنیا کے سامنے جس مؤثر انداز میں پیش کیا ہے وہ صرف زبان نبوت ہی کا حصہ ہے۔ کہیں یہ تعارف وفضائل تفصیلی بھی ہوتے ہیں اور کہیں اِجمالی بھی۔ مگر اسلوب اتنا دلنشیں اور جاگزیں ہوتا ہے کہ پڑھنے والا پڑھتا ہے اور سننے والا سنتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ قرآن بھی معجزہ ہے اور صاحب قرآن بھی معجزہ ہے۔

اس تعارف وفضائل کی ایک جھلک ملاحظہ ہو گو یا زبان بدل جانے سے اس کا وہ اعجاز تو جاتا رہا تاہم حقائق وہی ہیں۔ ارشاد ہے۔

اللہ کی کتاب میں پہلے زمانے کی خبریں بھی ہیں اور آنے والے وقت کی پیشگوئیاں بھی، اور حال کے لئے مکمل رہنمائی بھی، یہ ایک فیصلہ کن، سنجیدہ اور باوقار کتاب

ہے جو جابر اور مغرور اسے نظر انداز کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ پارہ پارہ تتر بتر کر دیتا ہے۔ اور جو اس سے ہٹ کر کہیں اور رشد وہدایت چاہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ صحیح راستہ سے ہٹا دیتا ہے (پھر وہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکتا ہی رہتا ہے) یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی اور دانشمندانہ پند ونصیحت ہے اور یہی وہ سیدھا راستہ ہے جس کے سبب خواہشات کو غلط رخوں پر لگنے سے روکا جا سکتا ہے (اور ان پر مکمل قابو پایا جا سکتا ہے) نہ یہ کتاب اپنی فصاحت وبلاغت اور اعجاز کے باعث دوسرے کسی کلام سے گھل مل سکتی ہے اور نہ اس سے علماء آسودہ ہو سکتے ہیں (خواہ اس کا اور اس کے علوم کا کتنا ہی مطالعہ کر ڈالیں اس پر ہزاروں جلدیں لکھ ڈالیں مگر اس سے آسودگی ممکن نہیں) اور بار بار پڑھنے اور بے شمار مرتبہ سننے سے اس میں کہنگی نہیں آسکتی اور اس کے عجائب اور معارف ومعانی ختم نہیں ہو سکتے یہ وہ قرآن ہے کہ جب جنوں نے اسے سنا تو وہ بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکے۔ ''یقیناً ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو رشد وصلاح کی راہبری کرتا ہے اس لئے ہم تو ایمان لائے۔'' جو قرآن کے مطابق کہے گا وہ سچ کہے گا اور جو اس پر عمل کرے گا اجر وثواب پائے گا اور جو اس سے فیصلہ کرے گا وہ انصاف کا فیصلہ کرے گا اور جو قرآن کی طرف بلائے گا وہ سیدھے راستے کی راہنمائی کرے گا۔

(مشکوۃ ص ۱۸۶، ترمذی)

اس حدیث میں قرآن حکیم کا ایک گرانقدر تعارف بھی ہے اور اس کے کچھ اہم فضائل بھی اس کی شرح اپنے مقام پر آئے گی یہاں صرف حدیث کے اس ٹکڑے ''قرآن کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے۔'' کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

قرآن حکیم کے عجائب اور علوم ومعارف لامحدود اور غیر متناہی ہیں خود اللہ ﷻ کا ارشاد ہے۔

ما فرطنا فی الکتب من شیءٍ (الانعام پ ۷ ع ۱۰۔ آیت ۳۸)

ہم نے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہیں رکھی ہے۔

اور فرماتا ہے۔

ونزلنا علیك الكتب تبیانا لكل شیءٍ۔ (النحل آیت ۸۸)

ہم نے تم پر کتاب ہر چیز کا روشن بیان بنا کر اتاری۔

ابن جریر اور ابن ابو حاتم نے اپنی اپنی تفسیروں میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب ہر چیز کے واضح بیان کی شکل میں نازل فرمائی اور ہمیں بعض انہیں چیزوں کا علم حاصل ہوا جو قرآن میں بیان کی گئیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **ونزلنا علیك الكتب تبیانا لكل شیءٍ**۔ سنن سعید ابن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ، زوائد کتاب الزہد از عبداللہ بن امام احمد، فضائل قرآن ابن ضریس، کتاب ابن نصر مروزی، معجم کبیر طبرانی اور شعب الایمان بیہقی میں آپ ہی سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو علم چاہتا ہے وہ قرآن کے معانی پر غور وفکر کرے اس لئے کہ اس میں اولین وآخرین کا علم ہے۔

(الفیوضات الملکیہ)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا "اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے چاہتا تو ستر اونٹوں کو بوجھل کر دیتا۔" امام سیوطی اس کی توجیہہ فرماتے ہیں وہ اس طرح کہ **الحمد للہ رب العلمین** کی تفسیر میں معنی حمد، اسم جلالت "اللہ" کے متعلقات اور اس کے شایان شان مفاہیم بیان کرنے کی ضرورت ہوگی پھر عالم اور اس کی کیفیت اس کی تمام اقسام اور شمار کے ساتھ اس کی تفصیلات آئیں گی۔ عالم کل ایک ہزار ہیں چار سو خشکی پر اور چھ سو سمندر میں اس طرح ان سب کے بیان کی ضرورت ہوگی اسی طرح فاتحہ کے اور اجزاء کا ذکر کر کے ان کی تفصیلات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور فرمایا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کا یہی مفہوم ہے گویا ان کی تفسیر فاتحہ ہوتی تو ان تفصیلات کو حاوی ہوتی اور اس طرح ستر اونٹوں کا بوجھ تیار ہو جاتا۔

امام رازی نے بھی "**مفاتیح الغیب**" کے شروع میں انہیں تفصیلات کی طرف

اشارہ کیا ہے مگر ان کی گفتگو ان کے مزاج کے مطابق کچھ زیادہ ہی بسط و تفصیل کے ساتھ ہے۔ (الفیوضات الملکیۃ۔ص ۳۷)

امام ابن حجر مکی نے ''شرح ہمزیہ'' میں تحریر فرمایا، وہ علوم و معارف جو قرآن سے نکلتے ہیں ان کی حد اور انتہا نہیں اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے اگر میں سورۂ والضحیٰ کی تفسیر سے ایک اونٹ کو بوجھل کرنا چاہتا تو یقیناً کر دیتا۔ (ایضاً۔ص ۳۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

جميع العلم فى القران لكن تقاصر عنه افهام الرجال۔

قرآن میں تمام علوم ہیں لیکن لوگوں کی سمجھ کی ان تک رسائی نہیں۔

ابن ابوالفصل مرسی اپنی تفسیر میں آپ ہی کا ایک اور ارشاد نقل کرتے ہیں۔

لو ضاع لى عقال بعير لوجدته فى كتاب الله۔

(الاتقان ص ۱۲۶۔جلد ۲)

اگر میرے لئے کسی اونٹ کی رسی (بھی) گم ہو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پالوں گا۔

علامہ بوصیری نے نظم فرمایا:

لها معان كموج البحر فى مدد
وفوق جوهره فى الحسن والقيم

آیات کے معانی اپنی کثرت وفراوانی میں سمندر کی موجوں کی طرح ہیں اور حسن و قیمت میں سمندر کے موتیوں سے اونچے ہیں۔

فما تعد ولا تحصى عجائبها
ولا تسام على الاكثار بالسأم

ان کے عجائب کا نہ شمار ہے نہ حد و حصر ہے اسے بار بار پڑھنے کے

باوجود اس سے اکتاہٹ نہیں ہوتی۔

علامہ جلال الدین سیوطی ''الاتقان'' میں لکھتے ہیں۔ابن ابوالدنیا نے فرمایا علوم قرآن اور وہ علوم جو اس سے نکلے ہیں وہ ناپیدا کنار سمندر کی طرح ہیں۔

(الفیوضات الملکیہ ص ۳۸)

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

حسبنا کتاب اللہ۔ (کمافی البخاری، ایضاً۔ص ۳۹)

ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ (بخاری)

علامہ بیجوری نے قصیدہ بردہ کی شرح میں فرمایا۔

ہر آیت کے ساٹھ ہزار مطالب ہیں اور اس کے مفاہیم جو ابھی رہ گئے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ (الفیوضات۔ص ۳۵)

علی خواص قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۂ فاتحہ کے معانی پر مطلع فرمایا تو اس سے میرے لئے ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو نو (۱۴۰۹۰۹) علوم ظاہر ہو گئے،

علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں امام غزالی نے اپنی کتاب کے علم لدنی کی بحث میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا یہ ارشاد ذکر کیا ہے۔

اگر مجھے موقع دیا جاتا تو میں بسم اللہ کی باء سے ستر اونٹوں کو بھر دیتا۔ (ایضاً)

ابن سراقہ نے ''کتاب الاعجاز'' میں امام ابوبکر بن مجاہد سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا۔

ما من شیءٍ فی العالم الا ھو فی کتاب اللہ تعالیٰ۔

دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ کی کتاب میں موجود نہ ہو۔

''طبقات کبریٰ'' میں سید ابراہیم دسوتی قدس سرہ کے حالات میں مرقوم ہے وہ (ابراہیم دسوتی) فرماتے تھے اگر حق تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل کھول دے تو تم قرآن کے

عجائب، حکمتیں، معانی اوراس کےعلوم سے واقف ہو جاؤ اوراس کے علاوہ کسی اور پر غور وفکر کرنے سے بے نیاز ہو جاؤ اس لئے کہ صفحہ وجود پر جو کچھ ہے وہ سب اس میں لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ما فرطنا فی الکتب من شیء

ہم نے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہیں رکھی ہے۔

امام شعرانی نے ''میزان الشریعۃ الکبریٰ'' میں فرمایا میں نے علوم قرآن پر ایک کتاب لکھی اس کا نام ''**الجوھر المصون فی علوم کتاب اللہ المکنون**'' رکھا۔ اس میں میں نے تقریباً تین ہزار علوم قرآنیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ (الفیوضات۔ ص ۴۰)

علامہ جلال الدین سیوطی قاضی ابوبکر بن عربی کا قول نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے ''قانون التاویل'' میں تحریر فرمایا۔ ''قرآن کے علوم ستہتر ہزار چار سو پچاس (۷۷۴۵۰) ہیں۔'' (الاتقان ص ۱۲۶۔ ج ۲)

یہ ہے ایک جھلک قرآن کے عجائب اور علوم و معارف کی۔ تو بھلا علماء کیونکر ان کا شمار و احاطہ کر سکتے ہیں اور انہیں قرآن سے کیسے آسودگی ہو سکتی ہے یہی حقیقت حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اس سے علماء آسودہ نہیں ہو سکتے، علماء امت نے تفسیر قرآن سے لاکھوں صفحات بھر دیئے ایسے مفسرین بھی گزرے ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر ہزار ہزار جلدوں میں لکھیں۔

ابوعبداللہ علاء الدین محمد بن عبدالرحمٰن معروف بہ علاء زاہد متوفی ۱۲ جمادی الآخرہ ۵۴۶ھ کی تفسیر ایک ہزار سے زائد جلدوں میں ہے۔ (حدائق حنفیہ ص ۲۲۳، از جہلمی)

اور ایسے مفسرین کا تو شمار ہی نہیں جنہوں نے تیس تیس جلدوں پر مشتمل تفسیریں لکھیں تفسیر طبری (م۔ ۳۱۰ھ) تیس جلدیں تفسیر کبیر از امام رازی متوفی ۶۰۶ھ بتیس جلدیں تفسیر ابوالمظفر شمس الدین یوسف بن فرغلی بن عبداللہ بغدادی متوفی ۶۵۴ھ انتیس

جلدیں وغیرہ وغیرہ۔ (ایضاً ص ۲۵۶)

علی بن محمد بن حسین بن عبدالکریم بن موسیٰ معروف بنبر دوی متوفی ۴۸۲ھ کی تفسیر قرآن جیسی ایک سوبیس جلدوں کو حاوی ہے۔ (حدائق حنفیہ ص ۲۰۲۔ از فقیر محمد جہلمی)

امام حجۃ الاسلام کی ''یاقوت التاویل'' چالیس جلدوں میں ہے۔ تفسیر ابن نقیب (1) کی سو جلدیں ہیں تفسیر اوفوی ایک سوبیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابوبکر بن عبداللہ کی تفسیر جو صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرۂ کی ابتدائی پچاس آیتوں کی تفسیر ہے یہ ایک سو چالیس (۱۴۰) جلدوں میں ہے اور امام ابوالحسن اشعری کی تفسیر چھ سو جلدوں پر مشتمل ہے یہ تفسیر امام جلال الدین سیوطی کے زمانہ تک مصر کے خزانہ میں موجود تھی۔ (الفیوضات ص۔۴۳)

متاخرین میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے والد گرامی مولانا نقی علی علیہما الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ) نے صرف سورۂ الم نشرح جیسی مختصر سورہ کی تفسیر تقریباً پانچ سو صفحات پر تحریر فرمائی ہے۔ اب ایک اور تعارف اور فضائل کی حدیث پڑھیے جو اس کتاب کا ایک صحیح تعارف بھی ہوگا اور جامع مقدمہ بھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے افضل ہے قرآن کو دیگر کلام پر اسی طرح برتری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو مخلوق پر جو شخص قرآن کی تعظیم کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے اور جو قرآن کی تعظیم نہیں کرتا وہ یقیناً حق اللہ کو کوئی حیثیت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کی عزت وتوقیر اولاد کے لئے والد کی عزت وتوقیر کی طرح ہے۔ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول ہوگی اور ایسا مخالف جس کی مخالفت سنی جائے گی جو

1:۔ اس تفسیر کا نام ''التحریر و التجمیر لاقوال ائمة التفسیر فی معانی کلام السمیع البصیر'' ہے اور مصنف کا پورا نام یہ ہے ابوعبداللہ جمال الدین محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی معروف با بن نقیب متوفی ۶۶۸ھ (حدائق حنفیہ ص ۲۵۹)

شخص قرآن کو اپنے آگے کرے گا قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا قرآن اسے جہنم میں پہنچا دے گا۔ حاملین قرآن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت گھیرے ہوئے ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں اور کلام الٰہی کی تعلیم حاصل کرنے والوں سے جو عداوت و دشمنی کرتا ہے۔ وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھتا ہے اور جو ان سے دوستی رکھتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے کتاب اللہ کو اپنے ساتھ رکھنے والو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی کتاب کی تعظیم کے لئے دعوت دے رہا ہے۔ تم اس کی دعوت پر لبیک کہو وہ تم سے مزید محبت فرمائے گا اور تم کو اپنی مخلوق میں مقبول و محبوب بنا دیگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن سننے والے سے دنیا کی برائی دور فرماتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے سے آخرت کی مصیبت دفع فرماتا ہے اور یقیناً کتاب اللہ کی ایک آیت سننے والے کی جزاء ایک پہاڑ سونے سے بھی بہتر ہے اور کتاب اللہ کی ایک آیت تلاوت کرنے والے کا اجر زیر آسمان کی ہر چیز سے بہتر ہے اور بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں ''عظیم'' کہا جاتا ہے۔ صاحب سورت (اس کا حافظ اس کی نگہداشت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے) کو ''شریف'' کہا جاتا ہے یہ سورت قیامت کے دن صاحب سورت کے لئے قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد سے زیادہ لوگوں کے حق میں شفاعت کرے گی اور یہ سورۂ یٰسین ہے۔

محدث ابونصر سجزی نے ''الابانۃ'' میں یہ حدیث تحریر فرمائی ہے اس کے بارے میں اپنی رائے بھی پیش کی ہے کہ یہ بہترین اور عمدہ ترین حدیث ہے اور اس سند میں سبھی راوی مقبول اور ثقہ ہیں۔ محدث حکیم نے بھی محمد بن علی سے اور محدث حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث لکھی ہے۔

(کنز العمال مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد ص ۴۶۹، ۴۷۰۔ ج ا)

اس حدیث میں قرآن کریم کے حسب ذیل فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

- جتنی چیزیں پیدا ہوئیں اور ہوسکتی ہیں قرآن ان سب پر فائق اور سب سے افضل ہے۔
- اس کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔
- جو اس کی تعظیم نہیں کرتا وہ حق اللہ کی تحقیر کرتا ہے۔
- قرآن شافع ہے اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔
- جو قرآن کو اپنا پیشوا بنائے گا وہ اسے جنت میں لے جائے گا۔
- جو اسے پس پشت ڈالے گا وہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔
- حاملین قرآن خواہ حافظ ہوں یا لکھا ہوا قرآن اپنے ساتھ رکھنے والے، اس سے شغف رکھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہوں ان سب کو اللہ تعالیٰ کی رحمت گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ ان سے دشمنی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ان سے دوستی اللہ تعالیٰ سے دوستی ہوتی ہے۔
- قرآن کی توقیر و تعظیم سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں میں بھی اس کو مقبول و محبوب بنا دیتا ہے۔
- قرآن کی تلاوت سے آخرت کی مصیبت دور ہوتی ہے۔
- خلوص دل سے ایک آیت کا سننا ایک سونے کے پہاڑ برابر اجر وثواب رکھتا ہے۔
- ایک آیت کی تلاوت کرنا آسمان کے نیچے کی ہر چیز سے افضل ہے۔
- سورۂ یٰسین کو اللہ تعالیٰ کے یہاں عظیم اور صاحب سورت کو شریف کہا جاتا ہے صرف یہ ایک سورت عرب کے دو عظیم قبیلے ربیعہ و مضر کے لوگوں سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گی۔
- اس حدیث میں جہاں قرآن حکیم کے ادب واحترام اور تعظیم و توقیر کی

تلقین کی گئی ہے وہیں اس کے عمومی اور خصوصی فضائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔اس طرح جامع ہدایت وفضیلت کی بہت سی احادیث ہیں اور بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن میں قرآن کے عمومی فضائل وارد ہوئے ہیں اور بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن میں سورتوں کے خصوصی فضائل ملتے ہیں۔ وہ فضائل بہت عظیم بھی ہیں اور ایمان افروز بھی ایک بندۂ مومن جب ان سے واقف ہوگا ایمان کے تقاضے سے قرآن حکیم کی طرف اس کا دل راغب ہوگا اور وہ اسے، اپنا حرز جان بنالے گا اور اپنے درد کا درماں بھی، اسی نیک مقصد سے اسلاف کرام نے اس موضوع پر خاصی توجہ کی ہے اور فضائل قرآن کو کتب احادیث کا ایک مستقل باب ہی نہیں بنایا ہے بلکہ اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔

ملا کاتب چلپی متوفی ۱۰۶۷ھ رقم طراز ہیں۔

سب سے پہلے امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ نے فضائل قرآن کے موضوع پر کتاب لکھی، ان کے بعد حسب ذیل حضرات نے کتابیں لکھیں۔

ابوالعباس جعفر بن محمد مستغفری متوفی ۴۳۲ھ، داؤد بن موسیٰ اودنی، ابوالعطاء ملیحی، ابوالفضل عبدالرحمان بن احمد رازی، ابن ابی شیبہ، ابوعبید قاسم بن سلام جمحی متوفی ۲۲۴ھ، ابن ضریس، ابوالحسن بن صخر ازدی، ابوذر، ضیاء مقدسی، ابوالحسن علی بن احمد واحدی متوفی ۴۲۸ھ۔ (کشف الظنون ص ۲۰۰۔ ج ۲)

امام نسائی نے بھی ''فضائل القرآن'' نامی کتاب لکھی ہے۔

(الاتقان ص ۱۵۱۔ ج ۲۔ امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ)

امام سیوطی نے تو صرف سورتوں کے فضائل پر ایک مستقل کتاب بنام ''خمائل الزھر فی فضائل السور'' تصنیف فرمائی ہے۔ یہی نہیں بلکہ صرف آداب تلاوت کے موضوع پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، امام نوویٰ نے ''التبیان'' تصنیف کی آپ کے علاوہ اور حضرات نے بھی تصنیفات کی ہیں۔

(مفتاح السعادۃ ص ۵۵۵۔ ج ۲۔ از طاش کبری زادہ رومی متوفی ۹۶۲ھ)

مگر یہ سب کتابیں عربی میں ہیں اور وہ بھی نایاب، ان سے نہ تو اردو داں طبقہ استفادہ کرسکتا تھا اور نہ ہی عربی داں طبقہ، ہمیں بھی نہ فضائل قرآن کی کتابوں میں کوئی کتاب مل سکی اور نہ فضائل سور (از امام سیوطی) دستیاب ہوئی اور نہ ہی آداب تلاوت پر کوئی کتاب نظر سے گزر سکی جس کے باعث ہمیں نہ تو قدیم کتابوں سے کوئی رہنمائی مل سکی۔ اور نہ ہی یکجا مواد ملنے کا سوال پیدا ہوا۔ اس لئے ہم نے جو کچھ بھی اس کتاب میں پیش کیا ہے وہ سب اصل مآخذ حدیث وشروح اور تفسیر واصول تفسیر اور دیگر کتابوں سے لے کر پیش کیا ہے۔ پہلے باب میں عموماً شروح کے حوالہ سے احادیث کی ضروری شرحیں کر دی گئیں ہیں ہاں دوسرے باب میں ضخامت بڑھ جانے کے سبب تشریحات کم آسکی ہیں۔

جن بزرگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی تھیں ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ جس امت کو یہ عظیم اور مقدس قرآن دیا گیا ہے وہ ہرگز ہرگز اس سے غفلت نہ برتے اس سے پوری وابستگی اور گہرا تعلق اور غیر معمولی شغف رکھے اس کی تلاوت کے بے حساب اجر کا ذخیرہ بھی جمع کرتی رہے اور اس کی تعلیمات وہدایات پر عمل پیرا ہو کر دارین کی فلاح و بہبود سے بھی ہمکنار ہو۔ اسی نیک مقصد سے ان حضرات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مؤلف یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اس کتاب کی تالیف کا خاص داعیہ یہ ہوا کہ ۱۹۷۴ء میں جب میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور (اعظم گڑھ) میں تدریسی خدمات کے لئے مامور کیا گیا۔ ترجمہ قرآن مجید بھی زیر تدریس آیا۔ طلبہ کبھی کبھی سورتوں کے فضائل دریافت کرتے تھے۔ میں چونکہ مختلف تفسیر کی کتابیں مطالعہ میں رکھتا تھا اس لئے انہیں بعض فضائل بتا دیتا اسی وقت خیال ہوا کہ کیوں نہ سورتوں کے فضائل یکجا کتابی شکل میں جمع کر دیئے جائیں تاکہ اس سے سب کو فائدہ پہنچ سکے۔ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے میں صرف سورتوں کے فضائل جمع کرتا رہا۔ پھر

یہ خیال ہوا کہ قرآن مجید کے عمومی فضائل بھی شامل کر دیئے جائیں۔ تو اس کی افادیت اور بڑھ جائے گی اس طرح کتاب کے دو باب ہوگئے پھر آداب تلاوت کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ تو اس کا بھی ایک ابتدائی باب تیار ہوگیا۔ باب اول کے خاص ماخذ ''احیاء علوم الدین'' (از امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ) اور ''الاتقان'' (از امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ) ہیں۔ باب دوم وسوم کے ماخذ کثیر ہیں۔ ان کی الگ سے ایک تفصیلی فہرست پیش کر دی گئی ہے۔ مزید افادیت کے لئے اسمائے مصنفین اور ان کے سنہ وفات بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

یہ کتاب المجمع الاسلامی مبارکپور (اعظم گڑھ) کی آٹھویں پیش کش ہے یہ ادارہ تصنیف وترجمہ اور اشاعت کی ایک عظیم تحریک ہے۔

تحریر کی اہمیت وافادیت ہر زمانہ میں گوناگوں رہی ہے، قلم کی توانائی آج کی ترقی یافتہ دنیا ہی محض تسلیم نہیں کرتی بلکہ ہمیشہ ہی اس کی طاقت کا اعتراف کیا جاتا رہا ہے اور اس کی قوت کا استعمال بھی ہوتا رہا ہے۔ خود قرآن حکیم اس کی عظمت کی قسم یاد کرتا ہے۔

ن والقلم وما یسطرون۔ (قلم۔ آیت ۱)

قلم اور اس کی تحریر کی قسم۔

رب کائنات انسانوں پر اپنا فضل وکرم جتاتے ہوئے فرماتا ہے۔

وربك الاكرم الذى علم بالقلم۔ (علق آیت ۳،۴)

اور تمہارا رب ہی سب سے زیادہ کرم والا ہے جس نے قلم سے تحریر سکھائی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم فضل اور بے پایاں کرم ہے کہ اس نے تحریر جیسی بے مثال نعمت انسان کو مرحمت فرمائی۔ اسی سے علوم محفوظ ہوتے ہیں۔ گزشتہ اقوام کی خبریں ان کی سرگزشتیں، ان کے واقعات اور ان کے کلام یہ سب کچھ قلم کی کرشمہ سازیوں ہی سے ضبط میں آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیدوا العلم بالکتابة (العقد الفرید صفحہ ۲۰۶)

تم تحریر کے ذریعہ علم محفوظ کرلو۔

یعنی تمہیں اگر علم محفوظ کرنا اور دوسروں تک پہنچانا ہے تو تمہیں ذریعہ تحریر اختیار کرنا ہوگا۔ آپ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

فلیبلغ الشاھد الغائب۔

(بخاری صفحہ ۲۳۴ باب الخطبۃ ایام منی، ج ۱)

حاضرین غائبین تک میرا پیغام پہنچائیں۔

ذرائع تبلیغ میں تحریر کے علاوہ کونسا ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم تک حضور ﷺ کے اقوال وافعال پہنچے ہیں۔ اسی تحریر کے ذریعہ قرآن بھی ہم تک پہنچا اور حدیث بھی اور سیرت وتاریخ کی سبھی کتابیں بھی جن سے ہم حضور ﷺ کی عادات کریمہ، خصائل جلیلہ سے واقف ہوئے بلکہ آپ کی زندگی کی ایک ایک ادا سے ہمیں آشنائی ملی۔

اگر تحریر نہ ہوتی تو تفسیر، فقہ اور دیگر علوم اسلامیہ کی کون سی کتاب ہمیں پہنچ سکتی۔ یہ سب کچھ تحریر کا احسان وعطیہ ہے اور اس راہ میں اسلاف کرام کی مسلسل کدو کاوش پیہم جانفشانی اور عظیم جہاد کا نتیجہ ہے انہوں نے میدان تحریر میں کتنا زبردست جہاد کیا ہے اس کا کسی قدر اندازہ ان کی عظیم تصانیف سے کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ذرائع تبلیغ میں انہوں نے تحریر کو اپنا کر اپنی اہم ذمہ داری ادا کردی اور اپنے تحریری کارناموں کی وجہ سے وہ زندۂ جاوید بھی ہوگئے اور آنے والی نسلوں کو یہ سبق بھی دے گئے کہ اسلام کی ٹھوس، مستحکم اور تاریخی خدمات انجام دینے کے لئے ذریعہ تحریر ہی سب سے اہم اور مستحکم ذریعہ ہے اس سے خدمات بھی پائیدار اور دائمی ہوں گی اور ان خدمات کو انجام دینے والے بھی لازوال زندگی پا سکیں گے۔ بہرحال وہ حضرات بہت کچھ کر گئے اور امت کو اپنی امانتیں عطا کر گئے۔ اب ہم کہاں تک اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں۔ اس کا محاسبہ امت کے ہر صاحب علم کو کرنا

چاہئے۔تحریر ہی وہ ذریعہ ہے جس نے ہزاروں سال پہلے کا پیغام، بحثیں اور گفتگوئیں ہم تک پہنچائی کیا کوئی اور ذریعہ بھی یہ رول ادا کرسکتا ہے۔

پھر اس حیثیت سے بھی دیکھئے کہ یہی وہ انداز تبلیغ ہے جو نہ صرف اپنے محدود ماحول اور اوقات میں اپنا کام کرتا ہوتا ہے بلکہ آدمی جب کام کر چکا تو اب کچھ بھی کر رہا ہے چل رہا ہے، پھر رہا ہے، سو رہا ہے، جاگ رہا ہے، جس حال میں بھی ہے اس کا تبلیغی کام جاری ہے زندہ ہے جب بھی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے جب بھی اس کی تبلیغ جاری ہی رہتی ہے اس طرح یہ ذریعہ تبلیغ متعدی بھی ہے۔

پھر اس پہلو سے بھی غور کیجئے کہ اسی ذریعہ تبلیغ سے ایک انسان اپنی جگہ رہ کر اپنی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا سکتا ہے نہ اسے سفر کی صعوبتیں جھیلنی پڑتی اور نہ اس کے لوازم کی زحمتیں برداشت کرنی ہوتی ہیں اور نہ دوران سفر کے اوقات وایام رائگاں جاتے ہیں۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ آج باطل جماعتیں خاص طور سے قلم ہی کی توانائی سے پوری دنیا میں ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کر رہی ہیں باطل طاقتوں کے جب یہ عزائم ہو سکتے ہیں اور وہ اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے ہر طرح کی تگ ودو کر سکتی ہیں اور اپنے زعم میں خود کو ایک حد تک کامیاب بھی بتا رہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حق جس کی فطرت ہی میں سربلندی ہے اسے اگر دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچایا جائے تو وہ کیوں نہ پہنچے گا وہ یقیناً پہنچے گا اور باطل قوتوں پر غالب آئے گا کیونکہ قرآن کہتا ہے۔

ليظهره على الدين كله۔ (فتح ۲۸)

کہ نبی اس دین برحق کو تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کردیں۔

اور اسی کو یقیناً سربلندی ملے گی۔

الحق يعلو ولا يعلىٰ۔

حق سربلند ہوتا ہے سرنگوں نہیں ہوتا۔

اسی آوازِ حق کو قلم کی توانائی سے دور دور تک پہنچانے کے لئے ہم نے ایک مجمع بنایا ہے جو ''المجمع الاسلامی'' کے نام سے اپنا تعارف حاصل کر چکا ہے۔ یہ مجمع اپنی ڈھائی سال کی مختصر سی عمر میں دو زبانوں (اردو۔عربی) میں اپنا کام منظرِ عام پر لا چکا ہے انشاء اللہ الرحمٰن دنیا کی اور زبانوں میں بھی یہ کام کرے گا۔ اردو۔عربی میں اس کی شائع کردہ کتابیں یہ ہیں:۔

ا:۔ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ میں اس نے اپنی پہلی کتاب ''نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمٰن'' ترجمہ کی شکل میں پیش کی تھی۔ اس کتاب میں زیارت قبور کا حکم، اس کے اوقات و آداب اور اس کے لئے سفر، استعانت بالرسول، تعظیم آثار و نقوش نبی ﷺ، زیارت روضۂ منورہ، جنت البقیع اور اس کے گردونواح کی قبروں کی زیارت، مسجد قبا کی زیارت، کوہ احد، اس کے شہداء اور اس کی مسجدوں کی زیارت، مدینہ منورہ کے قرب و جوار کی متبرک مساجد، مبارک کنوئیں، حرمین شریفین کے درمیان کی مساجد اور فضائل حرمین شریفین سے متعلق ٹھوس اور علمی دلائل پر مشتمل سنجیدہ اور محققانہ بحثیں کی گئی ہیں۔ یہ کتاب علامہ عبد الحلیم فرنگی محلی متوفی ۱۲۸۵ھ نے مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر عربی میں تصنیف فرمائی۔ اس طرح اب سے لگ بھگ سوا سو سال پہلے یہ کتاب لکھی گئی۔ میں نے اردو ترجمہ کیا یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ ایک سال کے اندر ترجمہ کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ اپنی اشاعت کے چند ماہ بعد ہی یہ کتاب سرزمین پاکستان پر مکتبہ فریدیہ ساہیوال سے طبع ہوئی اور وہاں بھی اس کی اشاعت کچھ اور تیز رفتاری سے ہوئی۔ بنگلہ دیش پہنچی تو اردو کا بنگالی میں ترجمہ کیا گیا۔ بنگلہ میں ترجمہ کا کام محترمی مولانا عبد الکریم نے انجام دیا۔ رب قدیر مولانا موصوف کو بھرپور صلہ مرحمت فرمائے۔

اس طرح یہ کتاب ہندو پاک اور بنگلہ دیش تینوں ممالک میں بیک وقت مقبول ہوئی اور اسے غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ ہندو پاک اور لندن تک کے اخبار و رسائل نے اس پر گرانقدر تبصرے شائع کئے۔

۲۔''امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں'' (از مولانا یٰسین اختر اعظمی) اس کے شروع میں امام احمد رضا اعلیٰ حضرت قدس سرہ متوفی ۱۳۴۰ھ کا ایک وقیع، جاندار اور سائنٹفک (Scientific) انداز میں تعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد امام موصوف کے بارے میں وزنی اور اہم شخصیتوں کے تاثرات پیش کیے گئے ہیں۔ وہ شخصیتیں ایک ہی مکتب فکر سے تعلق نہیں رکھتیں۔ بلکہ مختلف مکاتب فکر سے وابستہ شخصیتیں ہیں۔ ساتھ ہی ان میں عرب وعجم دونوں ہی کے ارباب علم ودانش ہیں۔ اس طرح یہ کتاب گرانقدر آراء وتاثرات کا ایک حسین گلدستہ بن گئی ہے اس کا پہلا ایڈیشن ہندوستان اور دوسرا ایڈیشن پاکستان المجد د احمد رضا اکیڈمی کراچی سے پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوکر مقبول خاص وعام ہو چکا ہے۔

۳۔الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی (عربی) یہ امام احمد رضا قدس سرہ کا مختصر مگر اہم اور وقیع رسالہ ہے اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول ''اذا صح الحدیث فهو مذهبی'' کا صحیح محمل اور مفہوم پیش کیا گیا ہے اور فہم حدیث کے چار اہم مراحل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس کا عربی ترجمہ میرے قلم سے ہے۔ اصل رسالہ سے پہلے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف عربی میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جس سے قاری کے ذہن پر اچھا اثر مرتب ہوسکتا ہے یہ کتاب مرکزی مجلس[1] رضا لاہور سے شائع ہوکر ہندو پاک اور عالم عرب میں مفت تقسیم کی جارہی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی دو ہزار کی تعداد میں مجلس سے شائع ہو چکا ہے جو اس کی مقبولیت کی دلیل ہے۔

1۔ مرکزی مجلس رضا لاہور ایک فعال اور متحرک مجلس ہے مختلف زبانوں انگریزی، عربی، اردو، پنجابی میں اپنی کتابیں شائع کر کے اندرون وبیرون پاکستان میں مفت تقسیم کررہی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت پر اس کی جانب سے بیسوں کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ماضی قریب میں باہر کی دنیا میں امام احمد رضا کے تعارف کے سلسلے میں اس نے جو کردار ادا کیا اور کررہی ہے وہ بس اسی کا حصہ ہے۔ رب قدیر ارکان مجلس اس کے ارباب قلم اور مخلصین ومعاونین کو دارین کے برکات سے نوازے اور اپنی شایان شان صلہ مرحمت فرمائے اور مزید دین متین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

۴۔ارشادات اعلیٰ حضرت (از مولانا عبدالمبین نعمانی) اس کتاب میں فاضل مرتب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی مختلف کتابوں سے آپ کے ارشادات و فرامین جمع کئے ہیں بہت سے وہ مسائل جن کی عوام وخواص کوضرورت تھی اس کتاب میں آ گئے ہیں۔اس طرح تبلیغ احکام کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے۔

۵۔جد الممتار علیٰ رد المحتار (از امام احمد رضا قدس سرہ)

فقہ کی مشہور کتاب ردالمحتار معروف بشامی کا یہ ایک عظیم حاشیہ ہے۔جوفقہ اسلامی میں ایک گرانقدر اضافہ ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد امام احمد رضا کے تفقہ کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔جب مصنف اس میں بحثیں کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فقہ کے کلیات و جزئیات مصنف کے سامنے منتظر کھڑے ہیں اور حرکت قلم سے صفحات قرطاس پر اترتے چلے آتے ہیں اس میں علامہ شامی صاحبِ رَدّالمحتار کے تسامحات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ارباب ''المجمع الاسلامی '' نے اس کتاب کا اسی (۸۰) صفحات پر مشتمل عربی میں مقدمہ لکھا ہے۔جس میں علامہ شامی ،امام احمد رضا اور جدالممتار کا تعارف قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

۶۔مقالات امجدی (از علامہ مفتی شریف الحق امجدی)

یہ سات مقالوں کا مجموعہ ہے ان کے موضوعات یہ ہیں۔

(۱) پیغمبر خدا قانون ساز بھی ہیں (۲) خلافت معاویہ و یزید پر ایک نظر (۳) تقلید شخصی کی شرعی حیثیت (۴) اسلامی فکر کی تعمیر نو (۵) ارض مقدس اور یہودی تغلب (۶) یہود کے بارے میں ایک آیت کی تشریح (۷) خلائی سفر اور قرآن حکیم ـــــــ ان تمام موضوعات پر نہایت تحقیق کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے جس موضوع پر قلم اٹھایا گیا ہے اس کے ضروری شوشے گوشے پیش کر دیئے گئے ہیں اور ان میں کوئی تشنگی چھوڑ نہیں رکھی گئی ہے۔ زبان سہل اور رواں ہے اور برجستگی بھی بھرپور ہے جیسے قلم کو جنبش دی گئی ہو اور وہ اپنی پوری

توانائی کے ساتھ آگے بڑھتا ہی چلا جارہا ہو اور باب علم وتحقیق نے انہیں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

۷۔ تدوین قرآن (از مولانا محمد احمد بھیروی مصباحی)

قرآن کریم کے جمع و ترتیب اور قرآن کی قطعیت و تواتر سے متعلق منکرین اسلام نے بہت سے بے جا شکوک واوہام پھیلا رکھے ہیں۔ اور انہیں زبردست اعتراضات کی شکل میں پیش کر کے اقوام عالم کو قرآن اور اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ضرورت تھی کہ بھرپور تحقیق اور انتہائی متانت وسنجیدگی کے ساتھ ان کا زوردار رد کر کے مشتبہ اور متزلزل اذہان کو مطمئن کیا جائے۔ مولانا مصباحی بھیروی نے "تدوین قران" لکھ کر یہ اہم ضرورت پوری کی ہے اور بہت سی تاریخی اور تحقیقی معلومات بھی فراہم کردی ہیں۔ جن کا مطالعہ اہل ذوق کے لئے یقیناً دلچسپی اور علمی فائدے کا سبب ہوگا۔

۸۔ ان کتابوں کے بعد اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اس سے ہمارا صرف مقصود یہ ہے کہ اہل ایمان قرآن عظیم کی طرف متوجہ ہوں اس کی تلاوت کریں اس کا مطالعہ کریں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں، اور یہاں بھی ایک باوقار انسان کی زندگی گزار سکیں اور آخرت میں بھی ایک عظیم منصب اور اعزاز سے سرفراز ہو سکیں۔

اخیر میں ارباب **المجمع الاسلامی** اور دیگر احباب و مخلصین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھے بار بار اس کام کے لئے متوجہ کرتے رہے گرامی قدر محترم ڈاکٹر پروفیسر مسعود احمد صاحب پرنسپل گورنمنٹ سائنس کالج سکرنڈ ضلع نواب شاہ (پاکستان) اور شیخ جلیل حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی صدر شعبہ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ کا ممنون ہوں جنہوں نے اس کام میں میری رہنمائی بھی فرمائی اور ہمت افزائی بھی۔ محبّ مکرم مولانا محمد منشا تابش قصوری (پاکستان) کا بھی شکر گزار ہوں جو بار بار اس کی تکمیل کی یاد دہانی کرتے رہے۔ اپنے طلبہ کا بھی جو نقل و تبیض وغیرہ بہت سے کاموں میں

میرے معاون ومددگار رہوئے۔

محبّ مکرم جناب حافظ عبدالمعید صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے یہ کتاب شائع کرنے کا انتظام کیا۔ رب قدیر اپنے حبیب گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میری یہ خدمت قبول فرمائے۔ اس کی افادیت عام فرمائے اور مزید اپنے دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ وما ذلك عليه بعزيز۔

اللهم يا رحمن يا رحيم اغفرلنا ولوالدينا ولاساتذتنا ولاحبابنا ولجميع المسلمين والمسلمات برحمتك يا ارحم الراحمين بجاه حبيبك و نبيك سيد المرسلين۔ والسلام عليه وآله واصحابه و اتباعه اجمعين۔

افتخار احمد قادری

المجمع الاسلامی

مبارکپور، اعظم گڑھ

کریم الدین پور، گھوسی، اعظم گڑھ یوپی (ہند)

۱۴ شعبان المعظم (شب برأت) ۱۳۹۹ھ

۱۰/ جولائی ۱۹۷۹ء

پہلا باب

آدابِ تلاوت

آغاز فضائل ایسی حدیث سے کیا جا رہا ہے جس میں تلاوت قرآن حکیم کے آداب بھی ہیں اور تلاوت کا حکم بھی، قرآن کے تقاضے بھی ہیں اور اس کے فضائل بھی۔

عن عبیدة الملیکی (وکانت له صحبة) قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا اهل القران لا تتوسدوا القران واتلوه حق تلاوته من اٰنآء اللیل والنهار وافشوه و تغنوه وتدبروا ما فیه لعلکم تفلحون ولا تعجلوا ثوابه فان له ثوابا

(مشکوٰۃ ص۱۹۲۔شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ان کو حضور کی صحبت کا شرف حاصل رہا ہے۔[1]) وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قرآن قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور اس کی تلاوت کا جیسا حق ہے اس طرح شب وروز کے اوقات میں اس کی تلاوت کرو اور اس کو پھیلاؤ اور اس میں جو (معانی اور احکام وقصص) ہیں ان پر غور وفکر کرو۔ اس امید سے کہ تم کو فلاح وکامرانی نصیب ہو اور اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو (کہ دنیا ہی میں اس کا حصول چاہو) اس لئے کہ اس کا ثواب (بہرحال دارآخرت میں) ملے گا۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اہل قرآن تم قرآن کو تکیہ نہ بناؤ۔'' علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اہل قرآن سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن سے غیر معمولی شغف اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کو خاص طور سے اس لئے خطاب کیا گیا ہے کہ حقوق قرآن کی ادائیگی کی ذمہ داری ان پر اوروں سے کہیں زیادہ عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن ان کی رگ وخون میں گھل مل چکا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اہل قرآن سے تمام اہل ایمان مراد ہوں۔ کیوں کہ قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ (عموما) سبھی کے پاس ہوتا ہے یا اہل قرآن سے مراد (مطلقًا) وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

جیسا کہ دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا اے اہل بقرہ (مرقاۃ ص ۶۱۸۔ ج ۲)۔ (اس سے مراد اپنی امت لی ہے جس کو سورہ بقرہ ملی ہے) اہل قرآن ہونا اتنا عظیم شرف اور اعزاز ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے فرشتوں نے امت محمدیہ کو اسی قرآن کی حامل ہونے کی وجہ سے مبارکباد پیش کی تھی۔ امام غزالی حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

ان اللہ عزوجل قرأ طٰہٰ و یٰسٓ قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بالف عام فلما سمعت الملائکۃ القراٰن قالت طوبیٰ لامۃ ینزل علیھم ھذا وطوبیٰ لاجواف تحمل ھذا وطوبیٰ لالسنۃ تنطق بھذا۔

(احیاء العلوم ص ۲۸۰۔ ج ۱۔ الدارمی۔ مرقاۃ ص ۶۱۹۔ ج ۲)

بیشک اللہ ﷻ نے سورۂ طٰہٰ ویٰسین آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے ظاہر فرمائی جب فرشتوں نے قرآن سنا انہوں نے کہا اس امت کو مبارکباد ہو جس پر یہ قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کو مژدہ ہو جو اس کے حامل ہونگے اور ان زبانوں کے لئے بشارت ہو جن سے یہ قرآن ادا ہوگا۔

1:۔ امام بیہقی یا کسی اور محدث کا قول ہے۔ (مرقاۃ ص ۶۱۸۔ ج ۲)

گویا فرشتوں نے امت محمدیہ کو عمومی مبارکباد دی اور جن سینوں میں قرآن حفظ ہوتا ہے اور جو لوگ اسے پڑھتے ہیں اور قرآن کے الفاظ ان کی زبانوں سے ادا ہوتے ہیں ان کو خصوصی مبارکباد اور بشارت بھی دی۔ نبی ﷺ اپنی اس قرآن کی حامل امت سے فرماتے ہیں۔ ''تم قرآن کو تکیہ نہ بناؤ'' اس کا دو مفہوم ہے۔ پہلا مفہوم یہ ہے کہ تم قرآن کو تکیہ بنا کر اس پر سر نہ رکھو یہ خلاف ادب ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے تحت قرآن سے متعلق بہت سے فقہی جزئیات نقل کئے ہیں۔ مثلاً قرآن کو تکیہ بنانا۔ اس کی طرف پاؤں پھیلانا۔ اس کے اوپر کسی چیز کا رکھنا۔ اس کی طرف پیٹھ کرنا وغیرہ حرام ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ تم قرآن سے غفلت اور سستی نہ برتو بلکہ اس کے الفاظ و معانی اور علم و عمل کے تمام حقوق پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کرو اور اس کی تلاوت کا جیسا حق ہے اس طرح شب و روز کے اوقات میں تم اس کی تلاوت کرو۔

اہل کتاب میں جو کتاب کی تلاوت کرتے تھے قرآن ان کی مدح فرماتا ہے۔

الذين اٰتينهم الكتب يتلونه حق تلاوته اولٰئك يؤمنون به۔

(بقرہ ۱۲۱)

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کا جیسا حق ہے اس طرح وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضور ﷺ نے آداب تلاوت، احترام و توقیر اور اخلاص و محبت کے ساتھ شب و روز کے اوقات میں قرآن کی تلاوت کا حکم فرمایا ہے اس لئے یہاں آداب تلاوت کا ذکر یقیناً مناسب ہوگا۔ تلاوت کے آداب ظاہری بھی ہیں اور باطنی بھی، آداب تلاوت کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

امام نووی نے اس موضوع پر ''التبیان'' تصنیف فرمائی ہے اور ''شرح المہذب'' اور ''الاذکار'' کے اندر بھی شرح وبسط کے ساتھ آداب تلاوت قلمبند کئے ہیں۔

(الاتقان ص ۱۰۴۔ ج ۱)

امام غزالی نے ''احیاء العلوم'' میں تفصیل اور بڑی جامعیت کے ساتھ دس ظاہری اور دس باطنی آداب تلاوت تحریر فرمائے ہیں۔ ہم اختصار کے ساتھ انہیں پیش کر رہے ہیں۔

آداب ظاہری:

ا۔ تلاوت کرنے والا قبلہ رو سر جھکائے ہوئے ادب و وقار کے ساتھ استاد کے سامنے بیٹھنے کی طرح بیٹھ کر تلاوت کرے۔ مسجد میں نماز کے اندر کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے میں سب سے زیادہ ثواب ہے۔ بلا وضو بستر پر لیٹ کر حفظ سے قرآن پڑھنے میں بھی ثواب ہے مگر کم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض۔

(آل عمران ۱۹۱)

وہ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق پر غور و فکر کرتے ہیں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے تینوں حالتوں میں ذکر کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے مگر کھڑے ہو کر ذکر کرنے والوں کو سب پر مقدم کیا ہے پھر بیٹھ کر اور سو کر ذکر کرنے والوں کو تذکرہ کیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے۔ اس کے لئے ہر حرف پر سو (۱۰۰) نیکیاں ہیں۔ اور جو شخص نماز میں بیٹھ کر پڑھتا ہے اس کے لئے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ہیں اور جو شخص نماز کے باہر باوضو پڑھتا ہے اس کے لئے پچیس نیکیاں اور جو شخص بغیر وضو پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا حفظ سے تلاوت کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ قرآن کا اٹھانا، چھونا اور

اس کا دیکھنا یہ سب عبادت ہے قرآن دیکھ کر پڑھنے کے فضائل اپنے مقام پر آئیں گے یہاں صرف دو روایتوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

طبرانی نے ''معجم'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن حفظ سے پڑھنا ایک ہزار درجہ (ثواب) رکھتا ہے اور قرآن دیکھ کر پڑھنا دو ہزار درجہ رکھتا ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے

قرآن دیکھ کر پڑھنا بے دیکھے پڑھنے پر وہی فضیلت رکھتا ہے جو فضیلت فرض کو نفل پر حاصل ہے۔ (الاتقان ص ۱۰۸۔ ج ا)

تلاوت کس مقدار میں کرنی چاہئے ،صحابہ کرام اور اسلاف عظام رضی اللہ عنہم کا طریقہ اس میں مختلف رہا ہے، بعض حضرات رات دن میں ایک ختم تلاوت کرتے ،بعض دو ختم اور بعض تین ختم تک تلاوت کرتے اور بعض ایک ماہ میں ایک ختم کرتے ۔لیکن عام لوگوں کے لئے تین دن سے کم میں ختم کرنا خلاف اولیٰ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لم یفقه من قرأ القراٰن فی اقل من ثلث

(حاشیہ احیاء العلوم ص ۲۸۲۔ ج ا۔ ابن ماجہ ص ۹۷۔ ابوداؤد ص ۱۹۶۔ ج ا۔ ترمذی ص ۱۱۹۔ ج ۲۔ و نسائی)

''جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اس کو سمجھا نہیں۔''

اس حدیث کا محمل یہی ہے کہ عام طور پر ذہن کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ تین دن سے کم میں پڑھنے والا قرآن سمجھ نہ سکے گا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا گویا اس میں عام حال کی خبر دی گئی ہے لیکن اگر کوئی تین دن سے کم میں پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور وہ بلاشبہ تلاوت قرآن کا ثواب پائے گا جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا امام اعظمؒ ہر رات ایک

ختم قرآن مجید پڑھتے۔ (انتصار الحق ص ۴۹، ۵۰)

بعض حضرات دس دن میں ختم کرتے اور بعض سات دن میں اکثر صحابہ اور اسلاف کا اسی پر عمل رہا ہے، بخاری و مسلم کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمروؓ سے فرمایا:

اقرأه فی سبع ولا تزد علیٰ ذالك

(ابوداؤد ص ۱۹۷۔ ج ا۔ و مرقاۃ ص ۶۱۵۔ ج ۲)

تم قرآن سات دن میں پڑھو اس سے زیادہ نہ کرنا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ہر جمعہ کو قرآن ختم کرتی ان میں حضرت عثمان، حضرت زید بن ثابت، ابن مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

(احیاء العلوم ص ۲۸۳۔ ج ا)

علامہ نووی نے ذکر کیا ہے کہ سید جلیل بن کاتب صوفی دن میں چار ختم اور رات میں بھی چار ختم فرماتے۔ (مرقاۃ ص ۶۱۶۔ ج ۲)

علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں حضرت اسود چھ دن میں اور حضرت علقمہ پانچ دن میں ختم کرتے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گروہ پورا قرآن ایک رات میں یا ایک رکعت میں ختم کرتا۔ علامہ ملا علی قاری نے بھی لکھا ہے ایک رکعت میں قرآن ختم کرنے والوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ (مرقاۃ ص ۶۱۵۔ ج ۲)

علامہ عینی مزید لکھتے ہیں سلیم ایک شب میں تین ختم کرتے ابو عبیدہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے صاحبِ ''توضیح'' نے فرمایا ہے شب و روز کے زیادہ سے زیادہ آٹھ ختم کی ہم کو اطلاع مل سکی ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۶۰۔ ج ۲۰)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مختار مذہب یہ ہے کہ مقدار تلاوت جیسے لوگ ہوں انہیں کے لحاظ سے ہوگی جو شخص گہری نظر سے تلاوت کرتا ہے۔ جس سے قرآن کی باریکیاں اور معارف کھلتے ہیں ایسے شخص کو اتنی ہی تلاوت کرنی چاہئے کہ جسے وہ پڑھ رہا ہے اسے

خوب سمجھ سکے اور جو تعلیم یا مسلمانوں کے اہم مسائل اور مقدمات کے فیصلوں میں مصروف ہو۔ اتنی ہی تلاوت کرے کہ ان مسائل اور مقدمات میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور جو اس طرح کے لوگ نہ ہوں ان کو جتنا ممکن ہو تلاوت کریں۔ ہاں اُوب (اُکتا) جانے اور جلد بازی کی تلاوت کی حد میں وہ داخل نہ ہوں۔ (مرقاۃ ص ۶۱۶۔ ج ۲)

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ بغیر تکان و اکتاہٹ حضور قلب کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کم سے کم جتنا بھی قرآن مجید پڑھا جائے وہ بہرحال باعث ثواب ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا جو قرآن سمجھ کر پڑھے اسے بھی ثواب ملے گا اور جو بے سمجھے پڑھے اسے بھی ثواب ملے گا۔ (انتصار الحق ص ۵۰)

حصوں میں بانٹ کر تلاوت کرنا:

جو ہفتہ میں ایک بار ختم کر سکے وہ قرآن سات حصوں میں تقسیم کرے یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شب میں سورۂ بقرہ سے شروع کر کے سورۂ مائدہ تک پڑھتے اور سنیچر کی شب میں سورۂ انعام سے سورۂ ہود تک اور اتوار کی شب میں سورۂ یوسف سے سورۂ مریم تک اور پیر کی شب میں سورۂ طٰہٰ سے طٰسٓمٓ موسٰی وفرعون (قصص) تک اور منگل کی شب میں سورۂ عنکبوت سے سورۂ ص تک اور بدھ کی شب میں سورۂ تنزیل سے سورۂ رحمٰن تک اور جمعرات کو ختم فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی قرآن حصوں میں تقسیم فرماتے مگر اس ترتیب سے نہیں اسی طرح دوسرے صحابہ بھی قرآن حصوں میں تقسیم کرتے ان حصوں کو احزاب قرآن (قرآن کی منزلیں) کہا جاتا ہے۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۳۔ ج ۱)

کتابت قرآن:

حسین اور واضح انداز میں قرآن لکھنا مستحب ہے اس زمانہ میں قرآنی نسخوں کی

بہتات اور فراوانی کی وجہ سے یہ عمل نادر ہے۔

ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنا:

امام غزالی نے ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کو مستحب بنایا ہے، احناف کے نزدیک واجب ہے۔ قرآن پڑھنے سے مقصود غور و خوض ہے۔ اور ترتیل اس کے لئے معاون ہے اسی لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز قرأت بیان کرتیں تو فرماتیں کہ حضور کی قرأت میں ہر حرف الگ الگ اور واضح ہوتا۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۴۔ ج ۱)

دوران تلاوت رونا:

تلاوت کے ساتھ رونا مستحب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم قرآن کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ رویا کرو اور اگر نہ روسکو تو رونے کا سا انداز ہی اختیار کرلو۔

(احیاء العلوم ص ۲۸۴۔ ج ۱۔ ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یحزون للاذقان یبکون۔ (بنی اسرائیل ۱۰۹)

وہ (اہل ایمان) روتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قرأت کررہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(الاتقان ص ۱۰۷۔ ج ۱)

حقوق آیات کا لحاظ رکھنا:

سجدہ کی آیت آئے تو تلاوت کرنے والا سجدہ کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور ہائے ہلاکت کہتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے ہائے میری ہلاکت ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو وہ سجدہ ریز ہو گیا۔ اور اس کو جنت مل گئی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اس لئے میرے حصہ میں جہنم ہے۔

(الترغیب الترہیب ص ۱۷۳۔ ج ۳۔ مسلم، ابن ماجہ۔ بزار بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ)

حسب ذیل قرآنی سورتوں میں کل چودہ سجدے ہیں۔

(۱) اعراف (۲) رعد (۳) نحل (۴) بنی اسرائیل (۵) مریم (۶) حج (۷) فرقان (۸) نمل (۹) الم تنزیل (۱۰) ص (۱۱) حٰم سجدہ (۱۲) نجم (۱۳) اذا السماء انشقت (۱۴) اقرأ (علق)

آیت سجدہ آئے تو تلاوت کرنے والے اور آواز سے سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہوتا ہے خواہ سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ حدیث میں ہے تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ ہے۔ (ہدایہ ص ۱۴۶۔ ج ۱)

شرائط سجدہ شرائط نماز ہی کی طرح ہیں (ستر عورت، استقبال قبلہ، بدن اور کپڑے کا نجاست اور حدث سے پاک ہونا، نیت کرنا) کھڑے ہو کر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں جانا اور تکبیر کہتے ہوئے اٹھنا مستحب ہے۔

۸۔ تلاوت کی ابتداء اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم سے کرے اس کے بعد بسم اللہ پڑھنا بھی مسنون ہے۔ تلاوت سے فارغ ہونے کے وقت یہ کلمات کہنے چاہئیں:

صدق اللہ وبلغ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اللھم انفعنا به وبارك لنا فیه الحمد للہ رب العٰلمین واستغفر اللہ الحی القیوم۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تبلیغ فرمائی اے اللہ ہمیں اس سے نفع دے اور ہمارے لئے اس میں برکت دے تمام حمد وستائش اللہ

کیلئے جو سارے عالم کا رب ہے میں اللہ حی قیوم سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

دوران تلاوت جب آیت تسبیح آئے تو تسبیح و تکبیر کہے اور جب آیت دعا و استغفار آئے تو دعا و استغفار کرے اور جب امید و توقع کی آیت آئے تو مانگے۔

اور جب خوف کی آیت آئے تو پناہ مانگے یہ سب کچھ چاہے زبان سے کہے یا دل ہی میں کہہ لے۔ **سبحان اللہ، نعوذ باللہ، اللھم ارزقنا، اللھم ارحمنا**، یہ کلمات حسب موقع کہہ لیا کرے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضور نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی جب بھی رحمت کی آیت آئی حضور نے سوال کیا اور جب بھی آیت عذاب آئی حضور نے پناہ مانگی اور جب بھی آیت تسبیح و تقدیس آئی حضور نے تسبیح پڑھی۔

۹۔ آواز کے ساتھ تلاوت کرنا۔

تلاوت میں اتنی آواز ضرور ہو کہ خود سن سکے۔ سرّی نمازوں میں اس طرح پڑھنا فرض ہے کہ خود سن سکے اور اگر اس طرح نہ پڑھے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

اتنی بلند آواز سے قرآن پڑھنا کہ دوسرا سن سکے ایک صورت میں پسندیدہ اور دوسری صورت میں ناپسندیدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

آہستہ پڑھنا زور سے پڑھنے پر وہی فضیلت رکھتا ہے جو خفیہ صدقہ کو علانیہ صدقہ پر حاصل ہے۔

دوسری حدیث ہے:

بلند آواز کے ساتھ تلاوت کرنے والا کھلے طور سے صدقہ دینے والے کی مانند ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خفیہ عمل علانیہ عمل پر ستر درجہ فضیلت رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۵۔ ج ۱)

آواز کے ساتھ پڑھنا بھی مستحب ہے، مروی ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے آواز کے ساتھ قرآن پڑھتے سنا اور اسے صحیح قرار دیا۔ دوسری حدیث میں حضور نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی رات میں نماز پڑھنے کے لئے اٹھے تو اسے آواز کے ساتھ قرآن پڑھنا چاہئے کیونکہ فرشتے اور گھر آباد کرنے والے اس کی قرأت سنتے اور اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ (ایضاً)

غرض روایتیں دونوں طرح سے قرآن پڑھنے کے حق میں ہیں، ہاں موقع اور محل الگ الگ ہے، بلا آواز پڑھنے میں ریا اور تصنع کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ جس شخص کو آواز کے ساتھ پڑھنے میں ریاء کا اندیشہ ہو اس کے لئے بلا آواز پڑھنا افضل ہے اور جس کو اس کا اندیشہ نہ ہو اور آواز سے پڑھنے میں کسی نمازی کو اذیت نہ ہو تو آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ اس لئے کہ اس میں محنت اور عمل زیادہ ہوتا ہے اور اس کا فائدہ دوسروں کو بھی پہنچ سکتا ہے اس لئے کہ ایسا کار خیر جس کا فائدہ دوسروں کو بھی پہنچتا ہے اس کار خیر سے افضل ہوتا ہے جس کا نفع دوسروں کو نہیں پہنچتا۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۶۔ ج ۱)

۱۰۔ خوش آوازی سے تلاوت کرنا۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

زينوا القرآن باصواتكم۔

تم اپنی (اچھی) آوازوں سے قرآن کو مزین کرو۔

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتظار فرما رہے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تاخیر سے حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیسے تاخیر ہوگئی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ایک شخص کی قرأت سن رہی تھی۔ میں نے اس سے اچھی آواز سنی نہیں حضور ﷺ بھی اٹھ کر تشریف لے گئے اور (اس شخص سے) بہت دیر تک سنتے

رہے پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا ''یہ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش جس نے میری امت میں ایسے شخص کو بھی بنایا ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ نے ایک بار ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے قرأت سنی تو فرمایا ان کو آل داؤد کی خوش آوازی کا ایک حصہ ملا ہے۔ (بخاری و مسلم)

جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور کے یہ تعریفی کلمات پہنچے تو انہوں نے (حاضر ہو کر) عرض کیا اگر مجھے معلوم رہا ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو اور حسین و جمیل انداز میں پڑھتا۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۷۔ ج ۱)

آداب باطنی:

(۱) دل سے قرآن کی تعظیم و توقیر۔

کلام کی عظمت اور اس کی رفعت کا خیال جمانا اور اس بات کا تصور رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا عظیم فضل و کرم فرمایا ہے کہ اپنے عرش جلال سے اپنی مخلوق کے دلوں میں اپنا جلوہ نازل فرما دیا ہے اور اس پر نظر و فکر کرنا کہ اس نے کس قدر مہربانی فرمائی ہے کہ اپنے اس کلام کے معانی کو جو قائم بذاتہ اور اس کی قدیم صفت ہے اپنی مخلوق کے دماغوں میں جگہ دی ہے۔

۲۔ متکلم کی تعظیم۔

قرآن کی تلاوت کا آغاز کرتے وقت تلاوت کرنے والے کو اپنے دل میں متکلم (اللہ تعالیٰ) کی عظمت جمائے رکھنا چاہئے اور یہ یقین رکھنا چاہئے کہ جسے وہ پڑھ رہا ہے وہ انسان کا کلام نہیں۔

۳۔ حضور قلب، دل کا حاضر رہنا اور سخن نفس کا ترک کرنا۔

یٰیحیٰ خذ الکتاب بقوۃ (مریم ۱۲) کی تفسیر یہ بتائی گئی ہے کہ محنت اور کوشش کے ساتھ کتاب کو تھامو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تلاوت کے وقت اسی کے ہو کر رہ

جاؤ کسی اور طرف بالکل توجہ نہ ہو۔

۴۔قرآن کے معانی پر غور وفکر کرنا۔

تلاوت کرنے والے کو قرآن کے معانی و مفاہیم پر غور وخوض کرنا چاہئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔اس عبادت میں کوئی خوبی نہیں جس کو سمجھا نہ جائے اور اس تلاوت میں کوئی خوبی نہیں جس میں قرآن پر غور وفکر نہ کیا جائے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ہمارے ساتھ قیام فرمایا اس قیام لیل میں ایک ہی آیت پڑھتے اور دہراتے رہے۔

آیت کریمہ یہ تھی۔

ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم۔ (مائدہ ۱۱۸)

(اے رب) اگر تو ان کو عذاب دے گا تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے گا تو تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ پوری رات یہ آیت پڑھتے رہ گئے۔

وامتازوا اليوم ايها المجرمون۔ (یٰسین ۵۹)

اے مجرمو آج (قیامت کے دن) تم الگ ہو جاؤ۔

۵۔سمجھ کر تلاوت کرنا۔

ہر آیت کو سمجھ سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔اس لئے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کے افعال، انبیاء علیہم السلام کے واقعات وقصص۔ان کی تکذیب کرنے والوں کی مذمت ان کی ہلاکت وتباہی اور جنت ودوزخ کے ذکر پر مشتمل ہے۔اس طرح سمجھ کر پڑھنے میں ایمان وعمل میں استحکام پیدا ہوگا۔

۶۔قرآن فہمی کی رکاوٹوں سے بچنا۔

اکثر لوگ قرآن کے معانی سمجھنے سے محروم رہ جاتے ہیں اس کی وجہ وہ پردے ہوتے ہیں جنہیں شیطان ان کے دلوں پر لٹکا دیتا ہے۔ اس طرح ان پر قرآن کے عجیب و غریب اسرار و رموز کھل نہیں پاتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

لو لا ان الشیاطین یحومون علی قلوب بنی ادم لنظروا الی الملکوت۔ (احیاء العلوم ص ۲۹۱۔ ج ۱)

"اگر شیطان انسانوں کے دلوں پر گھیرے نہ ڈالتا تو وہ ملکوت دیکھ لیتے۔

ملکوت کی تفسیر میں امام غزالی لکھتے ہیں: جو حواس (دیکھنے سننے وغیرہ) سے اوجھل ہو اور نور بصیرت کے بغیر جس کا ادراک نہ ہو سکے وہ ملکوت سے ہے۔

۷۔ قرآن کے مضامین کو اپنے لئے سمجھنا۔

تلاوت کرنے والا یہ خیال رکھے کہ قرآن کے ہر خطاب سے وہی مراد لیا گیا ہے اگر وہ امر و نہی سنے تو خیال کرے کہ اسے ہی حکم دیا گیا یا منع کیا گیا ہے۔ اگر وعدہ و وعید سنے تو اس وقت بھی اس کا اعتقاد یہی ہو کہ اسی سے وعدہ و وعید کی گئی ہے۔ اگر وہ گزشتہ اقوام اور انبیاء علیہم السلام کے واقعات پڑھے تو یقین رکھے کہ واقعات مقصود نہیں ہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ اس سے سبق اور عبرت حاصل کی جائے۔ غرض اس طرح کے ہر خطاب سے تلاوت کرنے والا یہی سمجھے کہ اسے ہی مخاطب کیا گیا ہے۔

۸۔ متاثر ہونا۔

تلاوت کرنے والے کے دل پر اسی طرح کے اثرات مرتب ہونے چاہئیں جس طرح کی آیتیں آئیں۔ جس مفہوم کی آیت آئے اس طرح کا اس پر اثر ظاہر ہو اس کے دل پر غم و خوف اور امید وغیرہ کی کیفیتیں پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم اٰیتہ زادتھم ایمانا و علی ربھم یتوکلون۔ (انفال۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے ان کا ایمان ترقی پاجاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

قرآن کی معرفت جس قدر کامل ہوگی اسی قدر خشیت اور غم کا دل پر غلبہ ہوگا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم آج جو بندہ بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اس پر ایمان رکھتے ہوئے صبح کرتا ہے اس کا غم زیادہ ہوتا ہے اور اس کی خوشی و مسرت کم ہو جاتی ہے۔ رونا زیادہ ہوتا ہے اور ہنسنا کم ہو جاتا ہے۔ اس کی محنت و جانفشانی اور مشقت زیادہ ہوتی ہے اور اس کا آرام وچین اور راحت و فرحت کم ہو جاتی ہے۔

(احیاء العلوم ص۲۹۲۔ ج۱)

قرآن کی تلاوت کا حق اس صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ تلاوت میں زبان کے ساتھ عقل و دل بھی شریک رہیں۔ زبان کا حصہ حروف کو صحیح طریقے سے ادا کرنا عقل کا حصہ معانی کو سمجھنا اور دل کا حصہ نصیحت پذیر ہونا اور اثر قبول کرنا۔ گویا زبان صحیح طریقے سے کلمات ادا کرے، عقل ترجمہ کرے اور دل نصیحت و عبرت حاصل کرے۔

۹۔ ترقی کرنا۔

تلاوت کرنے والا اس حد تک ترقی کرے کہ قرآنی الفاظ جو اس کے کانوں سے ٹکرا رہے ہوں انہیں خود سے سننے کے بجائے گویا وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے سن رہا ہو۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے:

اذا احب احدكم ان يحدث ربه فليقرأ القرآن۔

(کنز العمال ص۱۲۸۔ ج۱۔ مسند الفردوس از دیلمی، تاریخ خطیب بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ)

جب تم میں کوئی پسند کرے کہ اپنے رب سے ہم کلام ہو تو اسے قرآن پڑھنا چاہئے۔

گویا قرآن رب تعالیٰ سے براہ راست ہم کلامی کا ذریعہ ہے۔حضرت عثمان اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اگر دل پاک اور ستھرے ہوں۔تو وہ قرآن کی تلاوت سے آسودہ نہیں ہوسکتے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دل صفائی اور پاکیزگی سے اس حد تک ترقی کر جاتے ہیں کہ قرآن میں متکلم یعنی اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں۔ (احیاء العلوم ص ۲۹۵۔ج ۱)

۱۰۔خود بینی سے پرہیز کرنا۔

اپنی توانائی وطاقت وغیرہ سے خود کو بری اور الگ خیال کرنا اس سے مراد یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا اپنی طاقت وقوت اور خود کو پاکیزہ اور ستھرا سمجھنے سے بہت دور رہے اور اس کو اپنی کمزوری کا اعتراف اور احساس رہے۔جب نیکوں کی تعریف اور وعدہ کی آیتیں پڑھے تو خود کو ان سے کمتر سمجھے۔اور تضرع اور آرزو کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو انہیں میں شامل کردے اور جب غضب کی آیات اور گنہگاروں اور کوتاہ کاروں کی مذمت پر مشتمل آیتیں پڑھے تو اپنے اندر خوف وخشیت پیدا کرنے کے لئے خیال کرے کہ کہیں یہ انہیں میں نہ ہو جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔**اللھم انی استغفر لظلمی و کفری۔**

(احیاء العلوم ص ۲۹۵۔ج ۱)

اے اللہ میں اپنے ظلم اور اپنے کفر (ناشکری) سے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں۔

ان سے کہا گیا ظلم تو ہوسکتا ہے لیکن کفر کیسے ہوسکتا ہے اس وقت انہوں نے تلاوت کی۔**ان الانسان لظلوم کفار**۔بلاشبہ انسان بہت زیادتی کرنے والا بڑا ناشکرا ہے۔ (ابراہیم آیت ۳۴)

اوقات تلاوت:

شب وروز کے سبھی اوقات میں تلاوت کرنا جائز ہے علامہ نووی نے فرمایا ہے۔

تلاوت کے منتخب اوقات میں سب سے بہتر اندرون نماز کا وقت ہے۔پھر رات، اس کے

بعد رات کا نصف اخیر اور مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت بھی بہتر ہے۔ دن کا سب سے اچھا وقت صبح کا ہے تلاوت کے منتخب ایام یہ ہیں۔ یوم عرفہ، جمعہ، دوشنبہ، جمعرات، رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ اور مہینوں میں منتخب رمضان المبارک ہے۔

تلاوت قرآن کا آغاز جمعہ کی شب میں اور جمعرات کی شب میں ختم کرنا بہتر ہے۔

ابن ابوداؤد نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ کا یہی معمول تھا۔ ختم قرآن رات یا دن کے ابتدائی حصے میں افضل ہے۔ دارمی نے حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جب اول شب میں ختم قرآن کیا جاتا ہے تو ختم کرنے والے کے لئے صبح تک فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر دن کے ابتدائی حصے میں کیا جاتا ہے تو شام تک فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(الاتقان ص ۱۱۰۔ ج ۱)

امام غزالی نے فرمایا اول دن کا ختم فجر کی دو رکعتوں میں اور اول شب کا سنت مغرب کی دو رکعتوں میں ہونا چاہئے۔ تاکہ اول دن اور اول شب دونوں اس کے لئے ختم میں آجائیں اور اس طرح رات، دن کے تمام لمحات میں ختم قرآن کی برکتیں پھیل جائیں۔

(احیاء العلوم ص ۲۸۳۔ ج ۱)

ابن مبارک سے روایت ہے کہ جاڑے میں اول شب اور گرمیوں میں اول دن میں ختم قرآن مستحب ہے۔ (الاتقان ص ۱۱۰۔ ج ۱)

حضرت مجاہد سے روایت ہے لوگ ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے۔ آپ فرماتے تھے ختم قرآن کے وقت رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی طرح آپ اور حضرت ابن ابو امامہ سے یہ بھی منقول ہے ختم قرآن کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے۔

ان حقوق و آداب کی رعایت کے ساتھ جو لوگ تلاوت کریں گے۔ وہی تلاوت کا حق ادا کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منشا یہی ہے کہ شب و روز کے اوقات کے حقوق

وآداب کی رعایت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی جائے۔اس حدیث میں مزید فرمایا۔تم قرآن کو پھیلاؤ۔ شیخ محقق دہلوی اس کی شرح فرماتے ہیں تم اس طرح قرآن پڑھو کہ دوسرے سن سکیں،اس کی تعلیم دو،درس وتفسیر اورتحریر کے ذریعہ اسے عام کرو۔

(اشعۃ اللمعات ص۱٦٦۔ ج۲)

علامہ ملاعلی قاری تحریرفرماتے ہیں۔ان ذرائع اشاعت کے ساتھ ہی اس کے مطابق تم عمل کرو۔تم خوداس کی تعظیم کرواوردوسروں کے دلوں میں بھی اس کی عظمت بٹھاؤ۔

(مرقاۃ ص٦١٩۔ ج۲)

غرض یہ کہ قرآن کی اشاعت کے جوبھی ذرائع ہوں۔انہیں استعمال کیا جائے۔ اس کو ہرطرح رواج وفروغ دیا جائے۔اس کے احکام اس کی تعلیمات اور ہدایات پرخود بھی عمل کیا جائے اوردوسروں کوبھی اس کی طرف متوجہ کیا جائے اور یہ جوقرآن نے ہم پرفریضہ عائد کیا ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

(آل عمران ع۳۔ پ۴۔۱۱۰)

تم بہترین امت ہو،تم لوگوں کے لئے ظاہر کیے گئے ہو(تمہاری شان یہ ہے کہ)تم اچھائیوں کاحکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہو۔

اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اچھی باتوں کاحکم اورغلط چیزوں سے روکنے کی اپنی ذمہ داری ادا کی جائے۔اس کی تعلیم خودبھی حاصل کی جائے اوردوسروں کوبھی دی جائے۔ قرآنی علوم میں خودبھی دستگاہ اورمہارت پیدا کی جائے۔اوردوسروں کوبھی اس کی ترغیب دی جائے اور یہ جوحضورﷺ نے فرمایا ہے۔ **خیر کم من تعلم القرآن و علمہ۔**

(بخاری ص۷۵۲۔ ج۲)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے کہ جوقرآن کی تعلیم حاصل کرے اوردوسروں کواس

کی تعلیم دے۔

اس کے پیش نظر زبردست فضیلت کا حامل بنا جائے اور اس کے قوانین وضوابط کو اپنے معاشرہ اور اپنے ملک میں نافذ کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی جائے آپ خیال کیجئے ہمارے اسلاف نے یہ سب کچھ پوری محنت، جانفشانی، لگن، دلچسپی اور ایثار و اخلاص کے ساتھ نہ کیا ہوتا تو کیا آج پوری دنیا میں قرآن کا پھیلاؤ وہی ہوتا جو آج ہے دین و دنیا کی کوئی بھی تو ایسی کتاب نہیں جس کو یہ اشاعت یہ مقبولیت یہ دوام اور یہ استحکام حاصل ہو سکا ہو یا جس کو تحریف و تبدل سے مکمل حفاظت و صیانت کی گارنٹی مل سکی ہو۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (حجر ع ۱۔ پ ۱۴)

ہمیں نے قرآن نازل کیا اور ہمیں ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

حضور نے آگے ارشاد فرمایا: ''تم قرآن کے ساتھ تغنی کرو۔'' اس کا ایک مفہوم تو وہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے۔ یعنی تم خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھو۔ اس کے علاوہ علامہ ملا علی قاری نے یہ مفاہیم بھی لکھتے ہیں ۞ تم آواز سے قرآن پڑھو ۞ تم قرآن لے کر دوسری کسی کتاب سے بے نیاز اور مستغنی ہو جاؤ ۞ تم قرآن ترنم کے ساتھ پڑھو ۞ تم قرآن کے ساتھ غم و حزن میں مبتلا ہو جاؤ ۞ تم قرآن کے ذریعہ نفس کی بے نیازی اور بے احتیاجی کے خواستگار ہو جاؤ ۞ تم قرآن کے ذریعہ مال و دولت کے امیدوار ہو جاؤ۔

ان معانی میں کون راجح اور مختار ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا قرآن میں جو کچھ ہے۔ اس پر تم غور و فکر کرو۔ قرآن کے اندر واضح نشانیاں منع کرنے والی مؤثر آیتیں اور مکمل وعدے و وعید ان سب پر غور و فکر کرو۔ تلاوت قرآن کا مقصد ہی یہ ہے کہ قرآنی مضامین پر غور و فکر اور تدبر کیا جائے۔ اسی لئے ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنا سنت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ **لا خیر فی عبادۃ لا فقه فیها ولا فی قرأۃ لا تدبر فیها۔** (احیاء العلوم ص ۲۸۹۔ ج ۱)

اس عبادت میں کوئی خوبی نہیں جس کو جانا اور سمجھا نہ جائے اور اس تلاوت میں کوئی خوبی نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

امام غزالی فرماتے ہیں کسی آیت کو بار بار پڑھنے ہی سے اگر تدبر حاصل ہو تو اس آیت کو بار بار دہرانا چاہئے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھا اور اس کو بیس مرتبہ دہرایا۔ حضور کے دہرانے کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ بسم اللہ کے وسیع مفاہیم پر تدبر و تفکر فرما رہے تھے۔ (احیاء العلوم ص ۸۹ ۔ ج ۱)

ابو سلیمان دارانی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں میں ایک آیت کی تلاوت کرتا ہوں اور چار پانچ رات اسی پر غور کرتا رہ جاتا ہوں اگر میں اس پر تدبر اور غور و فکر کا سلسلہ نہ توڑوں تو اس کے آگے بڑھ نہیں سکتا۔ (ایضاً)

حضور ﷺ کے ارشاد کا یہی مقصد ہے کہ اس طرح قرآن پر غور و فکر اور تدبر کیا جائے تو توقع ہے فلاح و کامرانی ملے گی۔

آگے حضور ﷺ نے فرمایا۔

''تم قرآن کے اجر و ثواب میں جلدی نہ کرو۔''

یعنی دنیا میں قرآن کا معاوضہ نہ لینا۔ دنیا میں قرآن کا معاوضہ اور اس کی اجرت لینا سخت گناہ اور مذمت کا باعث ہے۔ ابوداؤد اور بیہقی کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

سیجیء اقوام یقیمونہ کما یقام القدح یتعجلونہ ولا یتأجلونہ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۹۱)

بہت سے لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن کو اس طرح درست کریں گے جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے اس کا معاوضہ و اجرت دنیا کے اندر حاصل کرنے کی جلدی کریں گے وقت موعود آخرت کے لئے اس کا اجر و ثواب مؤخر نہ کریں گے۔

قرآن کے الفاظ و کلمات اور حروف کے مخارج و صفات کی رعایت میں پورا

تکلف کریں گے۔ ریاء شہرت اور فخر ومباہات کی غرض سے فن قرأت کا بھرپور مظاہرہ کریں گے اور وہ دار آخرت میں اس کا ثواب پانے کے لئے راضی نہ ہوں گے۔ جلدی کے فائدہ کو دیر کے دائمی اور ابدی فائدہ پر ترجیح دیں گے۔ وہ محض دنیاوی فائدہ کے لئے اپنے فن قرأت کا مظاہرہ کریں گے اور قرآن کے زبردست دائمی اور ابدی ثواب کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہوگی۔ نہ آخرت کا ثواب ان کا مقصود ہوگا نہ اس کا خیال، لے دے کر دنیاوی مفاد وابستہ ہوگا۔ حضور نے آگاہ فرمادیا کہ لوگو تم اس کا معاوضہ لینے کا خیال نہ کرنا۔ قرآن کا بہر حال معاوضہ اور ثواب ہے۔ اگر ان حقوق و آداب کے ساتھ تلاوت کی جائے اور اخلاص کے ساتھ اس کے مطابق عمل کیا جائے تو اس کا اجرمل کر رہے گا اس کا کس قدر ثواب اور اس کے فضائل ہیں۔ اس کو اگلی حدیثوں میں ملاحظہ کیجئے۔

دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قرأ القران يتاكل به الناس جآء يوم القيامة ووجهه عظم ليس عليه لحم۔ (مرقات ص ۶۱۷ ۔ ج ۲)

جو قرآن پڑھے اور اس کے عوض لوگوں سے کھانا مانگے وہ قیامت کے دن اس طرح ہوگا کہ اس کا چہرہ ہڈی ہو کر رہ جائے گا اس پر گوشت نہ ہوگا۔

رب تعالیٰ ہم سب کو قرآن کی اجرت اور کوئی دنیاوی عوض لینے سے بچائے اور اس بھیانک انجام سے محفوظ رکھے۔

دوسرا باب

عمومی فضائل

تلاوت قرآن سب سے افضل عبادت ہے:

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افضل عبادة امتی تلاوة القراٰن۔

(احیاء العلوم ص۔ ۲۸۔ ج۔ ۱۔ ابونعیم فی فضائل القرآن)

میری امت کی سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔

انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (الذاریات ۵۶)

میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

عبادت کی مختلف قسمیں ہیں ان تمام اقسام میں تلاوت قرآن کو افضل بتایا گیا ہے اس طرح جس نے قرآن حکیم کی تلاوت کا حق ادا کیا اس نے اپنی تخلیق کا مقصد پورا کیا۔ ترمذی کی ایک روایت ہے۔

ما تقرب العباد الی اللہ عزوجل بمثل ما خرج منہ یعنی القراٰن

(ترمذی ص۔ ۱۱۵۔ ج۔ ۲۔ الترغیب والترہیب ص۔ ۱۶۷۔ ج ۳)

اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت کے ذریعہ بندے اللہ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

(اس میں ''یعنی القرآن'' کے الفاظ حضرت ابوالنضر راوی کا قول ہے)

یعنی قرآن کی تلاوت، اس سے شغف اور اس کے مطابق عمل کے ذریعہ بندے جتنا اللہ تعالیٰ سے قریب ہو سکتے ہیں کسی اور عبادت سے یہ قرب حاصل نہیں کر سکتے اسی مفہوم کی حاکم کی صحیح حدیث ہے ابوداؤد نے بھی اپنی ''مراسیل'' میں اسے روایت کیا ہے۔

انکم لا ترجعون الی اللہ بشیءٍ افضل مما خرج منه۔

(الترغیب ص ۱۷۱۔ ج ۳)

بلاشبہ تم اللہ کی جناب میں اس سے ظاہر ہونے والے (قرآن) سے بہتر کسی بھی چیز کے ذریعہ نہیں پہنچ سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں رسائی اور اس سے قرب کا سب سے بہتر ذریعہ اس کا کلام ہے اور تمام عبادات وطاعات کا مقصد قرب الٰہی اور اس کی رضا اور خوشنودی ہے اور یہ بات قرآن سے شغف اس سے غیر معمولی دلچسپی اور اس کے احکام پر عمل کرنے ہی سے حاصل ہو سکتی ہے اس لئے فرمایا گیا تلاوت قرآن سب سے بہتر عبادت ہے اس مفہوم کی اور بھی متعدد روایتیں ہیں۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افضل عبادة امتی قرأة القرآن (الاتقان ص ۱۰۴۔ ج ۱)

میری امت کی سب سے بہتر عبادت قرآن کا پڑھنا ہے۔

دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعبد الناس اکثرھم تلاوة للقرآن۔ (کنز العمال ص ۱۲۸۔ ج ۱)

لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو سب سے زیادہ تلاوت قرآن کرنے والا ہے۔

حکیم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

افضل عبادة امتی قرأة القرآن نظرا۔

(کنز العمال ص ۱۲۸۔ ج ۱)

میری امت کی سب سے بہتر عبادت دیکھ کر قرآن پڑھنا ہے۔

اس حدیث میں قرآن دیکھ کر پڑھنا سب سے بہتر عبادت فرمایا گیا ہے اس کی وجہ جیسا کہ آداب تلاوت میں گزری کہ قرآن کا اٹھانا۔ اس کا چھونا اور اس کا دیکھنا بھی عبادت ہے اس کی مزید تفصیل آگے بھی آئے گی۔

معلم قرآن سب سے افضل ہے:

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر کم من تعلم القرآن و علمه۔

(البخاری ص ۷۵۲۔ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۱۶۳۔ ج ۳، مسلم، ابوداؤد ص ۲۲۹۔ ج ۱، ترمذی ص ۱۱۴۔ ج ۲، نسائی، ابن ماجہ ص ۱۹ وغیرہم)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دی۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا کلام سب سے بلند سب سے اونچا اور سب سے بہتر ہے۔ ترمذی، دارمی اور بیہقی کی روایت میں ہے۔

و فضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله علی خلقه۔

(ترمذی ص ۱۱۶۔ ج ۲)

اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلام پر ایسے ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت و برتری ہے۔

اس لئے قرآن پڑھنا پڑھانا دوسری کسی بھی چیز کے پڑھنے پڑھانے سے افضل ہوگا۔ علامہ ملا علی قاری نے افضل ہونے کی دلیل یہ حدیث بتائی ہے۔

من قرأ القرآن فقد ادرج النبوة بين جنبيه غير انه لا يوحی اليه۔

جس نے قرآن پڑھا اس نے گویا اپنے پہلوؤں کے بیچ نبوت رکھ لی

ہاں اس کے پاس وحی نہیں آتی۔

دوسری صحیح حدیث ہے۔

هم اهل القرآن اهل الله و خاصته۔ (۲۔ابن ماجہ ص ۱۹)

وہ قرآن والے اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہوگا کہ جب سب سے بہتر کلام، کلام الٰہی ہے ٹھیک اسی طرح انبیاء کے بعد سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن پڑھنے پڑھانے میں اخلاص شرط ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۷۳ ج ۲)

علامہ بدرالدین عینی حدیث ''خیر کم من تعلم القرآن'' کے تحت رقمطراز ہیں۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن تمام اعمال صالحہ میں افضل ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۴۳۔ ج ۲۰)

بخاری کی دوسری روایت ہے۔

ان افضلكم من تعلم القرآن او علمه۔ (ص ۷۵۲۔ ج ۲)

بلا شبہ تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی یا دوسرے کو اس کی تعلیم دی۔

اوپر کی روایت اور اس روایت میں دو فرق ہیں ایک تو یہ کہ اس میں تاکید اور زور ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اس میں ''اَوْ'' اور اس میں ''واؤ'' ہے۔اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی وہ بھی سب سے بہتر اور جس نے قرآن کی تعلیم دی وہ بھی سب سے بہتر۔

امام غزالی تحریر فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا میں نے اللہ ﷻ کو

خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا اے میرے پالنہار تجھ سے قریب ہونے کا سب سے بہتر ذریعہ کیا ہے تو رب نے فرمایا! میرا کلام ہے اے احمد۔ میں نے عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سمجھ کر یا بلا سمجھے۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۰۔ ج ۱)

تلاوت قرآن کا ہر حرف دس نیکیوں کے برابر ہے:

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول الٓمّ حرف الف حرف و لام حرف و ميم حرف۔

(مشکوۃ ص ۱۸۶۔ ترمذی ص ۱۱۵۔ ج ۲۔ ودارمی، الترغیب والترہیب ص ۱۶۳۔ ج ۳)

جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کا ہر ہر جز ایک مستقل نیکی بلکہ ہر ہر حرف ایک نیکی ہے اور دوسرے اعمال کا حال یہ ہے کہ ہر عمل کو ایک نیکی شمار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

من جآء بالحسنة فله عشر امثالها (انعام:۱۶۰)

والله يضاعف لمن يشآء (البقرہ:۲۶۱)

جس نے ایک نیکی کی اس کو دس نیکی کا اجر ملے گا اور یہ دس گنا اجر کم سے کم ہے ورنہ اللہ اور بھی جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ فرماتا ہے۔

''الـــم'' میں تین حروف ہیں اور ہر حرف مستقل ایک نیکی ہے اور نیکی کا ثواب کم سے کم دس گنا اس طرح ''الم'' کا اجر کم سے کم تیس نیکیوں کے برابر ہوگا۔

علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے۔ ''الم'' سے مراد اگر سورۂ بقرہ کا پہلا لفظ ہے تو الف ولام اور میم کے تلفظ میں تین تین حروف ہیں کل نو حروف ہوئے اس طرح ان کا ثواب نوے (۹۰) ہوگا اور اگر ''الم ترکیف'' کا ''الم'' مراد ہے تو تیس نیکیوں کا اجر ملے گا۔

(مرقاۃ ص۵۹۱۔ ج۲)

ابن ابی شیبہ اور طبرانی کی روایت میں ہے ''جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے عوض ایک نیکی لکھ دی گئی میں نہ کہونگا۔ ''الم ذلك الكتاب'' لیکن ''الف، لام، میم، ذال، لام اور کاف یعنی سب جداگانہ حروف ہیں اس روایت سے، معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایت میں بھی ''الم'' سے مراد سورہ بقرہ ہی کا ابتدائی لفظ ہے کیونکہ اس روایت میں الم کے بعد ذلك الكتاب موجود ہے اور ایک روایت دوسری روایت کی تفسیر ہوتی ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے۔ ''بسم اللہ'' کو ایک حرف نہ کہوں گا بلکہ با، سین اور میم اور الم کو ایک حرف نہ کہونگا بلکہ الف، لام اور میم سب الگ الگ حروف ہیں اور ان کا شمار ایک مستقل نیکی کا ہوگا۔ (مرقاۃ ص۵۹۱۔ ج۲)

حاکم کی ایک اور روایت ہے جس میں قرآن حکیم کے ایک جامع تعارف کے ساتھ یہ حقیقت بھی بیان کی گئی ہے کہ تلاوت قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا اجر وثواب ملے گا یہ حدیث بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی (دی ہوئی) عمدہ غذا ہے تم اس کی عمدہ غذا کو طاقت بھر قبول کرلو بیشک یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور روشن نور ہے، نفع بخش علاج ہے جس نے اسے تھام لیا اس کے لئے بچاؤ کا سامان ہے اور جس نے اس کی پیروی کی اس کے لئے وہ نجات ہے اس میں کجی نہیں کہ اسے درست کیا جائے وہ ٹیڑھا نہیں ہوتا کہ اسے سیدھا کیا جائے اس کے عجائب (علوم ومعارف) ختم نہیں ہو سکتے اور اس کو بار بار پڑھنے سے کہنگی نہیں آتی تم اس کی تلاوت کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی تلاوت پر ہر حرف کے عوض دس نیکیوں کا اجر و

ثواب عطا کرے گا۔ سنو میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

(الترغیب والترہیب ص۵۹۲۔ ج ۲۔ مکتبہ عربیہ جمہوریہ ازہر مصر)

قرآن ہر فتنے سے نجات کا سامان ہے:

(۴) حضرت حارث اعور (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ایک بار مسجد سے گزرا اس وقت لوگ (بے مقصد) باتوں میں منہمک تھے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو اس کی خبر دی انہوں نے (حیرت سے) کہا:

کیا لوگوں نے واقعی ایسا کیا میں نے کہا۔ ہاں۔ انہوں نے فرمایا:

اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما ستکون فتنة قلت ما المخرج منها یارسول اللہ قال کتاب اللہ فیه نبا ما قبلکم و خبر ما بعدکم وحکم ما بینکم هو الفصل لیس بالهزل من ترکه من جبار قصمه اللہ و من ابتغی الهدٰی فی غیره اضلة اللہ و هو حبل اللہ المتین و هو الذکر الحکیم و هو الصراط المستقیم هو الذی لا تزیغ به الاهوآء ولا تلتبس به الالسنة ولا یشبع منه العلماء ولا یخلق عن کثرة الرد ولا ینقضی عجائبه هو الذی لم تنته الجن اذ سمعته حتی قالوا انا سمعنا قرانا عجبا یهدی الی الرشد فاٰمنا به من قال به صدق و من عمل به اجر و من حکم به عدل و من دعا الیه هدیٰ الیٰ صراط مستقیم۔

(مشکوٰۃ ص۱۸۶۔ ترمذی ص۱۱۴۔ ج ۲۔ ودارمی)

سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے کہ (لوگوں کے غلط

باتوں میں پڑنے کی وجہ سے) جلد ہی ایک فتنہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا اس سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی حضور نے فرمایا اللہ کی کتاب۔ اسی میں تم سے پہلے کی خبریں بھی ہیں اور آنے والے وقت کی پیشگوئیاں بھی اور حال کے لئے مکمل رہنمائی بھی۔ یہ کتاب فیصلہ کن سنجیدہ کتاب ہے کوئی مذاق کی چیز نہیں جو جابر و مغرور اسے چھوڑے گا اسے اللہ تعالیٰ پارہ پارہ تتر بتر کردے گا اور جو اس سے ہٹ کر کہیں اور رشد و ہدایت چاہے گا اسے اللہ تعالیٰ صحیح راستے سے ہٹا دے گا (اور وہ گھٹا ٹوپ تیرگیوں میں بھٹکتا ہی رہے گا) یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی اور دانشمندانہ پند و نصیحت ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے۔ یہ وہ ہے جس کے سبب خواہشات کو غلط رخوں پر لگنے سے روکا جا سکتا ہے (اور ان پر مکمل قابو پایا جا سکتا ہے) اور نہ زبانیں اس میں کسی طرح کا خلط ملط کر سکتی ہیں اور نہ اس سے علماء آسودہ ہو سکتے ہیں اور اسے کتنا ہی پڑھا جائے اس میں کہنگی نہیں آ سکتی اس کے عجائب (علوم و معارف) ختم نہیں ہو سکتے یہ وہ قرآن ہے کہ جب جنوں نے اسے سنا تو وہ بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکے ''ہم نے قرآن سنا عجیب چیز ہے جو رشد و ہدایت کی رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم تو اس پر ایمان لائے'' جو اس کے مطابق کہے گا وہ سچ کہے گا اور جو اس پر عمل کرے گا اسے اجر ملے گا اور جو اس سے فیصلہ کرے گا انصاف کا فیصلہ کرے گا اور جو لوگوں کو اس کی طرف بلائے گا وہ انہیں سیدھے راستے کی رہنمائی کرے گا۔

جہاں سے راوی کا گزر ہوا تھا وہاں لوگ مسجد کے اندر قرآن سے شغف اور اس کی تلاوت کے بجائے طرح طرح کے واقعات اور لایعنی باتوں میں مصروف تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ملی تو آپ لوگوں کے اس افسوس ناک حال سے متاثر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش کیا جس میں حضور نے ایک فتنہ ظاہر ہونے کی خبر دی۔ حضرت رزین

رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھے گا حضور نے دریافت فرمایا اس سے بچنے کی کیا شکل ہوگی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ کی کتاب۔

فتنہ کی شرح میں علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ابن ملک نے فرمایا اس سے صحابہ کے مشاجرات یا تاتار کا ظہور یا فتنہ دجال یا دابۃ الارض مراد ہے۔

(مرقاۃ ص ۵۹۱۔ ج ۲)

ان تمام فتنوں سے نجات کی ضمانت اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے قرآن سے شغف اور پوری وابستگی ان سب سے بچالے گی اور مزید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا اجمالی اور جامع تعارف بھی کرایا کہ اس میں گزشتہ قوموں کے صحیح واقعات بھی ہیں اور مستقبل میں ہونے والی باتیں بھی اور حال کے لئے مکمل راہبری بھی اس میں بہت سی لامتناہی خصوصیات اور عجائبات ہیں۔ انسانوں ہی نے نہیں جنوں نے بھی اسے قرآن سراپا عجب کہا ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقرأ القراٰن والتمسوا غرائبہ۔

(احیاء العلوم ص ۲۹۷۔ ج ا۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ موصلی وشعب الایمان از بیہقی)

تم قرآن پڑھو اور اس کے عجائب وغرائب (علوم و معارف و رموز و اَسرار) تلاش کرو۔

تلاوت قرآن کا ثواب کم سمجھنے والے کو تنبیہہ:

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قرأ القراٰن ثم رأی ان احدا اوتی افضل مما اوتی فقد استصغر ما عظمہ اللہ تعالی۔ (احیاء العلوم ص ۲۷۹۔ ج ا۔ طبرانی)

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کو جو ثواب ملا ہے اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔

تلاوت قرآن کا اتنا زبردست ثواب ہے کہ تلاوت کرنے والے نے اگر یہ سمجھا کہ اس کے جیسا ثواب کسی اور کو کسی عبادت پر ملا تو اس نے اسے معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ تلاوت عظیم ترین عبادت ہے۔

اس حدیث میں سخت تنبیہہ کی گئی ہے کہ تلاوت قرآن کے اجر وثواب کو ہرگز ہرگز کوئی معمولی نہ سمجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست ثواب مقرر کر رکھا ہے۔

قرآن کی مشغولیت ذکر و دعا سے افضل ہے:

(٦) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من شغله القران عن ذكرى ومسألتى اعطيته افضل ما اعطى السائلين وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۶ ترمذی ص ۱۱۶۔ دارمی وشعب الایمان از بیہقی)

جس کو قرآن میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے کا موقع نہیں دیتا میں اس کو مانگنے والے سے زیادہ دیتا ہوں اللہ کے کلام کی فضیلت سارے ہی کلام پر اس طرح ہے جیسے اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔

قرآن میں مشغول ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کو یاد کرنا اس کے معانی پر غور وفکر کرنا اس کے علوم ومعارف میں منہمک ہونا اور اس کے مطابق عمل کرنا۔

شیخ عارف ابو عبداللہ بن خفیف قدس اللہ سرہ سے منقول ہے ''قرآن میں مشغول

ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تقاضوں کا اہتمام کیا جائے اس کے فرائض پر عمل کیا جائے اور اس کے محارم اور منہیات سے بچا جائے کیونکہ آدمی جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اس کو یاد کرتا ہے گو اس کی نماز و روزے کم ہی کیوں نہ ہوں اور جب وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا ہے اس کی نماز و روزے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

(مرقات ص۵۹۰۔ج۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مذکورہ حدیث کے تحت راقم ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے کا موقع نہیں دیتا میں اس سوال کرنے والے سے زیادہ عطا کرتا ہوں اس طرح ذکر دعا سے افضل ہوا اور قرآن ذکر و دعا دونوں سے افضل اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ذکر و دعا قرآن کا جزء ہے اور قرآن کل کا کل اور سب کا سرچشمہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص۱۴۱۔ج۲)

صاحب قرآن کا اعزاز:

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یجی صاحب القرآن یوم القیامة فیقول القرآن یا رب حله فیلبس تاج الکرامة ثم یقول یارب زده فیلبس حلة الکرامة ثم یقول یارب ارض عنه فیرضی عنه فیقال له اقرأ وارق ویزداد بکل اية حسنة۔

(الترغیب والترہیب ص۵۸۵۔ج۲، ترمذی ص۱۱۵۔ ابن خزیمہ وحاکم (۱)۱۱۵۔ج۲(۲)۲۳۱۔ج۱(۳)۲۷۶۔

صاحب قرآن قیامت کے دن آئے گا۔ قرآن کہے گا اے پالنہارا سے آراستہ فرمادے۔ چنانچہ اسے عزت و شرف کا تاج پہنایا جائے گا پھر وہ کہے گا اے پروردگار اسے اور نواز اس کے بعد اسے عزت و شرف کا جوڑا پہنایا جائے

گا۔ پھر وہ کہے گا اے رب اس سے راضی ہو جا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا پھر صاحب قرآن سے کہا جائے گا تم قرآن پڑھو اور اوپر چڑھو اور وہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بڑھتا چلا جائے گا۔

روز قیامت صاحب قرآن یعنی قرآن کا اہتمام کرنے والوں اس کی تلاوت، اس کا مطالعہ اور اس کے معانی سمجھنے والوں کو یہ اعزاز حاصل ہو گا کہ قرآن کی سفارش سے ان کو عزت و شرف کے تاج اور اعزاز کے لباس سے آراستہ کیا جائے گا اور انہیں حکم دیا جائے گا کہ جنت کے بلند درجوں میں چڑھتے چلے جائیں دوسری روایت میں ہے کہ ہر آیت، کے ساتھ ایک درجہ بلند ہوں گے۔

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن خزیمہ اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یقال لصاحب القران اقرأ وارق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلك عند آخر اية تقرأها۔

(الترغیب والترہیب ص ۵۸۵۔ ج ۲)

صاحب قرآن سے کہا جائے گا پڑھو اور اوپر چڑھو اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسا دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ یقیناً تمہاری منزل اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تم پڑھو گے۔

خطابی نے فرمایا روایت میں آیا ہے کہ قرآن کی آیات کا عدد جنت کے درجوں کے برابر ہے قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا تم درجوں میں اس کے بقدر چڑھو جتنی تم قرآن کی آیتیں تلاوت کرتے تھے چنانچہ جو شخص پورا قرآن پڑھ لے گا وہ آخرت میں جنت کے آخری درجہ پر قابض ہو گا اور جو قرآن کا ایک حصہ پڑھے گا تو آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے درجوں میں اس کی ترقی ہو گی جس کا حاصل یہ ہوا کہ جہاں پڑھنے کی انتہا ہو گی وہیں

ثواب وجزاء کی انتہا ہوگی (جس درجہ پر اس کی تلاوت ختم ہوگی اسی درجہ پر وہ فائز ہوگا)۔
(الترغیب والترہیب ص ۱۲۷۔ ج ۳)

علامہ ملا علی قاری رقم طراز ہیں۔ دانی نے فرمایا ہے اس بات پر اجماع ہے کہ آیات قرآنی کی تعداد چھ ہزار ہے۔ چھ ہزار سے زائد کتنی ہیں اس میں اختلاف ہے، اور یہ سب اقوال ہیں (۱) دوسو چار آیتیں (۲) چودہ آیتیں (۳) انیس آیتیں (۴) پچیس آیتیں (۵) چھتیس آیتیں۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں بعض نے یہ کہا ہے کہ صاحب قرآن کی پیہم اور مسلسل ترقی ہوتی ہی رہے گی جس طرح تلاوت ختم ہوتے وقت تلاوت یہ چاہتی ہے کہ اسے پھر اس طرح شروع کیا جائے کہ سلسلہ ٹوٹے نہیں اسی طرح تلاوت ہوگی اور نہ ختم ہونے والے درجوں میں ترقی ہوگی یہ تلاوت اہل قرآن کے لئے اس طرح ہوگی جیسے فرشتوں کے لئے تسبیح یہ تلاوت لطف اندوزی میں دخل انداز نہ ہوگی بلکہ اس میں سب سے زیادہ لذت محسوس ہوگی۔

رام ہرمزی کی حدیث میں ہے کہ صاحب قرآن رات دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کا التزام کرے گا تو قرآن اسے یاد رہے گا اور اگر التزام نہ کرے گا تو بھول جائے گا۔ بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے جو قرآن یاد کرنا چاہتا ہے پھر اسے حفظ کرنے سے پہلے ہی وفات پا جاتا ہے اس کے پاس قبر میں ایک فرشتہ آتا ہے وہ اسے قرآن سکھاتا ہے اور وہ اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ قرآن اسے یاد ہو چکا ہوتا ہے۔ طبرانی اور بیہقی کی روایت میں ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس سے نکل جانا چاہتا ہے مگر یہ اسے چھوڑتا نہیں یعنی جو قرآن یاد رکھنا چاہتا ہے مگر بھول بھول جاتا ہے پھر یہ شخص کوشش کرتا ہے کہ بھولنے نہ پائے اس کے لئے دو اجر ہیں۔ اور جو اس کا بہت شوق رکھتا ہے اور وہ اس پر قابو نہ پاتا ہو اس پر اس کو قدرت حاصل نہ ہوتی ہو مگر یہ اسے چھوڑتا بھی نہ ہو۔ اللہ ایسے شخص کو قیامت کے دن شرفاء اہل قرآن سے اٹھائے گا۔ حاکم وغیرہ نے روایت کی ہے جو قرآن پڑھتا ہے گویا وہ

اپنے پہلوؤں کے بیچ نبوت رکھ لیتا ہے مگر اس کے پاس وحی نہیں آسکتی۔ صاحب قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ نادانی کرنے والوں کے ساتھ نادانی سے پیش آئے جبکہ اس کے سینے میں اللہ کا کلام ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں حدیث میں جو لفظ منزل آیا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ حفظ و تلاوت میں جو بندہ کا مرتبہ ہوگا اسی لحاظ سے اسے منصب واعزاز ملے گا کیونکہ دین کی یہ ایک بنیادی بات ہے کہ کتاب اللہ پر عمل کرنے والا اس پر تدبر اور غور و فکر کرنے والا حافظ اس تلاوت کرنے والے سے افضل ہے جو عمل اور تدبر سے عاری ہوتا ہے اس میں کیا شبہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑے حافظ اور ان سے زیادہ تلاوت کرنے والے حضرات موجود تھے مگر آپ ان سب سے مطلقاً افضل تھے اس لئے کہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کی معرفت اس پر تدبر اور اس پر عمل کرنے میں آگے تھے اگر ہم اسی صورت کو راجح اور صحیح قرار دیں اور یہی دونوں شکلوں میں بہتر اور کامل تر ہے تو وہ درجے جن کا تلاوت کرنے والا مستحق ہوگا ان سے مراد ان درجوں پر چڑھنے والا ہوگا اس وقت قیامت میں تلاوت کا اندازہ اس کے عمل کے اندازہ سے ہوگا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکمل اور بھرپور ہے پھر آپ کے بعد آپ کے امتیوں کو ان کے دین اور معرفت و یقین کے مرتبہ کے لحاظ سے یہ حاصل ہوگا اس طرح جو جس قدر اس پر تدبر اور عمل کرنے گا اتنا ہی گویا وہ قرآن پڑھ سکے گا۔

علامہ طیبی کے اس بیان کئے ہوئے معنی و مفہوم کے بارے میں علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بہتر، بہت عمدہ زیادہ واضح اور روشن تر معنی ہے اس لئے کہ اس کا ثبوت اس حدیث سے فراہم ہوتا ہے کہ جو قرآن پر عمل کرتا ہے گویا وہ اسے ہمیشہ پڑھ رہا ہے گو وہ بظاہر تلاوت نہ کر رہا ہو اور جو قرآن پر عمل نہیں کرتا گویا وہ اسے نہیں پڑھتا خواہ وہ اسے ہمیشہ پڑھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كتب انزلناه اليك مبارك ليدبروا اٰيته وليتذكر
اولوا الالباب۔ (ص ۲۹)

ہم نے آپ کی طرف مبارک کتاب نازل کی تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غوروفکر کریں اور عقل ودماغ والے نصیحت پذیر ہوں۔

اس لئے محض تلاوت اور حفظ کی وہ حیثیت نہ ہوتی جس پر جنت کے ان اونچے درجوں کا دارومدار ہے۔ (مرقات۔ص ۵۸۹۔ج ۲)

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بے سمجھے بے غور کیئے تلاوت کا کچھ ثواب نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ صرف تلاوت کا بھی عظیم ثواب ہے۔

تعلیم قرآن مرغوب ترین مال سے بہتر ہے:

(۸) حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت ہم سفر میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایکم یحب ان یغدو کل یوم الیٰ بطحان او العقیق فیاتی بناقتین کوماوین فی غیر اثم ولا قطع رحم فقلنا یارسول اللہ کلنا نحب ذالک۔

قال افلا یغدو احدکم الی المسجد فیعلم اویقرأ اٰیتین من کتاب اللہ خیر لہ من ناقتین وثلث خیر لهن من ثلث واربع خیر له من اربع ومن اعدادهن من الابل۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۶۴۔ج ۳۔مشکوٰۃ ص ۱۸۳۔ابوداؤد ص ۲۲۹۔ج ۱۔مسلم ص ۲۷۰۔ج ۱)

تم میں کون چاہتا ہے کہ صبح کو بطحان یا عقیق جائے پھر بلا کسی گناہ (چوری یا غصب وغیرہ) کا ارتکاب کیئے یا رشتہ توڑے بغیر دو بڑے کوہان والی

اونٹنیاں لیتا آئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سبھی یہ چاہیں گے آپ نے فرمایا تو کیوں نہیں تم میں سے کوئی مسجد جاتا اور کتاب اللہ کی دو آیتوں کی تعلیم دیتا یا انہیں پڑھتا یہ دو آیتیں اس کے لئے دو بڑے کوہان والی اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی اور تین (آیتیں) اس کے لئے تین (اونٹنیوں) سے بہتر اور چار آیتیں اس کے لئے چار اونٹنیوں سے بہتر ہونگی اسی طرح جتنی آیتیں سکھائے یا پڑھے اتنی اونٹنیوں اور اونٹوں سے بہتر ہوں گی۔

اصحاب صفہ مہاجرین کے فقراء تھے انہوں نے مسجد کی ایک سایہ دار جگہ میں مستقل اقامت اختیار کر رکھی تھی قاموس میں ہے اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے یہ حضرات مسجد نبوی کے چبوترہ پر رات گزارتے تھے ابونعیم نے ''حلیہ'' میں ان کی تعداد سو سے بھی زیادہ بتائی ہے ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی کبھی کبھی تو دو سو تک رہی ہے۔ صفہ مسجد کے پچھلے حصے میں ایک چبوترہ تھا یہ مسافرین کے لئے بنایا گیا تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ ''صفہ مسجد نبوی کے اندر ایک خاص جگہ کا نام ہے۔''

شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے صفہ سے مراد مسجد کے سامنے کی چھت والی جگہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۳۰۔ ج ۲)

بطحان وعقیق مدینہ منورہ میں دو جگہوں کے نام ہیں وہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا۔

حدیث میں اونٹ اور اونٹنی کا ذکر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ عربوں کا یہ محبوب ترین مال ہے۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ لوگوں کو باقی رہنے والی چیزوں کی ترغیب دے رہے ہیں اور فنا ہونے والی چیزوں سے ان کی توجہ اور رغبت ہٹا رہے ہیں۔ اس مفہوم کو آسانی سے ذہنوں میں اتارنے کے لئے تمثیل کا انداز اختیار کیا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پوری دنیا کتاب اللہ کی ایک آیت کے علم یا اس کے ثواب کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس لئے کہ دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز یا خود پوری دنیا فنا ہونے والی ہے لیکن

ایک آیت کا علم یا اس کے پڑھنے کا ثواب دائمی ہے وہ فنا ہونے والا نہیں۔

علامہ ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں شیخ ابوالحسن بکری قدس سرہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے آپ مکہ تشریف لے جا رہے تھے جہاز سے اترے تو ان سے ان کے ارادتمندوں نے جدہ میں تھوڑے سے قیام کے لئے درخواست کی یہ لوگ تجارت پیشہ تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ شیخ کے قیام سے ان کی تجارت میں برکت ہو اور یہ مقصد انہوں نے چھپا رکھا تھا۔ حضرت شیخ نے قیام کرنے سے انکار فرمایا اور ایسا عذر پیش کیا جس سے اصل راز کھل نہ سکا انہوں نے سمجھا نہیں اور اصرار کیا۔ اور اَڑ کر درخواست کی تب شیخ نے فرمایا اس سفر میں تمہیں کیا نفع ہوا اور زیادہ سے زیادہ کتنا نفع حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اس کا مدار حالات اور مال پر ہے اور سب سے زیادہ نفع یہ ہے کہ ایک درہم کا دو درہم ہو جائے اس وقت شیخ مسکرائے اور فرمایا تم اتنے معمولی سے نفع کے لئے اتنی محنت و جانفشانی کر سکتے ہو تو ہم حرم شریف میں نیکیوں کا ہزار گنا اور لاکھ گنا اجر کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے ایک نیکی حرم مکہ میں ایک لاکھ کے برابر ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۷۵۔ ج ۲)

اس واقعہ میں وقتی اور دائمی نفع، مادی اور حقیقی نفع کا فرق واضح ہے۔

حدیث شریف میں یہی بات کہی گئی ہے کہ دنیا کی مرغوب سے مرغوب ترین چیز کی ایک آیت کے علم یا اس کی تلاوت کے دائمی اور ابدی نفع و ثواب کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں مسلم کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ایحب احدکم اذا رجع الیٰ اھلہ ان یجد فیہ ثلث خلفات عظام سمان قلنا نعم قال فثلٰث اٰیات یقرأ بھن احدکم فی صلوٰتہ خیر لہ من ثلٰث خلفات عظام سمان۔ (ص ۲۷۰۔ ج ۱)

کیا تم میں کا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے اہل وعیال میں پہنچے تو تین حاملہ فربہ بھاری بھرکم اونٹنیاں پائے ہم نے عرض کیا ہاں (یارسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حضور نے فرمایا تو سنو تم میں سے کوئی تین آیتیں نماز میں پڑھے یہ تینوں آیتیں اس کے لئے تین حاملہ فربہ بھاری بھرکم اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

عربوں میں حاملہ اونٹنیاں سب سے عمدہ اور مرغوب اونٹنیاں سمجھی جاتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے اندر قرآن کی تین آیتوں کا پڑھنا اس قسم کی تین اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں قرآن کا پڑھنا خارج نماز قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ تین آیتوں کا پڑھنا تین بڑے کوہان کی اونٹنیوں سے بہتر ہے اور اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ تین آیتوں کا پڑھنا تین حاملہ فربہ بھاری بھرکم اونٹنیوں سے بہتر ہے اور عربوں میں حاملہ اونٹنی غیر حاملہ اونٹنی سے کہیں زیادہ مرغوب اور محبوب ہوتی ہے نماز میں تلاوت کا کس قدر ثواب ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

مومن اور منافق کی تلاوت کا فرق ایک اچھی مثال سے:

(۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مثل المؤمن الذی یقرأ القرأن مثل الاترجة ریحها طیب وطعمها طیب ومثل المؤمن الذی لا یقرأ القرأن مثل التمرة لا ریح لها وطعمها حلو و مثل المنافق الذی یقرأ القرأن مثل الریحانة ریحها طیب وطعمها مر و مثل المنافق الذی لا یقرأ القرأن کمثل الحنظلة لیس لها ریح و طعمها مر۔

(مسلم ص ۲۶۹۔ ج ۱۔ الترغیب والترہیب ص ۱۶۵۔ ج ۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۸۴۔ بخاری ص ۷۵۷۔ ج ۲۔ نسائی ص ۲۷۳۔ ج ۲۔ وابن ماجہ ص ۱۹)

اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اترجہ میوہ کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ عمدہ ہوتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی

تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور مزہ شیریں ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ تلخ ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا حنظل (اندرائن) کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔

اترجہ ایک بہت عمدہ قسم کا میوہ ہے، اس حدیث میں تلاوت کرنے والے مؤمن کو اترجہ کی طرح بتایا گیا ہے، علامہ عینی اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ تمام ممالک کے پھلوں میں سب سے بہتر اور عمدہ پھل ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں یہ پسندیدہ اوصاف کا جامع ہوتا ہے اس کی بہت سی خصوصیات ہیں مثلاً یہ بڑا اور خوبصورت ہوتا ہے، مزہ پاکیزہ، چھونے میں نرم و ملائم رنگ باعث کشش دیکھنے والے خوش ہو جائیں، کھانے سے پہلے طبیعت اس کی خواہش مند ہوتی ہے کھانے والے کو کھانے کی لذت سے محظوظ کرنے کے ساتھ ساتھ عمدہ خوشبو، معدہ کی نرمی اور ہضم کی قوت فراہم کرتا ہے بیک وقت یہ میوہ چار حواس دیکھنے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کے فائدے دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تاثیری خصوصیات اور فوائد طب کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

(عمدۃ القاری ص ۳۸۔ ج ۲۰)

حدیث میں قرآن کی تلاوت کرنے والے کو جو حصہ ملتا ہے اس کو ایک محسوس چیز کے ساتھ مثال دے کر سمجھایا گیا ہے جس سے قرآن کی تلاوت کرنے والے اور نہ کرنے والے کے درمیان جو فرق ہے وہ خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی شیرینی، لطافت اور پاکیزگی کو اترجہ اور کھجور کی شیرینی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے قرآن پڑھنے سے جو حصہ ملتا ہے اس کے مقابلہ میں اترجہ کیا اس سے بھی عمدہ کوئی میوہ دنیا کے کسی گوشے میں پایا جاتا ہو اس کو بھی قرآنی لطف و لذت سے کیا تقابل۔

ابوداؤد کی روایت کا یہ اخیر حصہ مفہوم کی وضاحت میں کافی معاون ہے اچھے ہمنشین کی مثال مشک والے شخص کی طرح ہے اگر تم کو اس کا کچھ حصہ نہ ملے گا تو اس کی خوشبو ملے گی اور برے ہمنشین کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے اگر اس کی تم کو کچھ سیاہی نہ پہنچے گی تو اس کا دھواں ہی تم کو لگے گا۔ (الترغیب والترہیب ص ۱۶۵۔ ج ۳)

قرآن کی حامل امت کو فرشتوں کی بشارت:

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ قرأطٰہٰ ویٰس قبل ان یخلق السمٰوٰت والأرض بالف عام فلما سمعت الملائکۃ القراٰن قالت طوبیٰ لامۃ ینزل ھذا علیھا و طوبیٰ لاجواف تحمل ھذا و طوبیٰ لالسنۃ تتکلم بھذا۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۰۔ ج ۱)

بلاشبہ اللہ جل جلالہ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورہ طٰہٰ اور یٰسین پڑھی جب فرشتوں نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا اس امت کو بشارت ہو جس پر یہ قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کے لئے خیر وخوبی ہو جو اسے اپنے اندر محفوظ کریں گے اور ان زبانوں کے لئے خوشخبری ہو جن سے قرآنی الفاظ ادا ہوں گے۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قرآن پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اسے ظاہر فرمایا اور اس کی تلاوت کا ثواب بیان کیا۔ ابن ملک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو قرآن سمجھایا اور اس کے معانی کا الہام کیا۔ علامہ ابن حجر نے اس کا یہ مفہوم بتایا اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسین وطٰہٰ کی عظمت بتانے کے لئے بعض فرشتوں کو حکم دیا کہ فرشتوں کے سامنے ان دونوں سورتوں کو پڑھیں۔ (مرقاۃ ص ۵۹۷۔ ج ۲)

اس حدیث سے جہاں قرآن کی عظمت ثابت ہوتی ہے وہیں امت محمدیہ کی زبردست فضیلت بھی۔ فرشتوں نے آسمان و زمین کی تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے اس قرآن کی حامل امت کو مبارکباد پیش کی حافظ قرآن کو بشارت دی اور جن زبانوں سے قرآنی الفاظ نکلتے ہیں انہیں بھی خوشخبری دی۔

قرآن پڑھنے والے کے والدین کو نہایت روشن تاج پہنایا جائیگا:

(۱۱) حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قرأ القران و عمل بما فيه البس والداه تاجا يوم القيمة ضوءه احسن من ضوء الشمس فى بيوت الدنيا فما ظنكم بالذى عمل بهذا۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۶۶۔ ج ۳۔ ابوداؤد بروایت سہل بن معاذ جہنی، احمد وحاکم)

جو قرآن پڑھے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا۔ قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی اگر وہ سورج دنیا کے گھروں میں اتر آئے پھر تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے خود قرآن پڑھ کر اس کے مطابق عمل کیا ہو۔

قرآن کی تلاوت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے کا صدقہ اور فیض یہ ہوگا کہ روز قیامت اس کے والدین کو ایسا روشن چمکتا دمکتا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی گھر کے اندر کے آفتاب کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی جب آفتاب کروڑوں میل دوری پر طلوع ہوتا ہے اور اپنی ضیابار کرنوں سے مشرق و مغرب کے ذرہ ذرہ کو منور کر دیتا ہے اگر وہی سورج گھر کے اندر اتر آئے تو پھر اس کی روشنی کی طاقت اس کی تابانی اور اس کی ضیاباری کا عالم کیا ہوگا ایسے آفتاب کی روشنی سے بہتر والدین کے تاج کی روشنی ہوگی جب قرآن پڑھنے والے اور

اس پر عمل کرنے والے کے والدین کو یہ اعزاز ملے گا تو پھر خود پڑھنے اور عمل کرنے والے کے اعزاز کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے۔

حاکم کی دوسری حدیث ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن پڑھے گا اس کی تعلیم حاصل کرے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک نور کا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا نہ ہو سکے گی تو وہ دونوں کہیں گے ہمیں کیوں یہ پہنایا گیا تو کہا جائے گا تمہارے لڑکے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے۔ (الترغیب والترہیب ص۱۷۲۔ ج۲)

کتنے خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کی اولاد قرآن پڑھتی اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے جس کی وجہ سے انہیں قیامت کے دن یہ عظیم الشان اعزاز ملے گا۔

طبرانی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو اپنے لڑکے کو قرآن کی تعلیم دے گا کہ وہ اس میں غور وفکر کرے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا اور جو اپنے لڑکے کو کھلی ہوئی آیتوں کی تعلیم دے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے گا اور اس کے لڑکے سے کہا جائے گا پڑھو۔ چنانچہ جیسے جیسے وہ ایک آیت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے والد کو ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند فرمائے گا اور وہ وہاں تک پہنچے گا جہاں تک قرآن کا حصہ اس کا ساتھ دے گا۔ (جمع الفوائد)

جن کی اولاد قرآن کی تعلیم حاصل کرتی اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے ان کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ وہ تاج آج اگر دنیا میں نمودار ہو جائے تو ہماری آنکھیں اس کی تاب نہ لا سکیں اور ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جو قیمت میں پوری دنیا سے بھی بڑھ کر ہوں گے ان کے اگلے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے اور وہ کل قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے جائیں گے اور ہر آیت کے ساتھ ان کے

درجے بلند ہوں گے۔

لیکن یہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے جن لوگوں کی اولاد اس عظیم سعادت سے محروم رہی وہ خود بھی اس بڑے اعزاز سے محروم ہوں گے لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ دنیاوی مال وجاہ کے حصول کے لئے جو لوگ اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم سے ہٹا کر دوسری لائنوں پر لگاتے ہیں وہ خود بھی محرومی کے شکار ہوتے ہیں اور اپنی اولاد کی محرومی کے ذمہ دار بھی۔ بخاری کی روایت میں ہے۔

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔

تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور جن کی ذمہ داری اس کے سر ہے ان کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔

ہر شخص پر اولاد کی تعلیم اور اصلاح کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جن لوگوں نے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم اور علوم دینیہ کی طرف متوجہ کیا ان کے سروں سے ذمہ داری بھی جاتی رہی اور ان کی تربیت اور اصلاح بھی ہوگئی لیکن جن لوگوں نے اپنی اولاد کو غلط لائنوں پر لگایا اور ان کو بہت ساری فتح مندیاں بھی حاصل ہوگئیں دنیاوی اعزازات بھی انہیں مل گئے۔ لیکن اگر ان میں اسلامی تعلیمات کی روح باقی نہ رہی اور وہ بے راہ روی کے شکار ہو گئے تو ان کا خمیازہ خود والدین کو بھی بھگتنا ہوگا یہ احادیث طیبہ ہم سبھی کو لمحہ فکریہ دے رہی ہیں آیا ہم اپنی اولاد کو وقتی خوشحالی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں یا دائمی سعادت کے راستہ پر چلاتے ہیں۔

ماہر قرآن کے لئے ملائکہ و انبیاء کی رفاقت اور اٹک کر قرآن پڑھنے والے کے لئے دوگنا اجر:

(۱۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ والذی یقرأ

القرآن و يتتعتع فيه وهو عليه شاق له اجران۔

(بخاری و مسلم ص۲۶۹۔ج ا۔مشکوۃ ص۱۸۴۔ابن ماجہ ص ۲۷۶۔ابو داؤد فی معناہ ص ۲۲۹۔ج ا)

قرآن کا ماہر باعزت نیکوکار لکھنے والوں (فرشتوں، انبیاء یا صحابہ) کے ساتھ ہے اور جو قرآن پڑھتا ہے اس طرح کہ وہ اس کے لئے دشوار ہوتا ہے ایسے شخص کے لئے دو اجر ہیں۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ماہر سے مراد اچھا حافظ ہے یا قرآنی کلمات کو بہترین تلفظ کے ساتھ ادا کرنے والا یا دونوں ہی مراد ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو بھی نہایت عمدگی کے ساتھ قرآن پڑھ سکے وہ ماہر قرآن ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۷۵۔ج ۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے۔ لکھنے والے سے مراد ملائکہ ہیں جو آسمانی کتابوں کو لوح محفوظ سے لکھ کر لاتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان واسطہ بنتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۳۲۔ج ۲)

علامہ ملا علی قاری رقمطراز ہیں لکھنے والے سے مراد وہ فرشتے ہیں جو لوح محفوظ کو اٹھائے ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

بايدی سفرة كرام بررة۔ (عبس ۱۵،۱۶)

اللہ کی کتاب لکھنے والے باعزت اطاعت شعار فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔

انہیں سفرہ (لکھنے والے) اس لئے کہتے ہیں کہ وہ فرشتے خدائی کتابوں کو جو انبیاء پر نازل ہوتی ہیں، منتقل کرتے ہیں تو وہ گویا اسے لکھتے ہیں علامہ قاری آگے لکھتے ہیں لکھنے والے سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں۔ کیونکہ ان حضرات نے سب سے پہلے قرآن لکھا ہے بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ سفرہ بندوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے مراد ہیں۔ شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے۔ ملائکہ یا انبیاء مراد ہیں انبیاء اس طرح کہ وہ اللہ کی وحی کو لکھواتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ص ۱۳۲۔ ج ۲)

علامہ قاضی عیاض نے فرمایا حدیث میں ہے کہ ماہر قرآن فرشتوں کے ساتھ ہوگا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ماہر قرآن آخرت میں فرشتوں کے رتبے پائے گا اس طرح ان کے ساتھ ہوگا کیونکہ اس کے اندر بھی انہیں فرشتوں کی صفت یعنی کتاب اللہ کا حامل ہونا پایا جاتا ہے اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ان کے جیسا کام اور ان کی سی راہ چل رہا ہے، جس طرح وہ فرشتے اللہ کی کتاب یاد کرتے اور مؤمنین تک پہنچا دیتے ہیں اور غیر واضح مفہوم کو واضح کر دیتے ہیں ماہر قرآن بھی یہی کرتا ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۷۶۔ ج ۲)

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کا ماہر یا تو مقرب ملائکہ یا انبیاء کرام علیہم السلام یا صحابہ عظام رضی اللہ عنہم یا نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں جیسا عمل کر رہا ہے، جس کی وجہ سے اسے بلند مراتب حاصل ہوں گے یا وہ ان حضرات کے ساتھ آخرت میں اونچے مقام پر فائز ہوگا۔

حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں فرمایا گیا ہے کہ قرآن روانی کے ساتھ نہ پڑھنے والے رک رک کر تلاوت کرنے والے کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک اجر تو قرآن پڑھنے کا۔ دوسرا اجر اس کی مشقت برداشت کرنے کا اس میں اچھی طرح قرآن پڑھنے کی ترغیب بھی ہے۔ اور معذور شخص کے لئے تسلی کا سامان بھی۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۳۲۔ ج ۲)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مشکل و دشواری سے پڑھنے والا یہ شخص اجر وثواب میں ماہر قرآن سے بڑھ جائے گا بلکہ ماہر قرآن افضل اور اجر وثواب میں بہت بڑھا ہوا ہے اس کو ملائکہ مقربین یا انبیاء و مرسلین علیہم السلام یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفاقت و معیت نصیب ہو گی۔ (مرقاۃ ص ۵۷۶۔ ج ۲)

طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے جو قرآن پڑھتا ہے اس طرح کہ وہ اس سے نکل رہا ہو اس کا دوگنا اجر ہے اور جو قرآن کا خواہش مند ہو اور اسے پڑھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کو چھوڑتا بھی نہ ہو (قرآن میں لگا رہتا ہو) اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس کے

باعزت اہل کے ساتھ اٹھائے گا۔

(مرقاۃ)

قرآن بہتوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو نیچا کر دکھاتا ہے:

(۱۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بہ اخرین۔

(مسلم ص۲۷۲۔ ج۱)

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بہتوں کو بلند فرماتا ہے اور اس سے دوسرے بہت سے لوگوں کو نیچا کر دکھاتا ہے۔

شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے جو لوگ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر عمل کرتے اور اس کی تلاوت کرتے اور اس کے بارے میں خلوص رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بلند فرماتا ہے اور جو ایسا نہیں کرتے انہیں نیچا کر دیتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص۱۲۳۔ ج۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ (البقرہ۲۶)

اس سے بہتوں کو بھٹکا دیتا ہے اور اس کے ذریعہ بہتوں کو راستہ دکھا دیتا ہے۔

اور فرماتا ہے۔

وننزل من القراٰن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین و لا یزید الظلمین الا خسارا۔

(بنی اسرائیل۸۲)

ترجمہ: ہم قرآن سے وہ نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور ظالمین کے خسارہ میں اضافہ ہی کرتا ہے۔

علامہ طیبی نے اس حدیث کے تحت تحریر فرمایا ہے جو اسے پڑھتا اور نجات کے مقصد سے اس کے مطابق عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے اور جو دکھاوے کے لئے

بغیر عمل کئے اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتا ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۷۷۔ ج ۲)

علامہ بغوی نے ''معالم'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عسفان میں ملاقات کی یہ وہ ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کا عامل بنایا تھا ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہلِ وادی یعنی اہل مکہ پر اپنا نائب کس کو بنایا۔ انہوں نے کہا میں نے ابن ابزی (رضی اللہ عنہ) کو ان کے اوپر اپنا نائب بنایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابن ابزی کون ہیں حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ہم میں سے ایک غلام ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے ان کے اوپر ایک غلام کو نائب بنایا ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ امیر المومنین! ابن ابزی قرآن اور فرائض کا علم رکھتے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت نافع کی تائید کرتے ہوئے) فرمایا سنو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو بلند فرماتا ہے اور بہت سے لوگوں کو پستی میں گرا دیتا ہے۔

(مرقاۃ۔ص ۵۷۸۔ ج ۲)

قرآن والی کھال میں آگ اثر نہ کرے گی:

(۱۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لو کان القرآن فی اھاب ما مستہ النار۔

(احیاء العلوم ص ۲۸۰۔ ج ۱۔ طبرانی، ابن حبان بروایت سہل بن سعد واحمد، دارمی، طبرانی بروایت عقبہ بن عامر وابن عدی، شعب الایمان از بیہقی بروایت عقبہ بن مالک والمعالم والمصابیح)

اگر قرآن کچی کھال میں ہو اس کھال کو آگ نہ چھوئے گی۔

قرآن کی برکت سے جس کھال میں قرآن ہوتا ہے آگ اس میں اثر نہیں کرتی کیونکہ اس میں رحمت کے چشمے اور حکمت کے دریا رواں ہیں جو آگ کو سرد کر دیتے ہیں۔

(مرقاۃ ص ۵۹۴۔ ج ۲)

معمولی کھال جس میں قرآن تھوڑی دیر کے لئے رہا ہے اس کے ساتھ قرآن کا یہ اعجاز ہوسکتا ہے تو جن سینوں میں قرآن ایک طویل مدت تک رہا ہو کیا انہیں جہنم کی آگ جلا سکتی ہے۔ شارحین نے عموماً اس حدیث کے دو مفہوم بتائے ہیں۔

پہلا مفہوم یہ ہے کہ کھال سے مراد کسی بھی جانور کی (مباح) کھال اور آگ سے دنیا کی آگ مراد ہے اس صورت میں قرآن کی کھال کا نہ جلنا نبی ﷺ کے زمانہ تک قرآن کا معجزہ تھا عہد رسالت میں یہ معجزہ رونما ہوا بھی تھا۔ (اشعۃ اللمعات ص۱۴۴۔ ج۲)

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کھال سے مراد انسان کی کھال اور آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے اس کے مطابق کسی زمانہ یا کسی نسل کے ساتھ یہ حکم خاص نہ ہوگا بلکہ حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ قرآن جس سینے میں محفوظ ہو وہ اگر بالفرض اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں ڈالا بھی جائے گا تو آگ اثر نہ کرے گی۔ (اور اس کا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔)

''شرح السنۃ'' میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''تم قرآن حفظ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دل کو عذاب نہ دے گا جس نے قرآن حفظ کیا ہے۔

(مرقاۃ ص۵۹۴۔ ج۲) (شرح السنۃ ص۴۳۶، ۴۳۷۔ ج۴ از محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود فراہ بغوی۔ مرقاۃ ص۵۹۴۔ ج۲)

امام طحاوی نے ایک مفہوم تو یہی بتایا ہے دوسرا معنی یہ بیان فرمایا ہے حدیث میں کھال سے مراد وہ کھال ہے جس میں قرآن لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کی مکمل حفاظت کے لئے آگ کو جلانے سے باز رکھتا ہے اور قرآن کو کھال سے نکال لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کھال قرآن سے خالی ہو جاتی ہے پھر آگ اس کھال کو جلاتی ہے جس میں اب قرآن مجید نہیں ہوتا۔ (مشکل الآثار ص۳۹۰، ۳۹۱۔ ج۱)

بعض کا یہ بھی خیال ہے اس سے مراد یہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا وہ جہنم میں نہ جائے گا۔ (اشعۃ اللمعات ص۱۴۴۔ ج۲)

بعض روایتوں میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

لو جعل القران فی اهاب ثم القی فی النار ما احترق۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۶۔ دارمی)

اگر قرآن کچی کھال میں رکھ دیا جائے پھر وہ آگ میں ڈال دی جائے تو وہ کھال نہ جلے گی۔

طبرانی کی روایت میں اس طرح ہے۔

لو کان القران فی اهاب ما اکلته النار۔

(مرقاۃ ص ۵۹۴۔ ج ۲)

اگر قرآن کچی کھال میں ہو تو اس کو آگ نہ کھائے گی۔

علامہ طیبی نے جس روایت میں "ما مسته النار" آیا ہے اس کو بہتر بتایا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ جس کھال میں قرآن ہو اس کا جلانا تو در کنار آگ اس کو چھو بھی نہیں سکتی۔

(مرقاۃ ص ۵۹۴۔ ج ۲)

قیامت کے دن تین اہم چیزیں قرآن، امانت اور رشتہ داری:

(۱۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلثة تحت العرش یوم القیامة القران یحاج العباد له ظهر وبطن والامانة والرحم تنادی الامن وصلنی وصله الله ومن قطعنی قطعه الله۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۶۔ شرح السنۃ)

ترجمہ: تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی قرآن بندوں کے لئے حجت کرے گا (ان کے موافق یا ان کے مخالف) اس کا ایک ظاہر بھی ہے۔۔۔۔ اور ایک باطن بھی اور دوسری چیز امانت اور تیسری چیز رشتہ یہ آواز دے رہا ہوگا سنو جس نے مجھے جوڑا اس کو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل و کرم

سے) جوڑے گا اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے گا یعنی اسے اپنی رحمت سے کوئی حصہ نہ دے گا۔

حدیث میں تین چیزوں کے زیرِ عرش ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا ان کا اہتمام اور ان کی پابندی کرنے والوں کو اجر مرحمت فرمائے گا اور ان سے بے اعتنائی اور روگردانی کرنے والوں کو اپنی رحمت سے حصہ نہ دے گا۔

(مرقاۃ ص ۵۸۸۔ ج ۲)

قرآن کا ظاہر بھی ہے جسے اکثر لوگ سمجھ لیتے ہیں اور باطن بھی ہے یعنی دقیق اشارے اور مفاہیم ہیں جن تک رسائی صرف علماءِ راسخین کو حاصل ہوتی ہے۔ بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کے ظاہر سے مراد اس کی تلاوت ہے اور باطن سے مراد اس کے معانی پر غور وفکر ہے قرآن کے حجت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ قرآن سے شغف رکھتے ہیں اور اس کی تلاوت اور مطالعہ سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں ایسے لوگوں کے حق میں قرآن حجت کرے گا اور ان کی زوردار شفاعت کرے گا۔ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا تم قرآن پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ (الترغیب والترہیب ص ۱۶۶۔ ج ۳)

بزار کی روایت ہے کہ قرآن کا پڑھنے والا جب انتقال کر جاتا ہے اور اس کے اہل تجہیز و تکفین میں مصروف ہوتے ہیں اس وقت قرآن حسین وجمیل شکل میں آتا ہے اور اس قرآن پڑھنے والے کے سر کے پاس اس وقت تک کھڑا رہتا ہے جب تک وہ کفن میں لپیٹ نہ دیا جائے پھر جب وہ کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے قرآن کفن کے قریب اس کے سینے پر ہوتا ہے پھر جب وہ اپنے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور مٹی ڈال لی جاتی ہے اور اس سے اس کے خویش واقارب رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں اتنے میں قرآن آتا ہے اور اس میت اور ان فرشتوں کے درمیان (حائل) ہو

جاتا ہے وہ دونوں فرشتے قرآن سے کہتے ہیں۔ ہٹو تا کہ ہم اس سے سوال کریں تو قرآن کہتا ہے۔ کعبہ کے رب کی قسم یہ نہیں ہوسکتا۔ بلا شبہ یہ میرا ساتھی اور دوست ہے اور اس کی حمایت وحفاظت سے کسی حال میں باز نہیں آسکتا (اس کی پوری حمایت کرتا رہوں گا) اگر تم کو کسی چیز کا حکم دیا گیا ہے تو تم اس حکم کی تعمیل کے لئے جاؤ اور میری جگہ چھوڑو کیونکہ میں جب تک اسے جنت میں داخل نہ کرلوں گا اس سے رخصت نہیں ہوسکتا اس کے بعد قرآن اپنے ساتھی کی طرف دیکھے گا اور کہے گا میں قرآن ہوں جسے تم آواز یا بلا آواز پڑھتے تھے۔ (مسند بزار)

لیکن اس کا دوسرا رخ بھی ہے۔ قرآن کی جس نے کما حقہ، قدر کی اس سے شغف رکھا اس کا مطالعہ، اس کی تلاوت اور اخلاص کے ساتھ اس کے مطابق عمل کیا ایں کا تو قرآن زبردست حمایتی اور زوردار سفارشی ہوگا لیکن قرآن پڑھنے والے میں اگر یہ باتیں نہ رہیں تو قرآن ان کے خلاف جنگ کرے گا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

القران حجة لك او عليك۔ (مرقاۃ ص ۵۸۸۔ ج ۲)

قرآن تیرے موافق حجت ثابت ہوگا یا تیرے خلاف۔

جس نے قرآن کے حقوق ادا نہ کئے قرآن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے خلاف بحث کرے گا۔

قیامت کے دن دوسری زیر عرش کی چیز امانت ہے، شیخ محقق دہلوی تحریر فرماتے ہیں اس سے لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو سے متعلق جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کی حفاظت و رعایت مراد ہے یا اس سے ودیعت اور امانت میں رکھے جانے والے مال مراد ہیں۔ امانت سے یہی مفہوم متبادر ہوتا ہے ورنہ لفظ امانت جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''انـــا عرضنا الامانة على السمٰوات والارض'' (احزاب ۷۲) میں آیا ہے اس میں تمام تکالیف واحکام شامل ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۴۰۔ ج ۲)

علامہ ملا علی قاری راقم ہیں امانت تمام لوگوں کو عام ہے اس لئے کہ ان کے خون،

ان کے مال، ان کی آبرو اور تمام حقوق ان کے بیچ امانتیں ہیں اس لئے جو انہیں قائم کرے گا وہ عدل وانصاف قائم کرے گا۔

(مرقاۃ ص ۵۸۸۔ ج ۲)

روز قیامت عرش کے نیچے کی تیسری چیز رشتہ داری ہے رشتہ داری کی اہمیت سے کوئی عاقل انکارنہیں کرسکتا اسی لئے قرآن حکیم نے صلہ رحمی پر کافی زور دیا ہے اور رشتہ کاٹنے والے کو وعیدیں سنائی ہیں پیغمبر اسلام ﷺ نے بھی متعدد حدیثوں میں صلہ رحمی کی اہمیت بیان فرمائی ہے اس حدیث میں بھی فرمایا۔ رشتہ کو روز قیامت اللہ تعالیٰ کا قرب خاص حاصل ہوگا۔ رشتہ پکارے گا جس نے مجھے جوڑا اسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جوڑے گا اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کردیگا اور اس پر اپنا قہر وغضب نازل فرمائے گا۔ جس نے رشتے جوڑے اور خوف وخطر کی چیزوں سے رشتہ داروں کو بچایا اور دین ودنیا کے معاملات میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کا لحاظ رکھا تو اس نے رشتہ داری کا حق ادا کیا۔

(مرقاۃ ۵۸۸۔ ج ۲)

اس حدیث میں سب سے پہلے قرآن کا ذکر آیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سب سے زیادہ اہم اور عظیم ہیں اور اس لئے بھی کہ قرآن امانت اور صلہ رحمی پر مشتمل اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا مبلغ ہے قرآن کے بعد امانت کا تذکرہ کیا گیا کیونکہ امانت صلہ رحمی سے بڑھ کر ہے اور اس لئے بھی کہ امانت رشتہ کے حق کی ادائیگی کو حاوی ہے اور پھر الگ سے صلہ رحمی کی تصریح بھی کی گئی باوجودیکہ قرآن اور امانت رشتہ کی رعایت وحفاظت کو شامل ہیں یہ آگاہی دینے کے لئے کہ بندوں کے حقوق میں رشتہ کی رعایت سب سے زیادہ اہم حق ہے۔

(مرقاۃ ۵۸۸۔ ج ۲)

قرآن اور روزہ کی شفاعت قبول ہوگی:

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الصیام والقران یشفعان للعبد یقول الصیام رب انی منعته الطعام والشراب بالنهار فشفعنی فیه و یقول القران رب منعته النوم باللیل فشفعنی فیه فیشفعان۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۰۷۔ ج ۳۔ احمد، کتاب الجوع از ابن ابوالدنیا، معجم کبیر از طبرانی وحاکم)

روزہ اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روک رکھا تھا اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا اے میرے پروردگار میں نے اس کو رات میں نیند سے روک رکھا تھا اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

قیامت کا دن کتنا خوفناک اور ہولناک ہوگا اس کا آج صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا ایسے نازک وقت میں دو قسم کے لوگوں کے لئے دو عبادتیں شفاعت کریں گی روزہ، روزہ دار کے لئے اور قرآن تلاوت کرنے والے کے لئے۔

دربار الٰہی جس کا حال دنیا کی کسی سلطنت اور اس کے دربار کا سا نہ ہوگا بلکہ الملک یومئذ للہ پورا کا پورا اقتدار بادشاہی اس دن صرف اللہ ہی کو ہوگی۔ کوئی بلا اذن الٰہی دم مارنے والا نہ ہوگا ایسے دربار میں روزہ دار کے لئے روزہ عرض کرے گا اے رب میں نے اس کے لئے دن میں کھانے پینے وغیرہ پر پابندی لگا رکھی تھی اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کا پابند رہا تھا اس لئے اے میرے پروردگار اسے بخش دے اور جنت کا ٹھکانا مرحمت فرما دے اسی طرح قرآن تلاوت کرنیوالے کے لئے بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا اے میرے رب میں نے رات کی میٹھی نیند اس کے لئے حرام کر دی تھی یہ راتوں کو جاگ کر میری تلاوت میں مشغول رہتا اس لئے اس سے درگزر فرما اور جنت الفردوس اس کا مستقر کر دے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں دونوں کی سفارش قبول ہوگی اور وہ لوگ جنت میں داخل

ہوں گے اس حدیث میں رات ہی میں تلاوت کیے جانے کا ذکر ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ رات ہی میں جو تلاوت کرے گا اس کی شفاعت ہوگی بلکہ دن میں بھی تلاوت کرنے والے کو شفاعت نصیب ہوگی ہاں اس میں شب بیداری کر کے تلاوت کرنے کی ترغیب ضرور موجود ہے۔

تلاوت قرآن زمین کا نور اور آخرت کا سرمایہ ہے:

(۱۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ اچھی باتیں بتایئے حضور نے فرمایا۔

علیک بتقوی اللہ فانہ راس الامر کلہ قلت یارسول اللہ زدنی قال علیک بتلاوۃ القرآن فانہ نور لک فی الارض وذخر لک فی السماء۔

(الترغیب والترہیب ص۱۲۶۔ ج۳۔ ابن حبان)

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ وہی سارے معاملات کی اصل ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ مزید ارشاد فرمایئے حضور نے فرمایا قرآن کی تلاوت کا التزام کرو یقیناً یہ تمہارے لئے زمین میں نور ہے اور آسمان میں تمہارے لئے ذخیرہ وسرمایہ ہے۔

تمام عبادات کا مقصود اللہ تعالیٰ کا تقوی پیدا کرنا ہے اگر انسان کے اندر اللہ کا تقویٰ پیدا ہو جائے تو اس کے تمام معاملات درست ہو سکتے ہیں، اس کی دنیا بھی سدھر سکتی ہے اور آخرت بھی سنور سکتی ہے تقویٰ کا معنیٰ کیا ہے اس میں مفسرین اور شارحین کے بہت سے اقوال ہیں یہاں صرف ایک قول پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

ہر آن اور ہر کام میں اللہ کا خوف دامن گیر رہے اسی کا نام تقوٰی ہے۔ تقوٰی کی اہمیت اور فضائل سے قرآن واحادیث بھرے پڑے ہیں۔ اس حدیث میں بھی فرمایا گیا کہ

تقویٰ تمام معاملات کی بنیاد اور اصل ہے حدیث کے دوسرے حصہ میں قرآن کے، برکات و فضائل بیان کئے گئے ہیں کہ تلاوت قرآن ایسی عبادت ہے کہ اس کا التزام کرنے والا جب تک اس دنیا میں سانس لے رہا ہے اس وقت تک کے لئے بھی یہ نور ہے اور جب دنیا سے رخصت ہو کر عالم آخرت میں پہنچے گا تو وہاں کے لئے یہ ایک سرمایہ ہوگا۔

حافظ منذری نے ''الترغیب والترہیب'' کے باب فضائل القرآن میں حدیث کا اتنا ہی حصہ نقل کیا ہے یہ ایک لمبی حدیث ہے۔ ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں پوری حدیث روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے اس حدیث میں چند اہم افادی پہلو ہیں اس لئے پوری حدیث کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے (آسمانی) صحیفے کیا تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب کے سب امثال تھے اس قسم کی اس میں مثلیں تھیں اے مغرور مبتلائے آزمائش تسلط والے بادشاہ میں نے تم کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تم بعض دنیا کو بعض کے ساتھ سمیٹتے جاؤ (قیمتی اموال، زر و سیم اور جواہر کو جمع کرتے چلے جاؤ) لیکن میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم مظلوم کی بددعا مجھ تک نہ پہنچنے دو۔ کیونکہ میں اس کی بددعا کو رد نہیں کرتا گو وہ کسی کافر ہی سے کیوں نہ ہو۔ عقلمند کی عقل و خرد اگر کام کر رہی ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اوقات کے تین حصے ہوں ایک میں اپنے رب سے مناجات کرے اس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایک وقت میں اللہ تعالیٰ کی صنعت اور کاریگری پر غور و فکر کرے ایک وقت میں اپنے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات پوری کرے اور دانشمند کے لئے لازم ہے کہ تین ہی (مقاصد) کے لئے سفر کرے آخرت کے توشہ کے لئے یا معاش کے بندوبست کے لئے یا غیر محرم میں لذت (نکاح) کے لئے اور خردمند کے لئے ناگزیر ہے کہ اپنے زمانہ سے واقف و باخبر ہو اور اپنے حال پر متوجہ ہو اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو اور اپنی بات کا اپنے عمل سے محاسبہ کرنے

والا ہو باتیں کم کرے لایعنی باتیں نہ کرے صرف مقصد کی باتیں کرے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا حضور ﷺ نے فرمایا پورے صحیفے عبرت کے ذخیرہ تھے (مثلاً) مجھے اس شخص پر حیرت ہے جسے موت کا یقین ہے پھر خوش ہو رہا ہے مجھے اس شخص پر حیرت ہے جسے جہنم پر یقین ہو پھر ہنس رہا ہو مجھے اس شخص پر تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے پھر تھک رہا ہے مجھے اس شخص پر بھی تعجب ہے جس نے دنیا اور اس کا اہل دنیا کے ساتھ انقلاب اور تبدیلی دیکھی پھر اس دنیا سے مطمئن ہو گیا مجھے اس شخص پر حیرت ہے جس نے کل کے حساب کا یقین حاصل کیا پھر وہ عمل نہیں کر رہا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ اچھی باتیں بتایئے حضور نے فرمایا۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کر لو کیونکہ وہی تمام معاملات کی اصل ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مزید ارشاد فرمایئے حضور نے فرمایا۔ تلاوت قرآن اور ذکر خدا کا التزام کرو اس لئے کہ یہ زمین میں نور اور آسمان کا ذخیرہ اور سرمایہ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور فرمایئے حضور نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دل کو مردہ کرتا ہے اور چہرہ کے نور کو ختم کرتا ہے میں نے حضور سے مزید درخواست کی تو حضور نے فرمایا۔ فریضہ جہاد اختیار کرو اس لئے کہ یہ میری امت کی رہبانیت (تجرد برائے عبادت) ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور فرمایئے حضور نے فرمایا تم مسکینوں سے محبت کرو ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور فرمایئے حضور نے فرمایا اپنی حیثیت سے کم حیثیت والوں کو دیکھو اپنے سے اونچے طبقہ کو نہ دیکھو کیونکہ تمہارے لئے بہت مناسب یہ ہے کہ اللہ کی کوئی نعمت تمہاری نظر میں حقیر نہ ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور فرمایئے حضور نے فرمایا جو کمزوری تم اپنے اندر محسوس کرتے ہو اس پر دوسروں کو مطعون نہ کرو اور تم لوگوں سے اس بات پر ناراض نہ ہو جسے تم خود کرو اور تمہارا یہ بڑا عیب ہے کہ لوگوں کے عیوب پر تو

تمہاری نظر ہو اور تم کو اپنا عیب نظر نہ آئے اور یہ بھی بڑے عیب کی بات ہے کہ تم لوگوں سے اس بات پر ناراض ہو جاؤ جس کے مرتکب تم خود ہوتے ہو پھر حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا تدبیر سے بڑی کوئی عقل نہیں (غلط چیزوں سے) باز آ جانا ہی سب سے بڑا ورع وتقویٰ ہے۔ خوش اخلاقی کی طرح کوئی فضل وکمال نہیں۔

(مرقاۃ ص ۶۰۷۔ ج ۲)

حدیث کو پھر پڑھ ڈالیں اور دیکھیں کہ حدیث کا ایک ایک ٹکڑا کتنا حکیمانہ، اہم اور راہبر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کتنی مفید تعلیمات دی ہیں آج اگر ان کو اصول و رہنما بنا کر ان پر عمل کیا جائے تو پھر کس قدر ہم دنیا و آخرت کو سدھار اور سنوار سکتے ہیں اور ہر طرح کی سعادتوں اور فیروزمندیوں سے کس قدر بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔

اندرون نماز تلاوت قرآن سب سے افضل ہے:

(۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قرأة القران فی الصلوٰة افضل من قرأة القران فی غیر الصلوٰة و قرأة القران فی غیر الصلوٰة افضل من التسبیح و التکبیر و التسبیح افضل من الصدقة و الصدقة افضل من الصوم و الصوم جنة من النار

(مشکوٰۃ ص ۱۸۸۔ شعب الایمان از بیہقی)

نماز کے اندر قرآن پڑھنا نماز سے باہر قرآن پڑھنے سے افضل ہے اور نماز سے باہر قرآن پڑھنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔

نماز میں قرآن پڑھنا خارج نماز قرآن پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ تلاوت دوسری عبادت سے مل جاتی ہے یا اس لئے کہ نماز میں تلاوت

ادب سے قریب تر اور حضوری کے مناسب تر ہے۔ (مرقاۃ ص۲۰۲۔ ج۲)

اور خارج نماز تلاوت کرنا تسبیح وتکبیر سے افضل ہے گو یہ نماز کے اندر ہی کیوں نہ ہوں اس لئے کہ تسبیح وتکبیر اور تہلیل سبھی قرآن کے جزء ہیں یہی وجہ ہے کہ علماء نے نماز کے قیام کو رکوع وسجود سے افضل بتایا ہے کیونکہ قیام ہی میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔

(اشعۃ اللمعات ص۱۵۰۔ ج۲)

تسبیح وتکبیر صدقہ اور راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے بہتر ہے احادیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر راہ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اس سلسلے میں احادیث بکثرت آئی ہیں انہیں میں سے یہ حدیث بھی ہے۔

علامہ ملا علی قاری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ تمام عبادات اور بھلائیوں کا مقصد ذکر الہٰی ہے۔ (مرقاۃ ص۲۰۲۔ ج۲)

اور فرمایا گیا صدقہ روزہ سے افضل ہے علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں اس حدیث میں روزہ سے مراد روزہ نفل ہے۔ صدقہ روزہ سے افضل اس طرح ہوا کہ صدقہ اور انفاق سے دوسروں کو بھی نفع پہنچتا ہے اور روزہ کا جتنا اجر وثواب ہے وہ سب روزہ دار ہی کے لئے ہے۔ اسی لئے بعض نے کہا ہے روزہ کا فائدہ صرف اسی صورت میں برآمد ہوسکتا ہے۔ جب روزہ رکھنے سے جو غذا بچ سکی ہے اسے صدقہ کردیا جائے ورنہ اس کا کیا فائدہ کہ کوئی خود ہی کھانے سے باز رہے اور وہی کھانا خود ہی کھا جائے۔ (مرقاۃ ص۲۰۳۔ ج۲)

روزہ کی فضیلت میں بخاری کی ایک حدیث قدسی ہے، انسان کے ہر عمل کا ثواب دس سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے لیکن روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا ان دونوں روایتوں کے درمیان بظاہر تعارض وتصادم معلوم ہو رہا ہے۔

علامہ طیبی نے دونوں کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے وہ لکھتے ہیں جب نفس عبادت کو دیکھا جائے گا تو نماز صدقہ سے افضل اور صدقہ روزہ سے افضل ہوگا اور جب ان

کی خاصیت اور اثر پر نگاہ ڈالی جائے گی تو روزہ افضل ہوگا۔ روزہ دنیا کے اندر خواہشات اور مکر شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہے اور آخرت میں جہنم سے حفاظت کا سامان ہوگا۔

اب اس نقطہ نظر سے دیکھئے کہ سب سے افضل نماز کے اندر تلاوت پھر نماز کے باہر تلاوت کا درجہ اس کے بعد تسبیح و تکبیر پھر صدقہ اور ان سب کے بعد روزہ اور روزہ کی فضیلت کا وہ حال ہے جو حدیث قدسی میں بیان کیا گیا تو پھر تلاوت قرآن کی فضیلت اور اس کا اجر وثواب کیا کچھ ہوگا اس کا اندازہ کچھ اسی سے کیا جا سکتا ہے۔

قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا افضل ہے:

(۱۹) حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأة الرجل القران فى غير المصحف الف درجة و قرأته فى المصحف تضعف علىٰ ذٰلك الىٰ الفى درجة۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹۔ شعب الایمان از بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور اس کا قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار تک پہنچ جاتا ہے۔

قرآن دیکھ کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے۔ علامہ طیبی اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ قرآن کا دیکھنا اس کا اٹھانا، اس کا چھونا، قرآن پر غور وفکر کے موقع کا فراہم ہونا اور اس کے معنی ومفہوم کا سمجھنا ان سب کی وجہ سے اس کا دوگنا ثواب ہے۔

(مرقاۃ صفحہ ۶۰۳۔ ج ۲)

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ قرآن کا دیکھنا عبادت ہے۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۵۱۔ ج ۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اتنی زیادہ تلاوت فرماتے

تھے کہ آپ سے دو قرآن پھٹ گئے تھے۔

(اللمعات)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع قرآن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ حافظ ہونے کے باوجود قرآن دیکھ کر پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی دوگنے ثواب کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھ کر پڑھنے میں دو عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں ایک قرآن کا پڑھنا اور دوسرے قرآن کا دیکھنا۔

(فتح الباری)

اسی وجہ سے ایک جماعت کا پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنا مطلقاً افضل ہے، دوسرے لوگوں نے یہ کہا ہے کہ حفظ سے پڑھنا مطلقاً افضل ہے ان کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ حضور حفظ سے قرآن پڑھتے تھے، علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ یہ حکم مطلقاً نہیں ہے بلکہ اگر دیکھ کر پڑھنے کے مقابلہ میں حفظ سے پڑھنے والے کو غور و فکر اور اطمینان قلب زیادہ حاصل ہو تو حفظ سے پڑھنا ہی افضل ہے اور اگر دونوں صورتوں میں غور و فکر اور دل جمعی برابر رہتی ہو تو قرآن دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۵۱۔ ج ۲)

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں اس بارے میں حق کی راہ ہے جس صورت میں خشوع و خضوع، تدبر اور اخلاص زیادہ پیدا ہو وہی افضل ہے ورنہ دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ دیکھ کر پڑھنے میں غور و فکر کے مواقع نسبتاً زیادہ حاصل ہوتے ہیں۔

(مرقاۃ صفحہ ۶۰۳۔ ج ۲)

تلاوت قرآن اور یاد موت دلوں کے زنگ کا علاج ہے:

(۲۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان هذه القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد اذا اصابه الماء قيل يارسول الله وما جلاء ها قال كثرة ذكر الموت وتلاوة

القرآن۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۹۔ شعب الایمان از بیہقی)

بیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اسے پانی لگ جائے عرض کیا گیا ان کی صفائی کس سے ہوتی ہے فرمایا موت کا کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔

قرآن حکیم میں ہے۔

کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ (مطففین ۱۴)

ان کے دلوں پر ان کے کرتوتوں نے زنگ چڑھا دی ہے۔

جب دل خواہشات میں ڈوب جاتے ہیں اور طرح طرح کے گناہ کرنے لگتے ہیں اور وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اور اپنا مقصد زندگی فراموش کر جاتے ہیں تو ان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ ان پر تہہ بتہہ زنگ چڑھ جاتی ہے اور یہ زنگ پورے جسم کے فساد کا سبب بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔ ''جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہوتا ہے تو پورا جسم درست ہوتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے سن لو یہ ٹکڑا دل ہے۔'' یہ اور موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''بلاشبہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ و استغفار کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس کا دل قلعی کی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ اور زیادہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھ جاتا ہے اس حد تک کہ اس کا دل اس سے ڈھک جاتا ہے اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ''ران'' کہا ہے۔ **کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون۔** (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم بروایت ابوہریرہ h)

اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس زنگ کا علاج اور اس کی صفائی کی دوا دریافت کی کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اگر دل زنگ آلود ہوں گے تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا عکس کیسے آسکے گا انہوں نے عرض کیا حضور ان دلوں کی صفائی اور شفافی کیسے ہوگی

حضور ﷺ نے فرمایا موت کو خوب خوب یاد کرنے سے ہوگی، موت ایک خاموش واعظ ہے، ہر قدم اور ہر موڑ پر رشد وصلاح کا درس دیتی ہے پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی تلقین کرتی ہے۔ غلط روی اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہونے سے روکتی ہے، دوسری مشہور حدیث میں حضور نے فرمایا۔ **اکثروا ذکر ھادم اللذات** ۔تم لذتوں کو ختم کردینے والی (موت) کو خوب یاد کرو۔ (مرقاۃ ص۶۰۳ ۔ ج۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ (ملک آیت۲ پ۲۹)

جس نے موت وزندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون عمل میں بہتر ہے۔

اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے "تم میں کون سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا ہے۔ (مرقاۃ ص۶۰۳ ۔ ج۲)

جس کا مطلب یہ ہوا کہ خالق کائنات نے موت وزندگی اس لئے پیدا کی کہ تم سے امتحان لے کہ تم میں سے کون لوگ موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے اچھے عمل کرتے اور برے عمل سے بچتے ہیں۔

حضور نے دل کی صفائی کے لئے دوسری دوا تلاوت قرآن تجویز فرمائی اس میں کیا شبہ کہ قرآن بولتا ہوا وعظ ہے۔ قرآن کا لفظ لفظ صحیح راستہ پر چلنے اور غلط روی سے باز رہنے کا سبق دیتا ہے۔ جگہ جگہ قرآن اچھائیوں کا حکم دیتا اور برائیوں سے روکتا ہے، دوسرے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تم میں دو (مؤثر) منع کرنے والی چیزوں کو چھوڑا ایک بولنے والی اور دوسری خاموش رہ کر منع کرنے والی، بولنے والی چیز قرآن ہے اور خاموشی سے (آگاہی دینے والی) چیز موت ہے یہی دونوں ایسے واعظ ہیں کہ ایک چپ چاپ رہ کر وعظ کہتا ہے

دوسرا اپنے لفظ لفظ سے درس ونصیحت پیش کرتا ہے اور انہیں دونوں سے دل کا زنگ دور ہوتا اور وہ صاف وشفاف ہوتا ہے یہی دونوں انسان کے دل کو صاف شفاف نکھرا ہوا آئینہ بنا سکتے ہیں تا کہ ایک مؤمن کے دل میں انوار وتجلیات الٰہی کا عکس اتر سکے۔

قرآن کی شفاعت قبول ہوگی:

(۲۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

القران شافع مشفع وما حل مصدق من جعله امامه قاده الی الجنة ومن جعله خلف ظهره ساقه الی النار۔

(الترغیب والترہیب صفحہ ۱۶۶۔ ج ۳۔ حاکم وابن حبان)

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی اور مخالفت بھی کرنے والا ہے اس کی مخالفت بھی سنی جائے گی جو شخص اسے اپنا پیشوا بنائے گا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اس کو وہ جہنم میں پہنچائے گا۔

قرآن کی کما حقہ جس نے قدر کی اس کی تلاوت کی اس کے آداب ملحوظ رکھے عمل کے میدان میں اس نے اس کو اپنا راہبر بنایا اور اس کی تعلیمات واحکام پر پورے طور سے عمل پیرا ہوا ایسے شخص کی قرآن شفاعت کرے گا نہ صرف یہ کہ شفاعت کرے گا بلکہ ایسی مؤثر شفاعت کرے گا کہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جس نے قرآن سے بے اعتنائی برتی، اسے پس پشت ڈال دیا، اس سے کوئی تعلق نہ رکھا نہ اس کی تلاوت سے دلچسپی رکھی نہ اس کی تعلیمات واحکام پر عمل کیا ایسے شخص کو قرآن چھوڑے گا نہیں اسے جہنم رسید کرے گا۔ جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا کہ قرآن بندہ کے حق میں جنگ کرے گا یا اس کے خلاف معرکہ آرا ہوگا۔

طبرانی کی روایت میں بھی ہے۔ ''القران شافع مشفع'' قرآن مقبول شفاعت کرنے والا ہے۔ مسلم کی روایت گزر چکی کہ تم قرآن پڑھو اس لئے کہ یہ قیامت کے دن اپنی تلاوت کرنے والے کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل آئینہ ہوگئی کہ قرآن ایک زبردست موثر اور قابل قبول شفاعت کرے گا۔

حافظ قرآن اپنے گھر کے دس افراد کی شفاعت کرے گا:

(۲۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قرأ القرآن فاستظهره فاحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله به الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد وجبت لهم النار۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۷۲۔ ج ۳۔ ابن ماجہ وترمذی صفحہ ۱۱۴۔ ج ۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۸۷۔ احمد، دارمی)

جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا اللہ اس کو اس کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے ایسے دس افراد کے حق میں قبول کرے گا جن کے لئے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن پڑھا پھر اس کا حافظ ہو گیا وہ خود بھی جنت میں جائے گا اور اپنے گھر کے دس افراد کو بھی جنت میں لے جائے گا۔

ابن ماجہ کی روایت ہے۔

من قرأ القرآن و حفظه ادخله الله الجنة و شفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قداستوجب النار۔

(ص ۱۹ باب من تعلم القرآن وعلمه)

جس نے قرآن پڑھ کر اسے حفظ کیا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے ایسے دس افراد کے حق میں قبول کرے گا جو جہنم کے سزاوار ہو چکے تھے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا۔

احفظوا القرآن فان اللہ لا یعذب بالنار قلبا وعی القرآن۔

(شرح السنہ ص ۴۳۶، ۴۳۷ از محی السنہ فراء بغویؒ)

تم قرآن حفظ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دل کو جہنم کا عذاب نہ دے گا جس نے قرآن حفظ کیا ہو۔

علامہ ملا علی قاری نے ''فاستظھر'' کا دوسرا معنی یہ تحریر کیا ہے کہ اس نے قرآن پڑھ کر اس سے تعاون حاصل کیا یا یہ کہ اس کے معاملہ میں محتاط رہا اور اس کی نگہداشت اور اس پر عمل کرنے میں پوری دلچسپی لی۔ (مرقاۃ ص ۵۹۴۔ ج ۲)

مفہوم یہ ہے کہ جو قرآن پڑھ کر اس کا حافظ ہو گیا اور اس سے توانائی حاصل کی اور دین کے معاملہ میں اس سے تعاون لیا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ پہلے پہل جنت میں داخل بھی کرے گا اور اس کے گھر کے دس ایسے افراد کے حق میں اس کی شفاعت بھی قبول کرے گا جو جہنم کے سزاوار ہو چکے تھے۔

آپ غور کیجئے حافظ قرآن یا اس کے ساتھ پوری دلچسپی اور شغف رکھنے والے کو یہ کتنا عظیم اعزاز حاصل ہوگا کہ پہلے ہی جنت میں داخلہ بھی ملے گا اور اس سے اس کے گھر کے دس ایسے افراد کی شفاعت قبول کی جائے گی جن کے لئے جہنم ناگزیر ہو چکی تھی آج جو حضرات بدقسمتی سے حفظ قرآن کی قدرت واستطاعت نہیں رکھتے یا اس کو پڑھ کر اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی استعداد نہیں رکھتے کیا وہ اپنے خاندان ہی سے کچھ ایسے افراد کو اس کام کے لئے وقف کر سکتے ہیں جو اپنی بھی اور ان کی بھی نجات ومغفرت کے سامان بن

سکیں۔حفاظ کرام کے اور بھی بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا۔"جسے اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر اس نے یہ خیال کیا کہ کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر نعمت کے بارے میں غلط خیال قائم کیا۔"

(کنز العمال ۱۳۹۔ج ۱۔تاریخ بخاری وشعب الایمان از بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا۔"جب حافظ قرآن مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ تو اس کے گوشت (وپوست) نہ کھانا زمین عرض کرتی ہے۔میرے معبود! میں اس کا گوشت کیسے کھاسکتی ہوں جبکہ اس کے شکم میں تیرا کلام موجود ہے۔"

(کنز العمال ص ۱۳۹۔ج ۱۔تاریخ بخاری وشعب الایمان از بیہقی،)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا:

جب حافظ قرآن مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ تو اس کے گوشت (وپوست) نہ کھانا زمین عرض کرتی ہے،میرے معبود! میں اس کا گوشت کیسے کھاسکتی ہوں جبکہ اس کے شکم میں تیرا کلام موجود ہے۔

(کنز العمال ص ۱۳۹۔ج ۱۔دیلمی بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ)

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا قرآن کے حفاظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ سے دشمنی کرے گا اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔

(کنز العمال ص ۱۴۰۔ج ۱۔مسند الفردوس از دیلمی وابن نجار بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما)

مذکورہ شفاعت والی حدیث سے حافظ قرآن اور اس سے شغف رکھنے والے کی جہاں ایک زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے وہیں ان باطل فرقوں کا رد بھی ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے والے کے حق میں شفاعت نہ ہو گی شفاعت صرف ترقی

درجات کے لئے ہوگی۔

علامہ طیبی لکھتے ہیں۔

فيه رد علىٰ من زعم ان الشفاعة انما تكون فى رفع المنزلة دون حط الوزر بناء علىٰ ما افتروه ان مرتكب الكبيرة يجب خلوده فى النار ولا يمكن العفو عنه۔ (مرقاۃ ص ۵۹۵۔ ج ۲)

اس حدیث میں ان کا رد ہے جن کا خیال ہے کہ شفاعت صرف درجہ بلند کرنے کے لئے ہوگی گناہ اتارنے کے لئے نہ ہوگی اس بنیاد پر جوانہوں نے غلط طریقے سے بنا رکھی ہے کہ مرتکب کبیرہ کے لئے ہمیشہ جہنم میں رہنا ناگزیر ہے اسے معاف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اوپر کی حدیث میں صاف فرمایا گیا کہ حافظ قرآن ان گنہگاروں کی شفاعت کرے گا جن کے لئے جہنم لازم ہوچکی ہوگی اور ظاہر ہے کہ معمولی گناہوں سے وہ جہنم کے سزاوار نہ ہوئے ہوں گے۔

تلاوت قرآن اوراس کا اہتمام کرنے والا مُشک کی طرح ہے:

(۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تعلموا القران فاقرأوه فان مثل القرآن لمن تعلم فقرأ وقام به كمثل جراب محشو مسكا تفوح ريحه كل مكان و مثل من تعلمه فرقد و هو فى جوفه كمثل جراب اوكى علىٰ مسك۔ (مشکوۃ صفحہ ۱۷۸۔ الترمذی صفحہ ۱۱۱۔ ج ۱۔ نسائی وابن ماجہ صفحہ ۲۰،۱۹)

(لوگو) تم قرآن کی تعلیم حاصل کرواوراس کو پڑھواس لئے کہ قرآن کی مثال اس شخص کے لئے جواس کی تعلیم حاصل کرتا پھر اسے پڑھتا اور اس کا

اہتمام کرتا ہے اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہو جس کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہو اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا پھر اس سے (غافل ہو کر) سو جاتا ہے اس طرح کہ قرآن اس کے سینے میں ہوتا ہے اس تھیلی کی طرح ہے جس کی مشک (تھیلی کے منہ) کو بند کر دیا گیا ہو۔

جو شخص قرآن کا علم حاصل کرتا پھر اس کی تلاوت کرتا اور رات کی نماز تہجد وغیرہ میں اسے پڑھتا ہے ایسے قرآن کی مثال ایک مشک سے بھری ہوئی تھیلی کی سی ہے جس کی خوشبو ہر طرف پھیلتی ہوتی ہے اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا پھر غافل ہو کر رات کو سوتا ہے اور قرآن اس کے سینے میں محفوظ ہوتا ہے مشک کی اس تھیلی کی طرح ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۴۵۔ ج ۲)

علامہ ملا علی قاری وغیرہ نے اس کا وہ مفہوم بتایا ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی جو شخص قرآن کی تعلیم حاصل کرتا پھر پابندی کے ساتھ اس کی تلاوت کرتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ایسے شخص کے لئے قرآن ایک مشک کی کھلی ہوئی تھیلی کی مانند ہے جس کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہو اس سے ہر شخص فیض یاب اور مستفید ہو رہا ہو اور جو اس کا علم حاصل تو کرتا ہے مگر اس کے مطابق عمل اور اس کی تلاوت سے غافل رہتا ہے اس کا حال مشک کی بند تھیلی کا سا ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۹۵۔ ج ۲)

جس کا حاصل یہ ہے کہ جس نے قرآن کا علم حاصل کر لیا اس کو دنیا کی نہایت قیمتی اور عمدہ خوشبو مشک کی تھیلی ہاتھ آ گئی اب اگر وہ اس کا اہتمام کرتا ہے، اس کی ہمیشگی کے ساتھ تلاوت کرتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور اگر وہ اس سے دلچسپی نہ رکھے تب بھی اس کے پاس مشک کا سرمایہ تو محفوظ ہی رہتا ہے، یہ بھی ایک تمثیل ہے ورنہ دنیا میں اگر مشک سے بھی کوئی قیمتی اور عمدہ خوشبو پائی جاتی ہو اس سے بھی قرآن کا علم اور اس کی تلاوت کہیں بڑھ کر ہے اس لئے کہ کوئی بھی خوشبو ہو گی وہ ایک حد تک

ہوگی اور ختم ہونے والی ہوگی لیکن قرآن کا علم، اس کی تلاوت کے اجر وثواب کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی انتہا اور نہ اس کے لئے زوال وفناء ہے۔

حضور ﷺ نے اس حدیث میں قرآن کی تعلیم کا حکم فرمایا ہے۔ ابو محمد جوینی نے کہا ہے قرآن کا علم حاصل کرنا اور اس کی تعلیم دینا فرض کفایہ ہے تا کہ قرآن کے سلسلے میں اب تک جو تواتر (کثرت حفظ اور تعلیم وتعلم کی ہر دور میں فراوانی اور تسلسل) رہا ہے، یہ ختم نہ ہوسکے اور تبدیل وتحریف کا دروازہ ہمیشہ ہی کے لئے بند رہے۔

علامہ زرکشی نے فرمایا ہے جب کسی شہر یا بستی میں قرآن کی تلاوت کرنے والا کوئی نہ ہو تو سب گنہگار رہوں گے۔ علامہ ملا علی قاری زرکشی کے قول کی تشریح لکھتے ہیں کہ زرکشی کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ ہر شہر اور بستی کے اندر کسی نہ کسی کو ایسا ضرور ہونا چاہئے جو قرآن کی تلاوت کر سکے کیونکہ قرآن کے کچھ حصہ کا علم حاصل کرنا سب کے لئے فرض عین ہے۔ (ورنہ نماز میں پڑھیں گے کیا) اس لئے جب وہاں کوئی قرآن پڑھنے والا نہ پایا جائے گا تو سبھی گنہگار رہوں گے اور تواتر کی تعداد بھی صرف اسی صورت میں حاصل ہوگی جسے زرکشی نے بتایا ہے ورنہ تمام اہل شہر کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم حاصل کرنا ہمارے لئے فرض نہیں اور یہ بات پوری دنیا کے فساد کا باعث ہوسکتی ہے۔

علامہ نووی کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور قرآن یاد کرنے میں مصروف ہونا نفل نماز سے بہتر ہے اس لئے کہ اس کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے بعض متاخرین نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ قرآن کا حفظ کرنا دوسرے علوم جو فرض کفایہ ہیں ان میں مشغول ہونے سے افضل ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۹۵۔ ج ۲)

قابل رشک صرف دو شخص، قرآن سے شغف رکھنے والا اور راہ خدا میں خرچ کرنے والا:

(۲۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا حسد الا علی اثنین رجل آتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ آناء اللیل و آناء النھار و رجل آتاہ اللہ مالا فھو ینفق منہ آناء اللیل و آناء النھار۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۴۔ البخاری ص ۱۵۷۔ ج ۲۔ ومسلم ص ۲۷۲۔ ج ۱)

رشک صرف دو شخصوں پر ہوسکتا ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا تو وہ رات کے اوقات اور دن کے لمحات میں اس کا اہتمام کرتا ہے (اس کو نماز میں کھڑا ہو کر پڑھتا یا اس کی تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتا ہو) اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اس سے رات، دن کے لمحات و اوقات میں خرچ کرتا ہے۔

کسی کی نعمت دیکھ کر خواہش کرنا کہ نعمت اس سے چھن جائے یا ختم ہو جائے اسے حسد کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ناپسند خصلت ہے۔ قرآن اور احادیث میں اسے گناہ اور ناجائز بتایا گیا ہے اس کے ناجائز ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح کی دوسری خصلت رشک ہے، کسی شخص کا کسی اور شخص کی کوئی نعمت دیکھ کر آرزو کرنا کہ وہ نعمت اسے بھی مل جائے اسے رشک کہتے ہیں۔ رشک جائز ہے دنیاوی نعمت پر رشک مباح اور جائز ہے اور طاعت یا کسی دینی نعمت پر رشک مستحب ہے۔

علامہ میرک فرماتے ہیں۔ حسد کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقی۔ (۲) مجازی۔
صاحب نعمت سے نعمت ختم ہونے کی آرزو کرنا حقیقی حسد ہے یہ صحیح اور صریح

نصوص اور باجماع مسلمین حرام ہے۔

مجازی حسد رشک کو کہتے ہیں کسی دوسرے کی نعمت دیکھ کر اس جیسی نعمت کے ملنے کی آرزو کرنا رشک کہلاتا ہے۔ اگر دنیا کی کسی چیز پر رشک ہو تو مباح اور اگر طاعت و عبادت پر رشک ہو تو مستحب ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۷۶۔ ج ۲)

حدیث میں لفظ حسد استعمال کیا گیا ہے۔ اکثر شارحین اور علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد رشک ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صرف دو شخصوں پر رشک لائق ستائش ہو سکتا ہے اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ رشک صرف انہیں دونوں میں منحصر ہے اسی وجہ سے علامہ مظہر نے فرمایا ہے کسی نعمت پر رشک کرنا مناسب نہیں۔ ہاں اگر وہ نعمت کوئی ایسی طاعت و عبادت ہو جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو تو اس پر رشک مناسب ہے جیسے قرآن کی تلاوت کرنا اور مال کا صدقہ کرنا اس طرح کی اور نیکیاں بھی۔

(مرقاۃ ص ۵۷۷۔ ج ۲)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قابل رشک دو طرح کے شخص ہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسی سب سے عظیم دولت عطا فرمائی۔ پھر وہ اس کا اہتمام کرتا ہے اور شب و روز اس کی تلاوت کرتا ہے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کی ہدایات کو اپنے لئے مشعل راہ بناتا ہے یا وہ شخص جسے قرآن کا علم حاصل ہو اور وہ اسے رات دن نماز میں پڑھنے کھڑا ہوتا ہو یا اس کی تعلیم و تبلیغ کرے، دوسرا وہ شخص لائق رشک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال و ثروت عطا فرمایا ہو اور وہ اس کو دن رات اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔

حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان دو شخصوں پر جائز ہوتا اس لئے کہ ان دونوں کو اتنا زبردست اجر و ثواب ملتا ہے کہ ایسے کو دیکھ کر کوئی جلتا تو وہ حق بجانب ہوتا۔

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قابل رشک صرف دو شخص ہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تو وہ رات، دن کے

اوقات ولمحات میں اس کی تلاوت کرتا ہے جب اس سے اس کا پڑوسی سنتا ہے تو کہتا ہے کاش مجھے بھی اسی طرح ملا ہوتا جوفلاں کو ملا ہے تو میں اس کے جیسا عمل کرتا۔

دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا۔ پھر وہ اس کو حق کے سلسلے میں۔ بے دریغ خرچ کرتا ہے یہ دیکھ کر کوئی شخص کہتا ہے کاش مجھے بھی اسی طرح ملا ہوتا جوفلاں کو ملا ہے تو میں بھی وہی کرتا جو وہ کر رہا ہے۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۸۶۔ ج ۳۔ بخاری ص ۷۵۱، ۷۵۲۔ ج ۲)

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ پہلی حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے اس میں متعدد الفاظ ایسے استعمال ہوئے ہیں جو رشک کے ہیں **لیتنی او تیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل**۔ کاش مجھے بھی وہ ملا ہوتا جوفلاں کو ملا ہے تو میں بھی اس کے جیسا عمل کرتا گویا کوئی کسی عمل کرنے والے جیسا ہونے کی آرزو کر رہا ہے اور اسی کو رشک کہتے ہیں۔

قرآن کی تلاوت کرنے والا فزع اکبر سے محفوظ ہوگا:

(۲۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاثة لا یهولهم الفزع الاکبر ولا ینالهم الحساب هم علیٰ کثیب من مسك حتیٰ یفرغ من حساب الخلائق رجل قرأ القراٰن ابتغاء وجه الله وام به قوما و هم به راضون وداع یدعوا الی الصلوات ابتغاء وجه الله وعبد احسن فیما بینه و بین ربه و فیما بینه و بین موالیه۔ (الاوسط والصغیر والکبیر ارطبرانی)

تین ایسے (اشخاص) ہونگے جنہیں سب سے بڑی گھبراہٹ خوفزدہ نہ کرے گی اور نہ وہ حساب کی گرفت میں ہوں گے وہ لوگ تمام مخلوقات کے

حساب سے فارغ ہونے تک مشک کے ایک اونچے ٹیلے پر ہوں گے ایک وہ شخص جس نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے قرآن پڑھا اور اس سے لوگوں کی امامت اس طرح کی وہ اس سے خوش رہے۔ دوسرا تبلیغ کرنے والا جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز کے لئے بلائے اور تیسرا وہ بندہ جس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان اور اپنے اور اپنے غلاموں کے درمیان عمدہ معاملہ کیا۔

روز قیامت عجیب حیرانی، پریشانی اور سراسیمگی اور خوف و ہراس کا عالم ہوگا ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ لکل امری منھم یومئذ شان یغنیہ۔ ہر شخص کا ایسا حال ہوگا جو اس کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا۔ قرآن حکیم نے اس دن کی منظر کشی بہت سی جگہوں پر بڑے اچھے انداز سے کی ہے ایک جگہ مجرم کی خواہش اس انداز میں پیش کرتا ہے۔

یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ و صاحبتہ و اخیہ و فصیلتہ التی تؤیہ ومن فی الارض جمیعا ثم ینجیہ کلا انھا لظیٰ نزاعۃ للشویٰ۔ (المعارج پارہ ۲۹، آیت ۱۱ تا ۱۶)

مجرم آرزو کرے گا کاش وہ اس دن کے عذاب سے اپنی اولاد اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنے کنبے جس میں اس کی جگہ ہے اور تمام روئے زمین والوں کے بدلے نجات پائے پھر (یہ سب کچھ) اسے بچالے ہرگز ایسا نہ ہوگا وہ تو بھڑکتی آگ کھال اتارنے والی اس کے لئے ہوگی۔

کہیں قرآن یہ نقشہ پیش کرتا ہے۔

واما من اوتی کتٰبہ بشمالہ فیقول یٰلیتنی لم اوت کتٰبیہ ولم ادرِ ما حسابیہ یٰلیتھا کانت القاضیۃ ما اغنٰی عنی مالیہ ھلك عنی سلطٰنیہ۔ (الحاقہ پارہ ۲۹ آیت ۲۵ تا ۲۹)

اور جسے اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا

ہائے کاش مجھے میرا نامہ اعمال نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے

ہائے کاش موت ہی قصہ ختم کر دیتی میرا مال مجھے کچھ کام نہ آیا اور میرا سارا زور

جاتا رہا۔

سراسیمگی اور حیرانی کا عالم یہ ہوگا۔

یقول الانسان یومئذ این المفر۔ (القیمۃ: ۱۰)

اس دن انسان کہے گا کہاں بھاگ کر جاؤں۔

حواس باختگی کا یہ حال ہوگا۔

یوم تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت۔ (الحج پارہ ۱۸)

جس دن ہر دودھ پلاتی ماں اپنے بچے سے غافل ہوگی۔

ایک دوسرے سے الگ بھاگنے کی قرآن تصویر کشی کرتا ہے۔

یوم یفر المرءُ من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ۔

(عبس: ۳۴ تا ۳۶)

جس دن انسان اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور

اپنی اولاد سے بھاگ رہا ہوگا۔

ایسے دن کے کرب واضطراب، خوف وہراس اور وحشت وسراسیمگی سے جو شخص بچ جائے وہ کتنا خوش نصیب ہوگا۔ اس حدیث میں فرمایا گیا اس دن جو سب سے زبردست خوف وہراس کا وقت ہوگا اس کی گھبراہٹ اور پریشانی سے تین قسم کے اشخاص محفوظ رہیں گے اور حساب کی سختی سے بچے رہیں گے۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ "جس سے حساب سختی سے لیا گیا وہ ہلاک ہو گیا" اس حدیث میں فرمایا گیا کہ حساب کی سختی سے یہ شخص بالکل محفوظ ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ

تمام مخلوق کے حساب وکتاب کے ختم ہونے تک یہ لوگ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے ہر طرح کا انہیں اطمینان وسکون میسر ہوگا۔

پہلا وہ شخص جس نے اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے قرآن کی تلاوت کی اور اس کے ذریعہ ایسے لوگوں کی امامت کی جو اس سے خوش تھے انہیں اس کی امامت پسند تھی۔

دوسرا شخص وہ داعی جو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے لوگوں کو نماز کی تبلیغ کرے اس کے لئے ان کو بلائے۔

تیسرا وہ شخص جو اپنے رب کے حقوق عمدگی کے ساتھ ادا کرے ساتھ ہی اپنے غلاموں کے حقوق بھی حسن وخوبی کے ساتھ پورے کرے۔

قرآن پڑھنے پڑھانے والوں پر سکینت ورحمت نازل ہوتی ہے:

(۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ و یتدارسونہ فیما بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ و غشیتھم الرحمۃ و حفتھم الملائکۃ و ذکرھم اللہ فیمن عندہ۔

(الترغیب والترہیب ص۱۶۳۔ ج۳۔ مسلم، ابوداؤد ص۲۲۹۔ ج۱۔ ابن ماجہ ص۲۰)

جو قوم بھی کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور اس کو باہمی پڑھنے پڑھانے کے لئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان پر اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے انہیں (حفاظت کے لئے) گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا اپنے قریب والوں (فرشتوں) میں ذکر کرتا ہے۔

اس حدیث میں طلبہ، اساتذہ، مکاتب ومدارس اور وہ مساجد جن میں قرآن پڑھا پڑھایا جاتا ہے ان سب کی ایک عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو لوگ بھی کتاب الٰہی کی تعلیم

وتعلم کے لئے کسی اللہ کے گھر میں اکٹھا ہوتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ سکینت کے معنی کے سلسلے میں صحابہ کرام اور اسلاف کرام رضی اللہ عنہم کے بہت سے اقوال ہیں قرآن حکیم میں بھی یہ لفظ کئی جگہوں پر استعمال ہوا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔ سکینہ کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے حضرت ضحاک سے روایت ہے ''سکینہ'' رحمت کو کہتے ہیں۔ حضرت عطاء سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کی آیات سے جو لوگ معرفت حاصل کرتے ہیں پھر ان کو اس سے ایک سکون حاصل ہوتا ہے اسی کو سکینت کہتے ہیں علامہ طبری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے علامہ نووی نے فرمایا سکینت بعض وہ مخلوقات ہیں جن سے اطمینان وسکون حاصل ہو اور ان کے ساتھ فرشتے ہوں۔ (عمدۃ القاری ص ۳۱۔ ج ۲۰)

علامہ ملا علی قاری نے ''سکینت'' کی شرح میں فرمایا ہے کہ وہ سکون واطمینان ہے جس سے دل کو خوف وہراس سے اطمینان و امان ملتا ہے پھر کچھ آگے لکھا ہے بعض نے سکینت کا معنی رحمت بتایا ہے اور بعض نے وقار اور کچھ نے رحمت کے فرشتے اور ابن حجر نے فرمایا ہے سکینت سے مراد فرشتے ہیں۔ (مرقاۃ ص ۵۷۹۔ ج ۲)

حضرت شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے سکینت کا معنی اطمینان کے ہیں، رحمت اور وقار وسنجیدگی کے معنی میں بھی آتا ہے قرآن سے ایک طرح کا روحانی چین وسکون اور دل کی صفائی پیدا ہوتی ہے اور نفسانیت کی تیرگی کافور ہوتی ہے اور رحمانیت کی روشنی اور ذوق حضوری پیدا ہوتا ہے یہی کیفیت کبھی کبھی ابر یا اسی طرح کی کسی اور چیز کی شکل اختیار کر لیتی ہے اسی کو سکینت کہتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۳۴۔ ج ۲)

اس حدیث میں کونسا معنی لیا جائے اس سلسلے میں بھی علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے اس جگہ سبھی معنی درست ہیں۔ (فتح الباری)

حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں اکٹھا ہو کر قرآن

کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہوتے ہیں ان کے دل میں ٹھنڈک اور اطمینان اور روحانی چین وسکون بہم پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور فرشتے ان کو ہر طرف سے اپنی حفاظت ونگہداشت میں لے لیتے ہیں اور ان کو کوئی نقصان پہنچنے کا امکان نہیں رہ جاتا اسی پر بس نہیں بلکہ ان پڑھنے پڑھانے والوں کو ایک بہت بڑا اعزاز یہ بھی ملتا ہے کہ رب کائنات اپنے ملائکہ کے بیچ ان کا ذکر فرماتا ہے کہ میرے فلاں اور فلاں بندے میری کتاب کی تعلیم وتعلم میں مشغول ہیں یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جسے یہ نصیب ہو جائے وہ کتنا خوش بخت ہوگا۔

تلاوت قرآن سے سکینت نازل ہوتی ہے:

(۲۷) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔

کان رجل یقرأ سورۃ الکھف و الیٰ جانبه حصان مربوط بشطنین فتغشته سحابة فجعلت تدنو و تدنو و جعل فرسه ینفر فلما أصبح اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم فذکر ذلك له فقال تلك السکینة تنزلت بالقرآن۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۴۔ بخاری ص ۷۴۹۔ ج ۲۔ و مسلم ص ۲۶۸۔ ج ۱)

ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا تھا اتنے میں ایک ابر اس پر سایہ فگن ہو گیا اور وہ بادل قریب ہوتا اور ہوتا گیا اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا جب صبح ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن کے باعث اتری تھی۔

قرآن پڑھنے والے صحابی رضی اللہ عنہ کے اوپر ایک ابر سایہ فگن ہو گیا تھا جس سے ان

کے قریب بندھا ہوا گھوڑا اچھل کود کرنے لگا تھا اور جوں جوں وہ بادل قریب ہوتا گیا اس گھوڑے کا اچھلنا کودنا بڑھتا گیا جب صبح کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے واقعہ عرض کیا اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن کے ساتھ نازل ہو رہی تھی۔ سکینت کی تفصیلی شرح ابھی گزر چکی۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے قول کے مطابق ابر کی شکل میں وہ فرشتے تھے۔ (فتح الباری)

گویا فرشتے قرآن کی تلاوت سننے اور قاری کا نظارہ کرنے کے لئے اترے تھے۔ تلاوت قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ خاص فضل ہو گیا تھا جس سے یہ غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ آج بھی جس پر چاہے اللہ تعالیٰ یہ فضل فرما سکتا ہے۔ ''واللہ ذو الفضل العظیم۔'' اگلی حدیث بھی قریب قریب اسی مفہوم کی ہے اس کا واقعہ ذرا اور تفصیلی ہے۔

قرآن پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں:

(۲۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان اسید بن حضیر قال بینما ھو یقرأ من اللیل سورۃ البقرۃ و فرسہ مربوطۃ عندہ اذ جالت الفرس فسکت فسکنت ثم قرأ فجالت الفرس فانصرف وکان ابنہ یحییٰ قریبا منھا فاشفق ان تصیبہ و لما اخرہ رفع راسہ الی السمآء فاذا مثل الظلۃ فیھا امثال المصابیح فلما اصبح حدث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقرأ یا ابن حضیر اقرأ یا ابن حضیر قال فاشفقت یا رسول اللہ ان تطأ یحییٰ وکان منھا قریبا فانصرفت الیہ ورفعت راسی الی السمآء فاذا مثل الظلۃ فیھا امثال المصابیح فخرجت حتیٰ لا اراھا قال

وتدری ما ذاك قال لا قال تلك الملائكة دنت لصوتك ولو قرأت لاصبحت ينظر الناس اليها لا تتوارٰى منهم۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۴۔ بخاری ص ۷۵۰۔ ج ۲۔ مسلم ص ۲۶۹۔ ج ۱۔ وفضائل القرآن از ابوالفداء اسمٰعیل بن کثیر قرشی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ)

اسید بن حضیر نے بیان کیا کہ جس وقت وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے ان کا گھوڑا ان کے قریب ہی بندھا ہوا تھا کہ یکا یک گھوڑا (اضطراب سے) گھومنے لگا پھر وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا پھر انہوں نے پڑھا پھر گھوڑا گھومنے لگا اب پڑھنے سے رک رہے (یا نماز سے فارغ ہو گئے) ان کے صاحبزادے یحییٰ گھوڑے سے قریب تھے اس لئے انہیں اندیشہ ہوا گھوڑا کہیں انہیں تکلیف نہ پہنچا دے اور جب انہوں نے اپنے صاحبزادے کو ہٹا لیا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سائبان سا ہے جس میں شمعیں سی (روشن) ہیں پھر صبح کو انہوں نے نبی ﷺ سے واقعہ بیان کیا حضور نے فرمایا اے ابن حضیر پڑھو اے ابن حضیر پڑھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ڈر لگا کہ گھوڑا کہیں یحییٰ کو کچل نہ دے اور وہ اس گھوڑے سے قریب ہی تھا پھر میں یحییٰ کے پاس آیا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان سا ہے اس میں شمعیں سی (روشن) ہیں میں تو گھر سے باہر نکل گیا تا کہ (گھبراہٹ کی وجہ سے) اسے نہ دیکھ سکوں تو حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں پتہ بھی ہے وہ کیا تھا انہوں نے عرض کیا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تمہاری (قرآن پڑھنے کی) آواز کی وجہ سے قریب آ گئے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ فرشتے صبح تک اس طرح ہوتے کہ لوگ انہیں دیکھتے اور وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہ ہوتے۔

امام بخاری نے ایک باب باندھا ''باب نزول السکینة والملائکة عند قرأة القران'' تلاوت قرآن کے وقت فرشتوں اور سکینت کے اترنے کا باب۔ اس باب میں صرف اوپر کی حدیث روایت کی اور اس پوری حدیث میں سکینت کا لفظ کہیں نہیں آیا اس کی وجہ علامہ ابو العباس بن منیر نے یہ بتائی ہے کہ امام بخاری نے ملائکہ اور سکینت کو ایک دوسرے کے لئے لازم سمجھا جب فرشتے نازل ہوں گے سکینت بھی نازل ہوگی اور جب سکینت اترے گی فرشتے بھی ضرور اتریں گے۔ ابن بطال نے فرمایا ہے سکینت اس سائبان میں تھی (جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے) اور یہ ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۳۵۔ ج ۲۰)

جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ رات میں جب قرآن پڑھ رہے تھے فرشتے اور سکینت دونوں اتر رہے تھے اور فرشتے اس کثرت سے اتر رہے تھے کہ ان کے ہجوم سے آسمان و زمین کے درمیان ایک بڑا سا سائبان بن گیا تھا اور اس کے اندر ان فرشتوں کے چہرے روشن چراغ کی طرح درخشاں تھے اور حضرت اسید جب پڑھتے اسی وقت یہ کیفیت ہوتی تھی اور جب وہ رک جاتے تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی کیونکہ ان کا گھوڑا اسی وقت تک اچھل کود کرتا جب تک وہ پڑھتے ہوتے اور گھوڑا چمکتا ہوا سائبان دیکھ کر ہی بدکتا تھا۔ اگر ان کے پڑھنے کا سلسلہ صبح تک جاری رہا ہوتا تو اس پر کیف منظر کو سبھی لوگوں نے دیکھا ہوتا۔

حضرت اسید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آنے کی وجہ یہ تھی۔ حضرت اسید کی آواز بہت عمدہ تھی چنانچہ اسماعیلی کی روایت میں ہے۔ اقرأ اسید فقد اوتیت من مزا میر ال داؤد۔ اے اسید پڑھو یقیناً تمہیں حضرت داؤد کی بانسریوں کا ایک حصہ ملا ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۳۶۔ ج ۲۰)

علامہ عینی نے تحریر کیا ہے ''اوتیت من مزا میر ال داؤد'' میں مزامیر کے معنی اچھی آواز کے ہیں اور روایت میں آل کا لفظ زائد ہے خود حضرت داؤد مراد ہیں کیونکہ اس کا ذکر موجود نہیں کہ آل داؤد میں سے کسی کو وہ عمدہ آواز ملی ہو جو خود حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی۔ (عمدۃ القاری ص ۵۶۔ ج ۲۰)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے علامہ بدر الدین عینی اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

اس حدیث میں بنی آدم کے لئے فرشتوں کے دیکھنے کا جواز موجود ہے۔ اہل ایمان انہیں رحمت کی شکل میں دیکھ سکتے ہیں اور کفار عذاب کے روپ میں۔ ہاں وہی انسان دیکھ سکتے ہیں جو خود اچھے ہوں اور ان کی آواز بھی عمدہ ہو۔ حدیث کے اندر سائبان کی شکل میں فرشتوں کے نازل ہونے کا واقعہ محض ایک مخصوص سورہ کو مخصوص انداز میں پڑھنے کی وجہ سے پیش آیا تھا اگر یہ بات مطلقاً ہوتی تو ہر پڑھنے والے کو یہ شرف حاصل ہوتا۔ اس حدیث سے حضرت اسید کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور شب میں سورہ بقرہ پڑھنے کی فضیلت بھی۔ (عمدۃ القاری ص ۳۶۔ ج ۲۰)

یہ اور اس سے پہلے والی حدیث کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن سننے کے لئے فرشتے اتر سکتے ہیں اور قاری قرآن اس عظیم شرف سے مشرف ہو سکتا ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے تلك الملائكة تستمع لك۔ وہ فرشتے تم سے قرآن سن رہے تھے۔ اخیر میں یہ بھی ہے۔

تلك الملائكة نزلت لقرأة القران اما انك لو مضيت لرأيت العجائب۔

وہ فرشتے تھے قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اترے تھے سنو اگر تم پڑھتے رہ جاتے تو یقیناً حیرت انگیز چیزیں دیکھتے۔

خوش آوازی سے قرآن پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ ہوتی ہے:

(۲۹) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لله اشد اذنا للرجل الحسن الصوت بالقراٰن من صاحب القينة الیٰ قينته۔

(ابن ماجہ ص۹۶، امام احمد۔ صحیح ابن حبان۔ بیہقی۔ الترغیب والترہیب ص۱۸۰۔ ج۳۔ مستدرک ص۵۷۱۔ ج۱۔ از حاکم)

یقیناً اللہ تعالیٰ اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والے سے جس توجہ و التفات سے سنتا ہے گانے والی لونڈی سے اس کا مالک کیا اس توجہ سے (غناء) سنتا ہوگا۔

لونڈی کا مالک لونڈی سے جائز قسم کا غناء سن سکتا ہے چونکہ غناء کی آواز کی طرف میلان فطری ہوتا ہے اس لئے لونڈی کا آقا پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوکر غنا سنتا ہے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا کہ لونڈی کا مالک جس طرح پوری توجہ کے ساتھ لونڈی کا غناء سنتا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ توجہ سے خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ ہوکر سنتا ہے۔

حدیث میں اَذن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی کان دھرنے اور غور سے سننے کے ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کان اور کان کے سننے سے پاک ہے اس لئے علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو اعزاز اور بھرپور اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔ (عمدۃ القاری ص۴۰۔ ج۲۰)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص عمدہ آواز کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

کی اس پر خاص عنایت ہوتی ہے اور اس کو عظیم اجر وثواب مرحمت فرماتا ہے لیکن خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے گایا جائے قرآن گا کر پڑھنا سخت ممنوع ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

اقرأو القرأن بلحون العرب و اصواتها و ایاکم ولحون اهل العشق و لحون اهل الکتابین۔

(مشکوٰۃ ص ۱۹۱۔ شعب الایمان از بیہقی)

تم قرآن عربوں کی طرز اور ان کی آواز میں پڑھو، اہل عشق کی طرز اور اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کی طرز سے احتراز اور پرہیز کرو۔

ارباب عشق ومحبت اور اہل طرب نغموں کے تکلف اور موسیقی کے قواعد کی رعایت کے ساتھ گانے گاتے ہیں اور یہود ونصاریٰ بھی گانے کی طرز پر اپنی کتابیں پڑھتے ہیں اس لئے تم اس سے سخت احتراز واجتناب کرنا کیونکہ

من تشبه بقوم فهو منهم۔ (مرقاۃ ص ۶۱۸۔ ج ۲)

جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے۔

عرب کے لوگ پوری سادگی کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے غناء اور موسیقی کے فن سے بہت دور تھے اس حدیث میں فرمایا گیا تم عربوں جیسے سادہ انداز میں قرآن پڑھو اور ہرگز گانے اور اہل کتاب کی طرز سے قرآن نہ پڑھو۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اما التغنی بحیث یخل بالحروف زیادة و نقصانا فهو حرام یفسق به القاری ویأثم به المستمع و یحب انکاره فانه من اسوأ البدع وافحش الابداع۔ (مرقاۃ ص ۶۱۸۔ ج ۲)

رہا اس طرح سے گانا کہ حروف میں کمی وزیادتی کا خلل ہو جائے یہ تو

حرام ہے، پڑھنے والا فاسق ہوگا اور سننے والا گنہگار اور اظہار ناگواری واجب ہوگا اس لئے کہ یہ قبیح ترین اور فحش ترین بدعت ہے۔

خوش آوازی سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اس خوبی سے پڑھا جائے کہ سننے والا متاثر ہو اس کے معانی و مطالب کی بھی ساتھ ساتھ رعایت ہو دوران تلاوت اگر عذاب کی آیت آئے تو آواز سے خوف وخشیت ٹپکے اگر رحمت و بشارت کی آیت آئے تو لہجہ سے مسرت ظاہر ہو اگر سوال واستفہام کی آیت آئے تو اس طرح پڑھے کہ فقرے سے سوال و استفہام کا انداز پیدا ہو جائے۔خوش آوازی کا معیار اگلی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

خوش آوازی کا معیار:

(۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان من احسن الناس صوتا بالقراٰن الذی اذا سمعتموہ یقرأ حسبتموہ یخشی اللہ۔

(ابن ماجہ ص ۱۹۶۔الترغیب والترہیب ص ۱۸۱۔ج ۳۔عمدۃ القاری ص ۱۴۱۔ج ۲۰)

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا وہ شخص ہے جس سے تم جب پڑھتے سنو تو تم یہ خیال کرو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔

قاری کی قرأت سے اللہ کا خوف اور اس کی خشیت ظاہر ہو یہی خوش آوازی کا صحیح معیار ہے۔حضرت ابن طاؤس اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا کون ہے؟ حضور نے فرمایا۔

الذی اذا سمعتموہ رأیتہ خشی اللہ۔

(عمدۃ القاری ص ۱۴۱۔ج ۲۰)

وہ شخص کہ جب اس سے (قرآن) سنو تو خیال ہو کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

لا یسمع القرآن من احد اشھی ممن یخشی اللہ عزوجل۔

(عمدۃ القاری ص ۲۹۴۔ حاکم وفضائل القرآن از ابوالقاسم غافقی)

کسی سے بھی اتنا عمدہ قرآن نہیں سنا جا سکتا جتنا اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

دارمی کی روایت ہے حضرت طاؤس سے مرسلاً مروی ہے وہ کہتے ہیں حضور ﷺ سے سوال کیا گیا سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا اور قرأت (ترتیل وتجوید) میں سب سے اچھا کون ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا۔

من اذا سمعتہ یقرأ رأیت انہ یخشی اللہ۔

وہ شخص ہے کہ جب تم اس سے (قرآن) پڑھتے سنو تو تمہارا خیال ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔

حضرت طاؤس فرماتے ہیں حضرت طلق تابعی رضی اللہ عنہ اس معیار کے مطابق تھے۔

(مشکوٰۃ۔ص ۱۹۱)

علامہ ملا علی قاری خشیت الٰہی کی شرح فرماتے ہیں ''قرآن پڑھتے وقت قاری کا دل متاثر ہو اس پر خشیت کے آثار ظاہر ہوں مثلاً اس کا رنگ بدل جائے کثرت سے روئے۔'' حضرت طلق مذکور کے بارے میں علامہ طیبی فرماتے ہیں یہ ابوعلی طلق بن علی بن عمرو نخعی ہیں۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ طلق بن یمامہ قیس بن طلق کے والد ہیں۔

(مرقاۃ ص ۶۱۸۔ ج ۲)

بہرحال یہ ایسے قاری تھے کہ جب قرآن پڑھتے تو ان کی آواز وطرز سے خشیت

الٰہی ٹپکتی تھی۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث ہیں جن میں خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

خوش آوازی کی غیر معمولی اہمیت:

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما اذن اللّٰہ لشیءٍ ما اذن لنبیٍ ان یتغنیٰ بالقرآ۔

(بخاری ص ۷۵۱۔ ج ۲۔ الترغیب والترہیب ص ۱۷۹۔ ج ۳)

اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہ سنا جتنی توجہ سے ایک نبی کے خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کو سنا۔

۞ دوسری حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما اذن اللّٰہ لشیءٍ ما اذن لنبیٍ حسن الصوت یتغنیٰ بالقرآن یجھر بہ۔

(مسلم ص ۲۶۸۔ ج ۱۔ بخاری ص ۷۵۱۔ ج ۲۔ ابوداؤد ص ۲۳۲۔ ج ۱۔ نسائی ص ۱۵۷۔ ج ۱)

اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہ سنا جتنی توجہ سے ایک خوش آواز نبی کے اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے کو سنا جو بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا ہو۔

انبیاء کرام علیہم السلام جس خوش آوازی اور تلاوت کے حقوق و آداب کی رعایت کے ساتھ آسمانی کتابیں پڑھ سکتے ہیں ظاہر ہے کہ غیر نبی کے اس کمال و خوبی سے پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان دونوں حدیثوں میں فرمایا گیا کہ جس نبی نے بھی خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھا اس سے اللہ تعالیٰ اتنی خاص توجہ سے قرآن سنتا ہے کہ اس توجہ سے کسی

اور چیز کو نہیں سنتا۔ دونوں روایتوں میں ''تغنی بالقرآن'' کے الفاظ ہیں امام شافعی سے اس کا معنی منقول ہے۔ ''خوش آوازی سے قرآن پڑھنا''   (عمدۃ القاری ص ۴۰۔ ج ۲۰)

اس معنی کی تائید سنن ابوداؤد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ ابن ابوملیکہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں عبیداللہ بن ابویزید رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس سے ابولبابہ کا گزر ہوا ہم ان کے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کے اندر گئے ہم بھی ان کے پاس پہنچ گئے یکا یک ایک خستہ حال شخص کہہ رہا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے۔

لیس منا من لم یتغن بالقران۔

جو قرآن خوش آوازی کے ساتھ نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

وہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے ابوملیکہ سے کہا اے ابومحمد اگر کسی کی آواز اچھی نہ ہو تو آپ کیا کہیں گے انہوں نے فرمایا اپنے بس بھر وہ قرآن اچھی آواز سے پڑھے۔
(الترغیب والترہیب ص ۱۸۱۔ ج ۲)

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ تغنی بالقران سے مراد خوش آوازی سے قرآن پڑھنا ہے۔ ابن مبارک اور نصر بن شمیل کا بھی یہی قول ہے طرزوں کے ساتھ قرآن پڑھنے کی اجازت دینے والوں میں طبری کے ذکر کرنے کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کو یاد دلاؤ۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ قرآن پڑھتے اور طرز سے پڑھتے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ابوموسیٰ جیسی بہترین آواز میں قرآن پڑھ سکتا ہو وہ اس خوش آوازی سے قرآن پڑھے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ قرآن پڑھنے میں بڑے خوش آواز شخص تھے۔ ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے سامنے فلاں سورہ کی قرأت کرو انہوں نے پڑھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا مجھے تو خیال ہی نہ تھا کہ یہ سورہ بھی نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسود بن یزید ماہ

رمضان میں مسجدوں کے اندر اچھی آواز والے (حافظ) کو تلاش کرتے تھے۔ امام طحاوی نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے متعلق ذکر کیا ہے کہ یہ حضرات طرزوں کے ساتھ قرآن سنتے تھے۔ محمد بن عبدالحکیم نے کہا ہے کہ میں نے اپنے والد اور امام شافعی اور یوسف بن عمر کو طرزوں کے ساتھ قرآن سنتے دیکھا ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۱۴۱۔ ج ۲۰)

علامہ منذری لکھتے ہیں تغنی بالقران کا معنی ہے اپنی آواز قرآن کے ذریعہ بہتر بنانا اور اچھی آواز سے قرآن پڑھنا۔ سفیان بن عیینہ وغیرہ نے تغنی کو استغنا سے بتایا ہے یعنی قرآن کے ساتھ مستغنی ہونا اور اسے لے کر بے نیاز ہو جانا جس کا معنی یہ ہے کہ ایک بندۂ مومن قرآن لے کر بے نیاز ہو جائے کسی اور کا محتاج نہ رہ جائے۔ ابن جریر طبری نے یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

ما اذن الله ما اذن لنبي حسن الترنم بالقران۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۸۰۔ ج ۳)

اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہ سنا جتنی توجہ سے ایک نبی سے قرآن سنا جو قرآن اچھے ترنم سے پڑھنے والا ہو۔

علامہ طبری نے اس حدیث کے تحت فرمایا معقول یہ ہے کہ ترنم آواز ہی سے پیدا ہوگا جب کوئی آواز بنائے اور اس کے ساتھ طرب میں آئے۔

(عمدۃ القاری ص ۱۴۱۔ ج ۲۰)

بلا آواز ترنم کا کوئی امکان ہی نہیں اس لئے تغنی بالقران کا معنی ہے اچھی آواز سے قرآن پڑھنا۔ اوپر کی دوسری حدیث کے الفاظ "یجہر بہ" کے معنی کے طور پر ہیں۔ علامہ کرمانی فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن بہترین، غم آفریں اور رقت انگیز آواز کے ساتھ پڑھا جائے اور یہ مستحب ہے جب تک قرأت طرز کے ساتھ قرأت کے دائرہ میں

رہ سکے اگر قاری دائرہ قرأت سے باہر نکل جائے اس حد تک کہ کوئی حرف بڑھا دے یا کوئی حرف گھٹا دے تو ایسی قرأت حرام ہوگی۔ (عمدۃ القاری ص ۱۴۱۔ ج ۲۰)

دونوں حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جب خوش آوازی سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ غیر معمولی توجہ سے قرآن سنتا ہے پھر انبیاء کے بعد جو لوگ بھی خوش آوازی کے ساتھ قرآن کی قرأت کریں گے ان سے اللہ تعالیٰ خاص توجہ سے قرآن سنے گا اور ان پر اس کی خاص عنایات ہوں گی اگلی حدیثیں بھی خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے کی تائید و ترغیب میں ہیں۔

اچھی آواز قرآن کی آرائش ہے:

(۳۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

زینوا القرآن باصواتکم۔

(الترغیب والترہیب ص ۱۸۰۔ ج ۳۔ ابوداؤد ص ۲۳۱۔ نسائی ص ۱۵۷۔ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۹۶)

قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

گویا یوں کہ تم اپنی اچھی آوازوں سے قرآن کو زینت بخشو لیکن کیا کسی قاری کی قرأت سے قرآن کی زینت میں کچھ اضافہ ہو بھی سکتا ہے اسی لئے علامہ خطابی نے فرمایا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے۔

زینوا اصواتکم بالقرآن۔

تم قرآن سے اپنی آوازوں کو زینت بخشو۔

بہت سے آئمہ حدیث نے حدیث کا یہی مطلب بتایا ہے وہ فرماتے ہیں یہ باب قلب سے ہے جیسے یوں کہتے ہیں۔

عرضت الناقة علی الحوض۔

میں نے حوض کے سامنے اونٹنی پیش کی۔

مطلب یہ ہے کہ میں نے حوض کو اونٹنی کے لئے پیش کیا یا یہ کہتے ہیں۔ اذا طلعت الشعرٰی واستوی العود علی الحرباء۔ جب شعرٰی (ستارہ) طلوع ہوگا اور لکڑی گرگٹ پر ٹھیک بیٹھ جائے گی تو ایسا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ گرگٹ لکڑی پر ٹھیک بیٹھ جائے گا۔ پھر خطابی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت شعبہ سے روایت کی ہے۔ شعبہ کہتے ہیں مجھے حضرت ایوب نے "زینوا القران باصواتکم" کی حدیث بیان کرنے سے منع کیا ہے۔

اس کے بعد علامہ خطابی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

زینوا اصواتکم بالقران۔

تم قرآن سے اپنی آوازوں کو زینت بخشو۔

معنی یہ ہے کہ تم اپنی آوازوں کو قرآن پڑھنے میں لگاؤ، اس کا لہجہ بناؤ اور اس کو شعار اور زینت بناؤ۔ (الترغیب والترھیب ص ۱۸۱۔ ج ۳)

قاضی (عیاض) نے بھی اس حدیث کو باب قلب سے شمار کیا ہے اور یہی مفہوم بتایا ہے اور حضرت براء ہی کی دوسری روایت کو دلیل بنایا ہے علامہ ملا علی قاری نے حدیث کا معنی یہ لکھا ہے کہ تم اپنی آواز کے حسن سے قرآن کے حسن و زینت کو ظاہر کرو۔

(مرقاۃ ص ۶۱۴۔ ج ۲)

گویا حسن و زینت قرآن کے اندر موجود ہے لیکن اس کا ظہور اچھی آواز کے ذریعہ ہوتا ہے۔

مذکورہ حدیث ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے ساتھ امام احمد، دارمی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کی ہے، دارمی اور حاکم کی روایت میں اتنے الفاظ اور ہیں۔

فان الصوت الحسن یزید القراٰن حسنا۔

(قرآن کو اپنی اچھی آوازوں سے زینت بخشو) اس لئے کہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔

حدیث کے اسی ٹکڑے کی وجہ سے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں مذکورہ حدیث کا اگر ظاہری معنی مراد لیا جائے (کہ تم قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو) تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ جو چیز کسی چیز کو زینت دیتی ہے وہ اصل چیز کے تابع ہوتی ہے مثلاً زیور دلہن کے لئے زینت ہے مگر ظاہر ہے کہ دلہن اصل ہے اور زیور تابع ہے یا یہ کہ حدیث میں قرآن سے مراد قرأت قرآن ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنی آوازوں سے قرآن پڑھنے میں حسن پیدا کرو اور ظاہر ہے کہ پڑھنا بندے کا فعل ہے۔

(اشعۃ اللمعات ص۱۶۳۔ ج۲ ولمعات)

اور یہی ہونا بھی چاہئے اس لئے کہ ایسی متعدد روایتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمدہ آواز قرآن کی زینت یا قرآن کا زیور ہے طبرانی کی روایت ہے۔

حسن الصوت زینۃ القراٰن۔

آواز کا حسن قرآن مجید کی زیبائش ہے۔

عبدالرزاق کی روایت ہے۔

لکل شیٔ حلیۃ و حلیۃ القراٰن الصوت الحسن۔

ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔

جس طرح آرائش و زیبائش کے لباس اور زیور عورتوں کے حسن میں اضافہ کر دیتے ہیں اسی طرح خوش آوازی بھی قرأت قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔

(مرقاۃ ص۶۱۴۔ ج۲)

علامہ ملا علی قاری نے مذکورہ حدیث کے تحت ''غنیۃ'' کے حوالہ سے ایک واقعہ نقل

کیا ہے۔ سیدنا وسیدنا ومولانا قطب ربانی، غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی روّح اللہ روحہ ورزقنا فتوحہ نے اپنی کتاب ''الغنیة الذی فیه للمساکین المنیة ''میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ایک دن کوفہ کے قریب ایک مقام سے گزرے اس وقت (وہاں کے) بے راہ روقسم کے لوگ ایک شخص کے گھر میں اکٹھا ہو کر شراب پی رہے تھے ان کے ساتھ ایک گویا بھی تھا اس کا نام زاذان تھا وہ باجے کے ساتھ اچھی آواز میں گا رہا تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے سنا فرمایا یہ کیا خوب آواز ہے۔ کاش یہ آواز کتاب اللہ کی قرأت میں ہوتی تو کچھ اور ہی بات ہوتی۔ (یہ فرمانے کے بعد) اپنی چادر اس (گویئے) کے سر پر ڈال دی اور چلے گئے (حضرت عبداللہ کی) یہ آواز زاذان نے سنی تو پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس نے پوچھا انہوں نے کیا فرمایا ہے لوگوں نے کہا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے یہ کیا خوب آواز ہے کاش یہ کتاب اللہ کی قرأت کے ساتھ ہوتی تو کچھ اور ہی بات ہوتی۔

(یہ سننا تھا کہ) اس کے دل میں ہیبت پیدا ہوئی وہ اٹھا باجے کی لکڑی زمین پر پھینک کر توڑ ڈالی پھر حضرت عبداللہ کی خدمت میں پہنچا اور رومال اپنی گردن پر رکھا اور حضرت عبداللہ کے سامنے رونے لگا حضرت عبداللہ نے اسے گلے سے لگا لیا اور دونوں رونے لگے پھر حضرت عبداللہ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی میں اس سے کیوں نہ محبت کروں گا۔ پھر زاذان نے گانے بجانے سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ کی صحبت اختیار کر لی اور قرآن کی تعلیم حاصل کی اور علم کے اندر ایسا کمال پیدا کیا کہ درجہ امامت تک پہنچے۔

(مرقاۃ ص ۶۱۵ ج ۲)

اس روایت سے بھی خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب ثابت ہوتی ہے۔

بعض روایتوں میں غم وحزن کے ساتھ قرآن پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

تلاوت کرنے والے پر غم کا اثر ہونا چاہیئے:

(۳۴) حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے۔

ان هذا القرآن نزل بحزن فاذا قرأتموه فابكوا فان لم تبكوا فتباكوا و تغنوه فمن لم يتغن بالقرآن فليس منا۔

(ابن ماجہ ص ۹۶۔ الترغیب والترہیب ص ۱۱۸۔ ج ۳)

یقیناً یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا۔ اس لئے جب تم قرآن پڑھو تو رویا کرو اگر تم نہ روسکو تو رونے کی کوشش ہی کرو اور تم اسے خوش آوازی سے پڑھو کیونکہ جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

قرآن اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ آواز سے سوز و درد اور حزن وغم ظاہر ہو اور دوران تلاوت رونا بھی چاہیئے اگر تلاوت کرنے والے میں اتنی رقت پیدا نہ ہو کہ وہ رو سکے تو اسے رونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس حدیث کا اخیر ٹکڑا ''تم قرآن خوش آوازی سے پڑھو کیونکہ جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' اس کا ایک مفہوم تو وہی ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے جس کے راجح اور صحیح تر ہونے کی وجہیں لکھی جا چکیں۔ اس کے علاوہ علامہ ملا علی قاری نے فتح الباری کے حوالہ سے چھ اور معنی اور مفہوم تحریر کئے ہیں۔

(۱) جو قرآن آواز سے نہ پڑھے۔ (۲) جو قرآن لے کر اس کے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے اور کسی کا محتاج نہ رہے۔ (۳) جو قرآن کے ساتھ گنگنائے نہیں۔ (۴) جو قرآن کے ذریعہ نفس کی بے نیازی کا متلاشی ہو۔ (۵) جو قرآن سے مالداری اور ثروت کی امید نہ رکھے۔ حضور فرماتے ہیں اس قسم کے بھی لوگ ہم میں سے نہیں، ایک معنی وہ ہے جو

حدیث کے ابتدائی حصہ سے ہم آہنگ ہے یعنی جو قرآن غم وحزن کے انداز میں نہ پڑھے یا دوران تلاوت اس کے اندر غم وحزن کی کیفیت پیدا نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں۔

(مرقاۃ ص ۶۱۴۔ ج ۲)

امام احمد اور بیہقی کی روایت میں ''ان القرآن نزل بحزن'' کے بعد کآبۃ کا لفظ بھی ہے۔ ''کآبۃ'' کے معنی بھی غمگین اور افسردہ ہونے کے ہیں گویا قرآن غم اور افسردگی کے ساتھ نازل ہوا۔ طبرانی کی روایت ہے۔

احسن الناس قرأۃ من قرأ القرآن یتحزن فیہ۔

(مرقاۃ۔ ص ۶۱۵۔ ج ۲)

سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا وہ ہے جو قرآن اس طرح پڑھے کہ اس سے غم وحزن ظاہر ہو۔

قرآن پڑھنے والا شاداں اور فرحاں کھیلنے والے کی طرح نہ معلوم ہو بلکہ غمگین اور افسردہ نظر آئے۔ ابویعلیٰ نے روایت کی ہے۔

اقرؤا القرآن بالحزن فانہ نزل بالحزن۔

تم قرآن غم کے ساتھ پڑھو اس لئے کہ وہ غم کے ساتھ نازل ہوا۔

قرأت قرآن سن کر آبدیدہ ہونا سنت ہے:

(۳۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہو علی المنبر اقرأ علی قلت اقرأ علیک و علیک انزل قال انی احب ان اسمعہ من غیری فقرأت سورۃ النسأء حتی اتیت الیٰ ھٰذہ الأیتہ ''فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید و جئنابک علیٰ ھؤلآء

شهیدا'' قال حسبک الأن فالتفت الیه فاذا عیناه تذر فان۔

(بخاری ص ۷۵۵۔ ج ۲۔ مسلم ص ۲۷۰۔ ج ۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۰)

مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب آپ منبر پر تشریف فرما تھے مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا کیا میں آپ کو قرآن سناؤں جبکہ قرآن آپ پر ہی نازل ہوا ہے حضور نے فرمایا کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں پھر میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی جب میں اس آیت تک پہنچا ''تو کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو (اے نبی) ان لوگوں پر گواہ بنائیں گے'' حضور نے فرمایا بس اتنا کافی ہے میں نے حضور کی طرف نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔''

جب نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے معذرت کی کہ حضور پر قرآن اترا ہے حضور ہی پڑھنے کا حق ادا کر سکتے ہیں حکمت حکیم کی زبان پر جاری ہو تو زیادہ شیریں ہوتی ہے اور حبیب کا کلام حبیب کی زبان پر زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن وحدیث پڑھانے کے سلسلے میں اسلاف کرام کا طریقہ یہی ہوتا کہ وہ قرآن وحدیث خود پڑھتے اور شاگردان سے سنتے اور وہ ان سے تیزی کے ساتھ محفوظ کرتے۔ (مرقاۃ ص ۶۱۲۔ ج ۲)

لیکن حضور ﷺ اس وقت سننے کے مزاج میں تھے اس لئے فرمایا میں کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں اس کی وجہیں مختلف ہو سکتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی کہ قرآن سننا بھی سنت رسول ہو جائے گویا قرآن پڑھنا بھی عبادت اور اس کا سننا بھی عبادت بن جائے۔ اسی لئے بعض کا کہنا ہے کہ سننا پڑھنے سے افضل ہے۔ علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ اس وقت ہوگا جب سننا تعلیم دینے کے لئے کامل ترین انداز میں ہو، اسی سے متاخرین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ قرآن وحدیث شاگردوں سے سنتے ہیں۔ (مرقاۃ ص ۶۱۲۔ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تعمیل حکم کے لئے میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی جب آیت کریمہ **فکیف اذاجئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علیٰ ھؤلآء شھیدا۔** (سورۂ نسآء ۴۱)

میں نے پڑھی ''اس وقت کا عالم کیا ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ اس قوم کے نبی کو لائیں گے اور ان انبیاء کے لئے آپ کو گواہ بنائیں گے۔'' پچھلے انبیاء کرام اپنی اپنی قوموں کے کفر و طغیان، فساد عقائد اور بد اعمالی کے خلاف جب اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء کی گواہی پر مہر تصدیق ثبت کریں گے۔

آیت کریمہ کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ روز قیامت ہر نبی اپنی اپنی قوم کے حق میں یا ان کے خلاف گواہ ہوں گے۔ جب امت محمدیہ پچھلی قوموں کے خلاف گواہی دے گی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے اور ان کی گواہی کی توثیق کریں گے۔

(اشعۃ اللمعات ص ۱۶۰۔ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں اس آیت کریمہ تک پہنچا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا بس کرو اتنا ہی کافی ہے اس لئے کہ میں اس آیت پر غور و فکر کر رہا ہوں آنکھیں بے قابو ہوتی جارہی ہیں قرآن سننے کا میرا حال نہیں رہ گیا ہے۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آبدیدہ ہونے کی وجہ علامہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں کہ یا تو اپنی امت پر رحم آیا یا اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے ظاہر ہونے کا اندیشہ ہوگیا اس لئے حضور پر یہ کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ امام نووی نے فرمایا ہے بہت سے ایسے لوگ رہے ہیں جنہوں نے دوران تلاوت ایک زور کی چیخ ماری اور کچھ لوگ تو ایسے بھی گزرے ہیں جو اسی میں جاں بحق ہوگئے۔ (مرقاۃ ص ۶۱۲۔ ج ۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوران تلاوت رونا سنت ہے مذکور آیت ہی پر پہنچ

کر حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ کو کیوں روکا اس کی وجہ علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں اس آیت کے اندر عبرت ونصیحت سے روشناس کرانا تھا اس لئے حضور ﷺ رو پڑے اور آپ کا آبدیدہ ہونا عبرت ونصیحت ہی کے معنی کا اشارہ کر رہا ہے، روز قیامت کی ہولنا کی اور پریشاں حالی کا نقشہ جیسے حضور کی نظروں کے سامنے گھوم گیا تھا جس دن کی پریشاں حالی کے باعث حضور ﷺ اپنی امت کے لئے اس وجہ سے گواہی دیں گے کہ امت نے حضور ﷺ کی تصدیق کی ہے اور آپ پر ایمان لائی ہے اور ان کے لئے شفاعت کا سوال کریں گے کہ انہیں موقف کی طوالت اور دہشت نا کی سے نجات اور راحت بہم پہنچائیں۔ یہ ایک ایسا نازک مرحلہ ہے جس کے لئے آپ کا رونا اور غمگین و دل فگار ہونا فطری امر ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۵۷۔ ج ۲۰)

محمد بن فضالہ ظفری کی روایت میں آیا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور ﷺ بنی ظفر میں تھے۔ ابن ابو حاتم طبرانی وغیرہ نے یونس بن محمد فضالہ کی سند سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ بنی ظفر میں تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ اور بھی تھے حضور ﷺ نے ایک قاری کو حکم دیا اس نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے پڑھتے اس آیت تک پہنچے۔ ''فکیف اذا جئنا من کل امۃٍ بشھید'' تو حضور اس قدر روئے کہ حضور کے رخسار تر ہو گئے اور داڑھی بھیگ گئی اس کے بعد فرمایا اے میرے رب میں ان کا تو گواہ ہوا جو میرے سامنے ہیں لیکن ان کا گواہ کیسے ہوسکتا ہوں جنہیں میں نے دیکھا نہیں۔ ابن مبارک نے ''الزھد'' میں سعید بن مسیّب کی سند سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا روزانہ صبح وشام حضور ﷺ کی خدمت میں آپ کی امت پیش ہوتی ہے اور آنحضور ﷺ ان کو ان کی علامت اور اعمال سے شناخت فرما لیتے ہیں اسی لئے حضور ان کے گواہ ہوں گے اس روایت سے ابن فضالہ والی حدیث کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۶۰ ۔ ج ۲۰)

جس سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے:

(۳۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الذی لیس فی جوفه شیء من القرآن کالبیت الخرب۔

(دارمی ص۴۲۲ مطبع نظامی کانپور۔ ترمذی ص۱۱۵۔ ج۲۔ مشکوٰۃ ص۱۸۶۔ الترغیب والترہیب ص ۱۷۵۔ ج۳۔ ومستدرک ص۵۵۴۔ ج۱۔ از حاکم)

بلاشبہ وہ شخص جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

جو دل قرآن سے خالی ہے وہ ایک ویرانہ ہے۔ علامہ ملا علی قاری اس کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ دلوں کی آبادی ایمان اور تلاوت قرآن سے ہوتی ہے۔ اور باطن کی زینت حق اور صحیح عقائد اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنے سے ہوتی ہے اور جب یہ باتیں نہ ہوں گی تو دل ویرانے ہوں گے۔ (مرقاۃ ص۵۹۰۔ ج۲)

جن گھروں میں انسان آباد نہیں رہتے وہ گھر جنوں اور شیطانوں کا بسیرا بن جاتے ہیں گویا حدیث میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ جن دلوں میں قرآن نہیں ان پر شیطانوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ قرآن جس سینے میں ہوتا ہے وہ اپنے اندر کی چیزوں کی کمی بیشی کے مطابق آباد اور آراستہ ہوتا ہے اور جب وہ تصدیق، اعتقاد حق اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر اور اس کی محبت سے خالی ہو جاتا ہے تو وہ سامان و زینت سے خالی ویران گھر کی طرح ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ ص۵۹۰۔ ج۲)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو گھر قرآن سے خالی ہے وہ سب سے زیادہ خالی گھر ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان اصفر البیوت بیت لیس فیه شی من کتاب اللّٰہ۔

(مستدرک ص۵۶۶۔ ج۱۔ رواہ الحاکم موقوفاً وقال رفعه بعضهم والترغیب والترہیب ص۲۰۵۔ ج۳)

یقیناً گھروں میں سب سے زیادہ خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ کی کتاب کا کوئی حصہ نہیں۔

جس گھر میں قرآن نہیں اور نہ ہی اس میں کسی اور طرح قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ دنیا کے گھروں میں سب سے خالی گھر ہے۔ امام غزالی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہل خانہ کے ساتھ وسیع ہو جاتا ہے اس کی خیر و برکت بڑھ جاتی ہے اس میں فرشتے آتے اور شیطان اس سے نکل بھاگتے ہیں اور وہ گھر جس میں کتاب اللہ کی تلاوت نہیں ہوتی وہ اہل خانہ کے ساتھ تنگ ہو جاتا ہے اس کی خیر و برکت کم ہو جاتی ہے اور اس سے فرشتے چلے جاتے ہیں اور اس میں شیطان آ جاتے ہیں۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۰۔ ج ۱)

○ دوسری طرف اس پر غور کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بين جنبيه غير انه لا يوحىٰ اليه لا ينبغي لصاحب القرآن ان يجد مع من وجد ولا يجهل مع من جهل و في جوفه كلام الله۔

(الترغیب و الترہیب ص ۱۶۹۔ ج ۳۔ مستدرک ص ۵۵۲۔ ج ۱۔ از حاکم مطبوعہ المطبوعات الاسلامیہ حلب)

جس نے قرآن پڑھا تو گویا اس نے اپنے پہلوؤں میں (علم) نبوت رکھ لیا۔ ہاں اس کے پاس وحی نہ آئے گی (اس لئے) صاحب قرآن کو غصہ ہونے والوں کے ساتھ غصہ نہ ہونا چاہئے اور نہ جہالت کرنے والوں کے ساتھ جہالت کرنی چاہئے اس عالم میں کہ اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کا کلام موجود ہے۔

قرآن سے خالی سینہ ایک ویرانہ ہے اور قرآن والے سینے کی قدر و قیمت اور

رفعت وعظمت اتنی بڑھ جاتی ہے جیسے اس کے اندرون میں نبوت آ گئی ہو اس لئے اسے انبیاء جیسے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے اور بہت سنجیدہ ہو کر عام انسانوں سے بلند اور اخلاق فاضلہ کا پیکر بن جانا چاہئے۔ غصہ ور اور غیر سنجیدہ لوگوں کے ساتھ اسے نہ غصہ ہونا چاہئے اور نہ جہالت سے پیش آنے والوں کے ساتھ جہالت سے پیش آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے سینے میں ہو اور پھر وہ کوئی ایسا کام کر بیٹھے جس سے قرآن اِباء کرے یا اس کا عمل قرآنی تعلیمات سے ٹکرا رہا ہو۔ دونوں حدیثوں کو پیش نظر رکھا جائے تو حامل قرآن کے لئے عرش کی سی بلندی اور قرآن سے خالی سینے کے لئے تحت الثریٰ کی سی پستی کا اندازہ اچھی طرح کیا جا سکتا ہے گویا یہ حدیثیں اہل ایمان کو اپیل کر رہی ہیں کہ کون ہے جو اپنے سینے میں قرآن رکھ کر نبوی عظمت وجلال کا اسے گنجینہ بنائے اور کون ہے جو اپنے سینے کو اس سے خالی رکھ کر ایک خانہ خراب بنا لے۔

غفلت سے قرآن جلد فراموش ہو سکتا ہے:

(۳۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تعاهدوا القران فو الذي نفسي بيده لهو اشد تفصيا من الابل في عقلها۔

(بخاری ص ۷۵۳۔ ج ۲۔ مسلم ص ۲۶۷۔ ج ۱۔ مشکوۃ ص ۱۹۰۔ ومسند امام احمد)

تم قرآن سے تعلق باقی رکھو اس کو مستقل پڑھتے رہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً قرآن پیروں میں بندھن لگے ہوئے اونٹوں سے نکل بھاگنے میں کہیں زیادہ تیز ہے۔

قرآن ذہنوں سے بہت تیز نکل جاتا ہے۔ اس مفہوم کو ایک موثر مثال سے سمجھایا گیا ہے جن اونٹوں کے پاؤں رسی سے بندھے ہوں انہیں اگر تھوڑی سی مہلت مل جائے تو

کتنی تیزی سے کسی طرف نکل بھاگتے ہیں اسی طرح قرآن بھی ذہنوں سے بہت تیزی سے نکلتا ہے۔ اس لئے تم اس سے برابر تعلق اور سابقہ رکھو، اس کا جائزہ لیتے رہو اس کو مسلسل اور مستقل پڑھتے رہو اس سے ہمیشہ وابستگی اور ربط باقی رکھو۔ جہاں تعلق ٹوٹا وہ ذہنوں سے نکلا۔ حافظ قرآن اس حدیث کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اس کا تو ہم اور آپ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ عموماً حافظ قرآن جو ہمیشہ پڑھتے رہتے ہیں رمضان المبارک سے پہلے خاصی محنت کرتے ہیں تب کہیں وہ اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ تراویح پڑھا سکیں آخر وہ ذہنوں سے کیوں اس طرح نکلتا ہے۔

علامہ طیبی اس کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن انسان کا کلام نہیں بلکہ وہ قضا وقدر اور قوت وتوانائی پیدا کرنے والے کا کلام ہے اس کے اور انسان کے درمیان کوئی قریبی مناسبت نہیں کیونکہ انسان حادث ہے اور خالق قدیم ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل وکرم سے انسانوں پر بڑا احسان فرمایا اور ان کو یہ عظیم نعمت مرحمت فرمائی۔ اس لئے انسان کو حفظ کے لئے قرآن سے سابقہ اور ہمیشہ اس کی نگہداشت اور امکان بھر اس سے تعلق باقی رکھنا چاہئے۔ (مرقاۃ ص ۶۰۹۔ ج ۲)

بخاری ومسلم کی دوسری روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا صاحب قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ہے اگر اونٹ والا اس کی حفاظت اس کی دیکھ ریکھ اور نگہداشت رکھتا ہے تو وہ اس کو روکے رکھتا ہے اور اگر وہ اسے چھوڑ دیتا ہے تو وہ نکل بھاگتا ہے۔ مسلم کی ایک اور روایت میں ہے جب صاحب قرآن اس کا اہتمام کرتا ہے تو اس کو دن رات پڑھتا ہے تو اسے یاد رہتا ہے اور جب اس کا اہتمام ترک کر دیتا ہے تو وہ اسے بھول جاتا ہے۔ بخاری ص ۷۵۲ ج ۲ مسلم ص ۲۶۷۔ ج ۱۔ الترغیب والترہیب ص ۱۷۹۔ ج ۳)

کسی کو یہ نہ کہنا چاہئے کہ میں قرآن بھول گیا:

(۳۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بئسما لاحد یقول نسیت اٰیۃ کیت و کیت بل ھو نسی استذکروا القراٰن فلھو اشد تفصیا من صدور الرجال من النعم بعقلھا۔

(بخاری ص۷۵۲۔ج۲۔ مسلم ص۲۶۷۔ج۱۔الترغیب والترھیب ص۱۷۹۔ج۳)

کسی کے لئے یہ بری بات ہے کہ وہ کہے میں یہ اور وہ آیت بھول گیا بلکہ اسے بھلا دی گئی تم قرآن کو خوب یاد کرتے رہو کیونکہ وہ بلاشبہ رسیوں سے بندھے ہوئے اونٹوں سے کہیں تیز نکل بھاگنے والا ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن حفظ کر کے بھول جائے تو اسے یہ نہ کہنا چاہئے کہ میں قرآن بھول گیا بلکہ قرآن مجھ سے بھلا دیا گیا۔ جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے۔

لا یقل احدکم نسیت اٰیۃ کذا بل ھو نسی۔

(بخاری ص۷۵۳۔ج۲۔مسلم ص۲۶۸۔ج۱)

تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اس سے وہ بھلا دی گئی۔

علامہ قرطبی نے دونوں معنی کی وضاحت کی ہے فرماتے ہیں اگر وہ یہ کہتا ہے کہ قرآن مجھ سے بھلا دیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس سے تعلق باقی رکھنے اور اس کو اچھی طرح یاد کرنے میں کوتاہی کی اس لئے اس کو بھول جانے کی سزا دی گئی اور اگر وہ یہ

کہتا ہے کہ میں بھول گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اس نے چھوڑ دیا اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ (عمدۃ القاری ص ۴۸۔ ج ۲۰)

گویا جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں قرآن بھول گیا تو وہ دراصل یہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن چھوڑا اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور ظاہر ہے کہ ایک اہل ایمان کا یہ کہنا مناسب نہیں اور جب وہ یہ کہتا ہے کہ مجھ سے قرآن بھلا دیا گیا تو گویا وہ کہتا ہے قرآن سے غفلت اور کوتاہی کی مجھے سزا ملی۔ اسی لئے امام نووی نے فرمایا ہے کہ یہ کہنا کہ میں فلاں آیت بھول گیا مکروہ ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ مجھ سے فلاں آیت بھلا دی گئی۔ (مرقاۃ ص ۶۱۰۔ ج ۲)

عینی میں ہے کہ مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۴۸۔ ج ۲۰)

علامہ طیبی نے فرمایا ہے یہ کہنا کہ قرآن مجھ سے بھلا دیا گیا اشارہ کرتا ہے کہ حفظ برقرار رکھنے اور پابندی سے قرآن پڑھنے میں اس نے کوتاہی نہیں کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اس سے قرآن بھلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما ننسخ من ایۃ او ننسھا نات بخیر منھا۔ (البقرہ:۱۰۶)

جس آیت کو بھی ہم منسوخ کرتے یا اس کو بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں۔

اور میں بھول گیا کہنا یہ بتاتا ہے کہ اس نے قرآن سے [illegible] تعلق نہ رکھا [illegible] غفلت برتی۔ (مرقاۃ۔ ص ۶۱۰۔ ج ۲)

علامہ خطابی نے فرمایا ہے جب کوئی قرآن بھول جائے تو یہ کہے قرآن [illegible] بھلا دیا گیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کو کسی گناہ یا قرآن سے صحیح وابستگی نہ رکھنے کی [illegible] ملی ہے۔ (عمدۃ القاری۔ ص ۴۸۔ ج ۲۰)

یہ معنی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیا گیا ہے۔

اتتك ایاتنا فنسیتها و كذلك الیوم تنسیٰ۔ (طٰہٰ ۱۲۶)

تمہارے پاس ہماری آیتیں پہنچیں تو تم بھول گئے ایسے ہی آج تم کو بھلایا جارہا ہے۔ (یعنی بھولنے کی سزا دی جارہی ہے)

اور اس حدیث مشہور سے بھی ماخوذ و مستفاد ہے۔

عرضت علی ذنوب امتی فلم ار اعظم ذنبا من رجل اوتی ایته فنسیها۔ (مرقاۃ۔ص ۶۱۰۔ ج ۲)

میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کئے گئے تو سب سے بڑا گنہگار اس شخص کو دیکھا جس کو کوئی آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا۔

اوپر کی حدیث میں قرآن بھولنے والے کو کیا کہنا چاہئے اس کو اس کی تعلیم دی گئی ہے اور ساتھ ہی قرآن یاد کرنے والے اور حفاظ کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ اسے خوب یاد کریں کیونکہ قرآن بندھے ہوئے اونٹوں اور چوپایوں سے بھی کہیں تیز ذہنوں سے نکل بھاگنے والا ہے۔

مذکورہ تینوں حدیثوں میں تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ یہی بات کہی گئی ہے کہ کچھ حصہ قرآن کے حافظ یا پورے قرآن کے حافظ کو بار بار اور مستقل قرآن پڑھتے اور دہراتے رہنا چاہئے ورنہ وہ ذہن سے بہت جلد نکل جاتا ہے اور قرآن بھولنے والا سخت گنہگار ہے اس کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں ان میں ایک مشہور حدیث کا ایک ٹکڑا گزرا پوری حدیث اس طرح ہے۔

قرآن بھول جانا سب سے بڑا گناہ ہے:

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجها الرجل من المسجد و عرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورة

من القرآن او اٰیة اوتیها رجل ثم نسیها۔

(ترمذی ص ۱۱۵۔ ج ۲۔ الترغیب والترہیب ص ۱۷۶۔ ج ۳۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، و مرقاۃ ص ۶۱۵۔ ج ۲)

میرے سامنے میری امت کے اجروثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا بھی جسے آدمی مسجد سے نکال پھینکتا ہے اور میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے سب سے بڑا یہ گناہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی سورہ یا کوئی آیت کسی کو دی گئی (اس کو یاد کیا) پھر وہ اسے بھول گیا۔

مسجد کی صفائی کا اجروثواب بھی کم نہیں اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کسی شخص نے اگر مسجد سے ایک تنکا بھی باہر پھینکا اسے بھی میں نے اس کے نامہ اعمال میں لکھا دیکھا اور فرمایا جب میری امت کے گناہ میرے سامنے پیش ہوئے تو اپنی امت کے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورۃ یا آیت ملی پھر وہ فراموش کر گیا قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جتنا عظیم اجروثواب ہے۔ قرآن بھول جانے پر اس کا وبال بھی اسی انداز وحساب سے ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من امری یقرأ القراٰن ثم ینساہ الا لقی اللہ اجذم۔

(ابوداؤد ص ۲۳۲۔ ج ۱۔ الترغیب والترہیب۔ ص ۱۷۶۔ ج ۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۔ دارمی)

جو انسان بھی قرآن پڑھے پھر اسے بھول جائے وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔

حدیث میں ''اجذم'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کا ایک معنی کوڑھی جیسا کہ ترجمہ کیا گیا۔ علامہ ابن قتیبہ نے بھی یہی معنی بتایا ہے، علامہ خطابی ابوعبیدہ سے نقل کرتے ہیں کہ ''اجذم'' کا معنی ہاتھ کٹا ہوا آدمی۔ گویا جو قرآن پڑھ کر بھلا دے وہ قیامت کے دن

کوڑھی یا ہاتھ کٹا ہو کر اللہ تعالیٰ کے روبرو ہوگا۔

(الترغیب والترہیب ص۱۷۶۔ج ۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بھیانک انجام سے بچائے اور ہمیں قرآن یاد رکھنے کی توفیق بخشے، آمین۔

تیسرا باب

سورتوں کے فضائل

قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل ہوسکتا ہے:

اس سے قبل کہ سورتوں کے فضائل کا آغاز کیا جائے ایک مختصر سی گفتگو یہ پیش کی جاتی ہے کہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اسلاف کا اختلاف رہا ہے۔

امام مالک، امام ابوالحسن اشعری، قاضی ابوبکر باقلانی اور محدث ابن حبان وغیرہم کا مذہب یہ ہے کہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل نہیں ہوسکتا ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ کم فضیلت کا حامل حصہ افضل کے درجہ سے ناقص ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور اس کے کلام میں کوئی نقص نہیں ہوسکتا۔

جمہور کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل ہوسکتا ہے۔ احادیث کے ظاہری الفاظ اس کا بھرپور ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ بخاری کی حدیث میں ہے۔ سورۂ فاتحہ سب سے عظیم سورہ ہے۔ علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ بعض قرآن کے دوسرے سے افضل ہونے پر یہ حدیث بھی بطور دلیل پیش کی گئی ہے۔ اشعری اور ایک جماعت نے اسے ممنوع قرار دیا ہے ان کی دلیل ابھی گزر چکی، علامہ عینی ان کا جواب یہ دیتے ہیں کہ افضلیت کا تعلق عبادت گزاروں کے نفع وثواب سے ہے معنی اور صفت سے اس کا تعلق نہیں۔

کچھ حضرات نے اس آیت کریمہ سے افضلیت پر استدلال کیا ہے۔

نأت بخیر منھا او مثلھا۔ (البقرۃ ۱۰۶)

ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی کی مثل لاتے ہیں۔

علامہ عینی اس کا بھی جواب دیتے ہیں کہ بہتر ہونے کا تعلق بندوں کے نفع اور ان کے لئے آسان ہونے سے ہے۔ اصل کلام سے اس کا تعلق نہیں۔

(عمدۃ القاری ص ۴۵۹۔ ج ۸)

ابوداؤد طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، بیہقی، مسلم، ابوداؤد اور حاکم کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا ابا المنذر اتدری ای آیۃ معک فی القرآن اعظم قال آیۃ الکرسی قال لیھنک العلم یا ابا المنذر۔

اے ابومنذر تمہارے ساتھ قرآن کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے ابو منذر ابی بن کعب نے عرض کیا آیت الکرسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابومنذر تمہیں یہ علم مبارک ہو۔

علامہ خازن اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔ علماء نے فرمایا آیت الکرسی قرآن کی عظیم ترین آیت کی حیثیت سے ممتاز اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی اسماء و صفات مثلاً الٰہیت، وحدانیت، حیات، قیومیت، مالکیت، قدرت اور مشیت ان سبھی کو یہ آیت اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے بنیادی اسماء وصفات ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں جن جن چیزوں کا ذکر ہے ان میں سب سے عظیم خداوند کریم ہے اس لئے اس کا ذکر مثلاً توحید و تعظیم یہ بھی دیگر تمام اذکار سے عظیم ہوگا۔ جو حضرات بعض قرآن کا بعض سے افضل ہونا جائز کہتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔

بعض قرآن کا بعض سے افضل ہونا ایک جماعت کے نزدیک صحیح نہیں ابوالحسن

اشعری اور ابو بکر باقلانی اس جماعت میں شامل ہیں (ان کی دلیل اوپر گزر چکی) رہا مذکورہ احادیث میں اعظم (عظیم ترین) یا دوسری احادیث میں افضل کے الفاظ جو وارد ہوئے ہیں وہ اعظم عظیم کے معنی میں اور افضل فاضل کے معنی میں ہے۔ اور جو علماء اور متکلمین ایک حصہ قرآن کو دوسرے سے افضل ہونا جائز قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں افضلیت کا تعلق قاری کے لئے اجر عظیم ہونے یا اس کے ثواب کے کثیر ہونے سے ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔ یہی مختار ہے۔ (خازن ص ۳۹۵، ۳۹۶۔ ج ۳)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں ایک حصہ قرآن کا دوسرے سے افضل ہونا حق ہے ابن حصار نے فرمایا ہے اس سلسلے میں جو اختلاف کا ذکر کرتا ہے اس سے حیرت ہوتی ہے کیونکہ افضلیت کے حق میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں۔

امام غزالی تو افضلیت کو حق نہ ماننے والوں پر برس پڑے ہیں "جواہر القرآن"

(جواہر القرآن ص ۴۶، ۴۷۔ از امام غزالی مطبوعہ کردستان علمی مصر ۱۳۲۹ھ)

میں لکھتے ہیں "شاید آپ (بطور اعتراض) یہ کہیں کہ آپ نے قرآن کی کسی آیت کو دوسری سے اشرف اور افضل ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے حالانکہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے بعض قرآن دوسرے سے افضل و اشرف کیسے ہوسکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آیت الکرسی اور آیت مداینت اور سورۂ اخلاص اور سورۂ تبت کے درمیان جو فرق ہے اسے سمجھنے کے لئے آپ کا نور بصیرت رہنمائی نہ کر سکے اور فرق کا عقیدہ رکھنے کے لئے آپ کا ڈھیلا کمزور اور تقلید میں ڈوبا ہوا نفس لرز رہا ہو تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کیجئے انہیں پر یہ قرآن نازل کیا گیا ہے۔ انہیں کا ارشاد ہے۔

یٰسٓ، قلب القران

ترجمہ: سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے۔

اور فرمایا۔

فاتحة الكتاب افضل سور القرآن۔

سورۂ فاتحہ قرآن کی سب سے افضل سورت ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا۔

اٰیة الکرسی سیدة ای القرآن۔

آیت الکرسی قرآنی آیتوں کی سردار ہے۔

اورارشادفرمایا۔

قل هو الله احد تعدل ثلث القرآن۔

قل ھواللہ قرآن کے تہائی کے برابر ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بے شمار احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض قرآن کا بعض سے افضل ہونا حق ہے۔

علامہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں "افضلیت کے ثابت ہونے کے بعد پھر بعض کا کہنا ہے کہ افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نفس کے تاثرات، خشیت، تدبر اور تفکر کے اعتبار سے ثواب چند گنا اور اجر بڑھ جاتا ہے اور بعض کا یہ بھی قول ہے کہ خود الفاظ کے لحاظ سے بعض قرآن بعض سے افضل ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے قول "و الٰھکم الٰہ واحد" (البقرہ:۱۶۳) پوری آیت اور آیت الکرسی اور سورۂ حشر کا اخیر حصہ اور سورۂ اخلاص میں اس کی وحدانیت اور صفات کی جو رہنمائی ہے وہ "تبت یدا ابی لھب" اور اس طرح کی دیگر آیتوں میں موجود نہیں اس لئے بعض کا بعض سے افضل ہونا عجیب مفاہیم و معانی اور ان کی فراوانی کے لحاظ سے ہے۔ (مرقاۃ ص۵۷۳۔ج۲)

علامہ طیبی کا میلان بھی اسی طرف ہے چنانچہ "اعظم سورة" کے تحت انہوں نے لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کو اعظم سورة (سب سے بڑی سورت) فرمایا۔

اس لئے کہ یہ قدر و منزلت اور اس خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہے جس کے اندر

دوسری سورتیں شریک نہیں اور اس وجہ سے بھی کہ گو اس میں الفاظ کم ہیں لیکن معانی اور فوائد بے شمار ہیں۔ (مرقاۃ ص ۱۷۹، ج ۲)

امام رازی کا رجحان بھی اسی طرف ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فمن علم تفسير الفاتحه كان كمن علم تفسير جميع كتب الله المنزلة ومن قرأها فكانما قرأ التوراة و والانجيل و الزبور و الفرقان۔

جس نے فاتحہ کی تفسیر جان لی وہ ایسے ہو گیا جیسے اس نے اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں کی تفسیر جان لی اور جس نے اسے پڑھا تو گویا اس نے تورات، انجیل، زبور اور فرقان (قران) پڑھ لیا۔

اس کے تحت ''تفسیر کبیر'' میں امام رازی فرماتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ آسمانی سبھی کتابوں کا مقصود اصول و فروع اور مکاشفات کا علم ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں یہ تینوں علوم بھرپور اور مکمل طور سے پائے جاتے ہیں اس لئے جب یہ بلند مقاصد اس میں موجود ہیں تو لازمی طور سے یہ سورہ تمام الٰہی مقاصد پر مشتمل ہے۔

(ص ۱۷۸، ج ۱)

گویا امام رازی نے سورۂ فاتحہ کو سب سے بڑی سورہ اس لئے بتایا کہ الٰہی مطالب و مقاصد کو یہ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ان دلائل اور تصریحات کی روشنی میں قرآن کے ایک حصہ کا دوسرے حصے سے افضل ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ اب آیتوں اور سورتوں کے الگ الگ فضائل سے متعلق احادیث پیش کی جاتی ہیں ان سے بھی افضلیت کی حقانیت اور روشن ہو جائے گی۔

فضائل بسم اللہ:

اس سلسلے میں ائمہ و فقہاء کا اختلاف ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء

ہے یا نہیں امام شافعی، سعید بن جبیر، عطاء، ابن مبارک اور امام احمد کا ایک روایت میں یہ قول ہے کہ بسم اللہ جزء فاتحہ ہے۔

علامہ خازن شافعی نے لکھا ہے کہ یہی ابن عباس، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ قرأ میں امام نافع مدنی بروایت قالون، امام عبداللہ بن کثیر، امام عاصم بن بہدلہ کوفی اور علی بن حمزہ، کسائی کوفی کے نزدیک بھی فاتحہ کا جزء ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام اوزاعی، امام سفیان ثوری اور ایک روایت میں امام احمد کا قول یہ ہے کہ بسم اللہ شریف سورۂ فاتحہ یا اور کسی سورۂ کا جز نہیں یہی مذہب جمہور صحابہ اور تابعین کا ہے۔ قرأ میں امام مدنی بروایت ورش، امام عبداللہ بن عامر شامی، امام حمزہ بن حبیب زیات کوفی اور امام ابوعمرو بن علاء بصری کے نزدیک بھی جزء فاتحہ نہیں۔

رہا یہ کہ بسم اللہ شریف سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور کسی سورہ کا جزء ہے یا نہیں اس بارے میں فقیہ مقری علی نوری سفاقسی علیہ الرحمہ نے ''غیث النفع فی القرأات السبع'' میں نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین اعلام کا اجماع تھا کہ بسم اللہ دیگر سورتوں کا جزء نہیں۔ تمام قرأ کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ امام زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے فتح اللہ المعین علی شرح الکنز لملا مسکین میں لکھا ہے کہ جو بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ کے علاوہ دیگر سورتوں کا بھی جزء قرار دے وہ مخالف اجماع ہے۔

صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی طرح ہر سورۂ کا جزء ہے۔ علامہ بدرالدین محمود عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں نقل کیا ہے کہ امام شافعی سے پہلے اور کسی کا یہ قول نہیں سلف کا اختلاف صرف اس بارے میں تھا کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزء ہے یا نہیں بسم اللہ کو دیگر سورتوں کا جزء کسی نے بھی شمار نہ کیا۔ ہاں امام اعظم اور دیگر ائمہ و علماء کا مذہب صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ شریف جزء قرآن ہے اور یہ سورتوں کے درمیان فصل کے لئے نازل ہوئی ہے۔

بہر حال جمہور علماء وائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ بسم اللہ شریف قرآن ہے اور سورۂ برأت کے علاوہ کسی بھی سورہ سے ابتدائے تلاوت ہو تو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھنا بالاجماع سنت ہے۔

(وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح از امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مطبوعہ در فتاوٰی رضویہ جلد سوم ص ۵۵۵ تا ۵۷۵ شائع کردہ علامہ حافظ عبدالرؤف علیہ الرحمہ سابق نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ و ناظم سنی دار الاشاعت مبارکپور اعظم گڑھ یو پی ۱۳۸۱ھ (۱۹۶۱ء) بار اول)

اس لئے ہم اس کے بعض فضائل تحریر کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ہر کتاب کا ذریعہ آغاز ہے۔ (کنز العمال ص ۲۲۰۔ ج ۱۔ بحوالہ الجامع از خطیب)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "جو بھی اہم کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔

(ایضاً بحوالہ اربعین از عبدالقادر رھاوی)

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی ہی اتنا فاصلہ ہے۔

(ایضاً ایضاً بحوالہ ابن نجار و درمنثور ص ۸ ج ۱۔ تفسیر ابو حاتم، مستدرک حاکم، شعب الایمان بیہقی، فضائل ابوذر ھروی و تاریخ خطیب بغدادی)

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بڑی عمدگی اور خوبی سے پڑھا اس سے اس کی بخشش ہوگئی۔

(کنز العمال ص ۲۲۰۔ ج ۱۔ بحوالہ صحیح ابن حبان والجامع از خطیب و درمنثور ص ۱۰۔ ج ۱۔ شعب الایمان از بیہقی)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ عزوجل کی تعظیم کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عمدہ شکل میں تحریز کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ (درمنثور ص ۱۰۔ ج ۱۔ تاریخ اصبہان از ابونعیم ومصاحف از ابن اشتہ)

امام رازی نے تفسیر کبیر میں بسم اللہ کے فضائل و برکات سے متعلق بہت سی روایات جمع کی ہیں ان میں سے چند ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام علالت میں مبتلا ہوئے آپ کے شکم میں شدید درد ہو گیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحراء کی ایک گھاس بتائی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کھایا اللہ کے حکم سے آپ کو شفا مل گئی پھر دوبارہ آپ اسی مرض میں مبتلا ہوئے آپ نے پھر وہی گھاس کھائی لیکن اب مرض بڑھ گیا آپ نے عرض کیا اے پروردگار میں نے پہلے کھایا تو فائدہ ہوا اور اب کھایا تو میرا مرض بڑھ گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی بار گھاس کے لئے تم میری طرف سے گئے تھے اس لئے اس سے شفاء ملی اور دوسری بار گھاس کے لئے تم خود سے گئے تھے اس لئے مرض میں اضافہ ہو گیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پوری دنیا زہر قاتل ہے اور اس کا تریاق میرا نام ہے۔

(ص ۱۶۷۔ ج ۱)

(۷) مروی ہے کہ فرعون نے اپنے دعویٰ الٰہیت سے پہلے ایک محل بنایا تھا اور اس کے باہری دروازہ پر "بسم اللہ" لکھنے کا حکم دیا تھا پھر جب اس نے الٰہیت کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اللہ واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے اس میں ہدایت و صلاح کا اثر نہ دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا میں بار بار اس کو تیری طرف بلاتا ہوں اور اس میں مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ شاید تم اسے ہلاک کر دینا چاہتے ہو تم اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے دروازہ پر لکھ رکھا ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس نے کلمہ بسم اللہ اپنے باہری دروازہ پر لکھ لیا وہ ہلاکت سے بے خوف ہو گیا گو وہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو بھلا اس کا عالم کیا ہو گا جو اس کو اپنی ابتداء عمر سے اخیر زندگی تک اپنے دل کے سیاہ نقطے پر لکھے ہوئے ہوتا ہے۔
(ایضاً ص ۱۶۸۔ ج ۱)

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی مرحمت فرمائی اور فرمایا اس میں لا الــــہ الا اللہ نقش کرو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی نقاش کو دی اور اس کو حکم دیا اس میں لا الـہ الا اللہ محمد رسول اللہ نقش کر دو۔ نقاش نے اسے اس میں نقش کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انگوٹھی لے کر حاضر ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں "لا الــہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق" منقش دیکھا۔

حضور نے فرمایا۔ اے ابوبکر یہ (لا الــــہ الا اللہ سے) زائد چیزیں کیسی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میں آپ کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی سے الگ کرتا۔ لیکن باقی حصہ "ابوبکر الصدیق" اس کے لئے میں نے نہیں کہا تھا۔ حضرت ابوبکر کو ندامت ہوئی اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر کا نام تو میں نے لکھا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے نام مبارک کو اللہ تعالیٰ کے نام مبارک سے جدا کرنا پسند نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے نام کو آپ کے نام سے جدا کرنا پسند نہیں فرمایا۔

اس میں نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کے نام مبارک سے الگ کرنا پسند نہیں فرمایا تو ان کو یہ اعزاز ملا تو اس شخص کا عالم کیا ہو گا جو ذکر الٰہی اور نام الٰہی کو ہر وقت اپنے قلب و سینہ سے لگائے ہوتا ہے۔ (ایضاً ص ۱۶۹۔ ج ۱)

(۹) حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے اس وقت انہوں نے

بسم اللہ مجرھا و مرسھا پڑھااور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نصف حصہ صرف بسم اللہ کی برکت سے انہیں نجات ملی اب جو شخص زندگی بھر اس کلمہ کو پیہم کہتا رہے گا وہ نجات سے کیسے محروم رہ سکے گا نیز یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ''انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کہا تو اس کے سبب انہیں دنیا و آخرت کی سلطنت ملی اس لئے امید ہے کہ جب بندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے گا۔ دنیا و آخرت کی بادشاہی سے سرفراز ہوگا۔ (ایضاً ایضاً)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص احترام و تعظیم کے سبب زمین سے کوئی ایسا کاغذ اٹھاتا ہے جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور اس کے والدین سے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔ خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ رہے ہوں۔ (ایضاً ص ۱۷ا۔ ج ا۔ و در منثور ص ۱۱۔ ج ا۔ بحوالہ تالی التلخیص)

(۱۱) قیصر شاہِ روم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے مستقل دردسر رہتا ہے۔ آپ میرے لئے کوئی دوا بھیجئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیج دی جب بھی وہ اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھتا اس کا دردسر جاتا رہتا اور جب سر سے اتار دیتا اسے پھر دردسر ہو جاتا اس سے اس کو حیرت ہوئی اس نے ٹوپی کی تلاشی لی تو اس کے اندر ایک کاغذ ملا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا۔ (تفسیر کبیر ص ۱۷ا۔ ج ا)

(۱۲) کسی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کوئی نشانی طلب کرتے ہوئے کہا آپ اسلام کے دعوی دار ہیں آپ ہمیں کوئی نشانی دکھایئے تا کہ ہم اسلام قبول کر سکیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس زہر قاتل لاؤ۔ زہر کا ایک طشت لایا گیا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر سب کھا گئے اور اللہ کے حکم سے سلامتی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے یہ دیکھ کر مجوسیوں نے کہا یہ دین حق ہے۔

(ایضاً ص ۱۷۲۔ ج ا)

(۱۳) عمرہ فرغانیہ جو ایک بڑی صوفیہ تھیں ان سے پوچھا گیا اس میں کیا حکمت ہے کہ جنبی اور حائضہ کو قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور بسم اللہ پڑھنے کی اجازت ہے انہوں نے فرمایا اس لئے کہ بسم اللہ نام حبیب کا ذکر ہے اور حبیب کو حبیب سے منع نہیں کیا جاتا۔ (ایضاً ایضاً)

(۱۴) ایک بزرگ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا اور وصیت کی کہ یہ ان کے کفن میں رکھا جائے ان سے پوچھا گیا اس میں آپ کا کیا فائدہ ہے انہوں نے فرمایا میں قیامت کے دن عرض کروں گا اے میرے اللہ تُو نے ایک کتاب بھیجا اس کا عنوان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکھا اس لئے تُو اپنی کتاب کے عنوان کے لحاظ سے میرے ساتھ معاملہ فرما۔

(ایضاً ایضاً)

(۱۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بنی آدم اپنے کپڑے اتارتے ہیں اس وقت اگر وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیں تو یہ ان کی شرمگاہوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان پردہ بن جاتا ہے (اس طرح شیطانی نگاہیں انسانی شرمگاہوں تک نہیں پہنچ سکتیں)

اس میں اشارہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر جب یہ اسم الٰہی انسان اور اس کے دشمن جنوں کے درمیان حجاب اور پردہ بن سکتا ہے تو کیا یہ اسم الٰہی آخرت میں بندہ مومن اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان حجاب نہ بن سکے گا۔ (ایضاً ص ۱۷۱۔ ج ۱)

(۱۶) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں ضرور ایک ایسی آیت یا سورت بتاؤں گا۔ جو سلیمان علیہ السلام کے بعد میرے علاوہ کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئی۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور چلے اور میں آپ کے پیچھے ہولیا حضور مسجد کے دروازہ پر پہنچے اور اپنا ایک پاؤں مسجد کی دہلیز سے باہر کر چکے ابھی دوسرا پاؤں مسجد کے اندر ہی رہا کہ

میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے اشتیاق ہے (بات وہ رہ گئی) اس وقت حضور اپنے چہرہ مبارک کے ساتھ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ابتدا نماز میں کس چیز سے قرآن شروع کرتے ہو میں نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے فرمایا یہی تو وہ ہے (جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد میرے علاوہ کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ (درمنثور ص ۷۔ ج ۱۔ ابو حاتم، طبرانی، دار قطنی وسنن بیہقی)

(۱۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی بادل مشرق کی طرف بھاگا، ہوا ٹھہر گئی سمندر میں جوش آیا چوپایوں نے توجہ کے ساتھ اپنے کانوں سے سنا، شیطانوں پر آسمان سے پتھر برسا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کے ساتھ فرمایا جس چیز پر بھی اس کا نام لیا جائے گا وہ اس میں برکت دے گا۔ (ایضاً ص ۹۔ ج ۱۔ ابن مردویہ وثعلبی)

(۱۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا عذاب کے انیس فرشتوں سے جو نجات چاہتا ہے اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہئے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ہر حرف کے بدلے ہر شخص کی ایک نیکی مرحمت فرمائے گا۔

(ایضاً وکیع وثعلبی)

(۱۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تباہی میں پڑ جاؤ تو بسم اللہ الرحمن الرحیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کئی طرح کی مصیبتیں دور فرماتا ہے۔

(ایضاً ص ۹، ۱۰۔ دیلمی وعمل الیوم واللیلۃ از ابن سنی)

(۲۰) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں زمین پر ایک تحریر تھی آپ نے اپنے ساتھ کے ایک شخص سے فرمایا اس میں کیا (لکھا) ہے اس نے کہا بسم اللہ آپ نے فرمایا جس نے یہ کیا ہے وہ ملعون

ہے۔بسم اللہ کو جو اس کی اپنی جگہ ہے وہی اسے دو۔ (ایضاً ص ۱۱۔ ج ۱۔ مراسیل ابوداؤد)

(۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب استاذ بچے سے کہتا ہے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کہو حضور فرماتے ہیں کہ استاذ، بچے اور اس کے والدین کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

(ایضاً ص ۹۔ ج ۱۔ مسند الفردوس از دیلمی)

سورۂ فاتحہ:

سورہ کے معنی عمارت کی ایک منزل کے ہیں قرآن کریم کی سورتیں گویا ایک ایک منزلیں ہیں جو ایک دوسرے سے بظاہر الگ تھلگ ہیں یا یہ لفظ ''سُوْرُ الْبَلَد'' (شہر پناہ) سے آیا ہے جو شہر کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے سورہ بھی اپنے اندر کی آیتوں کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے اس لئے اسے سورہ کہتے ہیں۔یا سورہ کے معنی اونچے مرتبہ کے ہیں۔ (اتقان ص ۵۲۔ ج ۱)

سورہ کے اندر کا بھی کلام اتنا اونچا ہے اس کی رفعت و بلندی کا اندازہ نہ کیا جا سکے اس لئے اسے سورہ کہا جاتا ہے۔شریعت میں سورہ قرآن کریم کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کا ایک آغاز اور ایک خاتمہ ہو اور جس میں کم سے کم تین آیتیں ہوں۔

جس طرح قرآن حکیم کے عمومی فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں اسی طرح بہت ساری سورتوں کے خصوصی فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔قرآن کے عمومی فضائل کے بعد اب ہم سورتوں کے خصوصی فضائل کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں خصوصیت کے ساتھ سورہ فاتحہ کے فضائل تو بے شمار ہیں اس کے فضائل کی کثرت کے ساتھ ساتھ اس کے نام بھی کثیر ہیں۔

اسماء:

امام رازی نے ''تفسیر کبیر'' (ص ۱۷۳۔ ج ۱)
میں بارہ اور امام سیوطی نے ''اتقان'' (ص ۵۲، ۵۳۔ ج ۱)
میں پچیس نام ذکر کئے ہیں۔ذیل میں ناموں کی تفصیل اور ان کے اسباب پیش

کئے جا رہے ہیں۔

(۱) فاتحۃ الکتاب:

(۲) فاتحۃ القرآن:

ان دونوں ناموں کا سبب یہ ہے کہ اس سے قرآن، تعلیم اور نماز کی قرأت کا آغاز کیا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ حمد ہر کلام کا ذریعہ آغاز ہے۔ تیسرا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آسمان سے اترنے والی سب سے پہلی سورہ ہے۔

(۳) سورۂ حمد: اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا پہلا لفظ کلمہ حمد ہے۔

(۴) سورۂ حمد اولی: یہ سورہ حمد کی پہلی سورہ ہے۔

(۵) سورۂ حمد قصریٰ: حمد کی یہ مختصر سورہ ہے۔

(۶) امّ القرآن:

(۷) امّ الکتاب: (تفسیر خازن ص ۱۶۔ ج ۱)

ان دونوں ناموں کے مختلف اسباب ہیں۔

(۱) ام شیء اصل شیء کو کہتے ہیں اور پورے قرآن سے چار باتوں کو ثابت کرنا مقصود ہے۔ ۱۔ الٰہیات کے مسائل۔ ۲۔ معادی تعلیم و تصور۔ ۳۔ نبوت کے احکام و مسائل اور ۴۔ قضاء و قدر کا ثبوت۔ ارشاد الٰہی "الحمد للہ رب العلمین O الرحمن الرحیم O" الٰہیات کا پتہ دیتا ہے اور "مالک یوم الدین O" سے دوبارہ جینے کا پتہ ہے اور "ایاک نعبد و ایاک نستعین O" جبر و قدر کے غلط ہونے کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی بھی کہ سب کچھ اللہ کی قضاء و قدر سے ہوتا ہے اور "اھدنا الصراط المستقیم O صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔" سے قضاء و قدر الٰہی کا بھی سراغ ملتا ہے اور نبوت کا بھی، اور قرآن کے سب سے عظیم مقاصد یہی چار ہیں اور اس سورہ کے اندر یہ چاروں ہی پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا نام "ام

القرآن''اصلِ قرآن اور ''ام الکتاب''اصلِ کتاب ہوا۔

(۲) آسمانی تمام کتابوں کا نچوڑ تین امور ہیں (۱) زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء (۲) خدمت و اطاعت میں مصروف رہنا (۳) مکاشفات اور مشاہدات کی طلب و درخواست اس طرح ''الحمد للہ رب العلمین O الرحمن الرحیم O مالک یوم الدین'' کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے اور ''ایاک نعبد و ایاک نستعین''میں خدمت واطاعت میں مشغولیت ومصروفیت ہے اور ''اھدنا الصراط المستقیم''میں مکاشفات، مشاہدات اور ہدایت کی انواع واقسام کی طلب ودرخواست ہے۔

(۳) اس سورہ کے ام القرآن وام الکتاب نام ہونے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ تمام علوم کا مقصد ہے وقار ربوبیت اور ذلت عبودیت کی شناخت وآشنائی، اس طرح ''الحمد للہ رب العلمین O الرحمن الرحیم O مالک یوم الدین۔'' سے اس کا پتہ ملتا ہے کہ دنیا وآخرت کے تمام حالات وکیفیات پر اللہ تعالیٰ محیط اور ان پر بھرپور دسترس رکھتا ہے پھر اس کے ارشاد ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' سے عبودیت کی ذلت کا سراغ ملتا ہے۔

(۴) ام القران نام ہونے کا چوتھا سبب یہ ہے کہ ام کے ایک معنی لشکر کے جھنڈے کے ہیں۔ قیس بن حطیم عربی شاعر کہتا ہے۔

نصبنا امنا حتی ابذ عروا

(ہم نے اپنا جھنڈا گاڑ دیا یہاں تک کہ وہ (دشمن) بکھر گئے)

سورۂ فاتحہ کا نام ام القرآن اس لئے ہوا کہ یہ سورہ اہل ایمان کی پناہ گاہ ہے جیسا کہ جھنڈا لشکر کی پناہ گاہ ہوا کرتا ہے۔

(۸) سبع مثانی:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''ولقد اتینٰک سبعا من المثانی ''(الحجر:۸۷) ہم نے آپ کو مثانی کی سات آیتیں دیں۔ اسے ''مثانی'' کیوں کہا گیا اس کی وجہیں یہ ہیں:

(۱) اس سورہ کے دو ٹکڑے ہیں۔ ایک میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور دوسرے میں اللہ تعالیٰ کی عطا ؤ نوازش ہے۔ (۲) اس کا نام ''مثانی'' اس لئے ہے کہ یہ نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے۔ (۳) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تمام آسمانی کتابوں سے الگ اور ممتاز ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سورہ کی مثال تورات، انجیل، زبور اور فرقان (خود قرآن) میں نازل نہ ہوئی اور یہ سورہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

(۴) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں سات آیتیں ہیں اور ہر آیت کی تلاوت قرآن کے ساتویں حصے کے برابر ہے اس طرح جس نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی اس کو اللہ تعالیٰ پورا قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(۵) اس میں سات آیتیں ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں اس لئے جس شخص نے اس کو پڑھنے کے لئے اپنی زبان کھولی اس کے لئے (جہنم کے) ساتوں دروازے بند کردیئے گئے اس کی دلیل یہ روایت ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی امت کے سلسلے میں عذاب سے ڈرتا تھا لیکن جب سورۂ فاتحہ نازل ہوچکی تو میں مطمئن اور بے خوف ہوگیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ کیونکر؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و ان جهنم لموعدهم اجمعين لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم۔ (سورۂ حجر ع ۳ پ ۱۴ آیت ۴۴)

بلا شبہ جہنم ان سب کا وعدہ ہے اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کے لئے ان لوگوں میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔

اور سورۂ فاتحہ میں آیتیں سات ہیں اس لئے جو کوئی انہیں پڑھ لے گا اس کے لئے ہر آیت جہنم کے ایک دروازہ کا ڈھکن ہوگی اس طرح آپ کی امت ان سے بچ کر گزر

جائے گی۔

(۶) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نماز میں پڑھی جاتی ہے پھر کسی دوسری سورہ سے ملادی جاتی ہے۔

(۷) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ثناءاور تعریف پر مشتمل ہے۔

(۸) سورۂ فاتحہ کے مثانی نام ہونے کی آٹھویں وجہ یہ ہے اسے اللہ تعالیٰ نے دو بار نازل فرمایا۔

(۱۰) قرآن عظیم:

اس کی وجہ مسند امام احمد کی یہ روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ ام القرآن ہے، سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

(اتقان ص ۵۳۔ ج ۱)

(۱۱) وافیہ:

حضرت سفیان بن عینیہ اس سورہ کا یہی نام لیتے تھے۔ حضرت ثعلبی نے فرمایا ہے کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ اس سورہ میں نصف نصف کرنے کی گنجائش نہیں ہے قرآن کی کسی بھی سورہ کا نصف حصہ کسی رکعت میں پڑھا جائے اور دوسرا نصف دوسری رکعت میں پڑھا جائے تو جائز ہے لیکن اس سورہ میں اس طرح نصف نصف کرنا روا نہیں۔

(۱۲) کافیہ:

اس کا نام کافیہ اس لئے ہے کہ یہ بذات خود کافی ہو جاتی ہے۔ کسی دوسری سورہ کی اسے احتیاج نہیں اور اس کے علاوہ کسی اور سورہ میں یہ بات نہیں، محمود بن ربیع نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام القران (سورہ فاتحہ) اور سورتوں کا بدل ہے اور اس کے علاوہ دوسری سورتیں اس کا بدل نہیں ہو سکتیں۔

(۱۳)اساس:

اس سورہ کے سورۂ اساس نام ہونے کے تین اسباب یہ ہیں۔

(۱) یہ قرآن کی پہلی سورہ ہے اس طرح یہ اساس (بنیاد) کی طرح ہے۔

(۲) یہ بلند اور عظیم ترین مقاصد پر مشتمل ہے اسی کو اساس کہتے ہیں۔

(۳) ایمان کے بعد سب سے اہم عبادت نماز ہے اور یہ سورہ ضروریات ایمان پر بھی مشتمل ہے اور اس کے بغیر نماز بھی مکمل نہیں ہو سکتی اسی لئے اسے بنیاد کہا گیا۔

(۱۴)شفاء:

(۱۵)شافیہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاتحہ کتاب ہر زہر کا علاج ہے۔ کسی صحابی کا ایک مرگی زدہ شخص کے پاس سے گزر ہوا انہوں نے اس کے کان میں سورۂ فاتحہ پڑھ دی بس وہ شفایاب ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا یہ (سورہ) ام القرآن ہے اور ہر مرض کی دوا ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں۔ امراض دو طرح کے ہیں۔ روحانی اور جسمانی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو مرض بتایا ارشاد ہے "فی قلوبھم مرض" ان کے دلوں میں مرض (کفر) ہے اور یہ سورہ اصول و فروع اور مکاشفات پر مشتمل ہے اس لئے حقیقت میں ان جگہوں میں شفایابی کا سامان و ذریعہ ہے۔ (تفسیر کبیر ص ۱۷۴۔ ج ۱)

ابن قانع نے "معجم الصحابہ" میں رجاء غنوی سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق کی حمد و مدح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس سے خود اپنی حمد و مدح فرمائی اس سے تم شفاء حاصل کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا "الحمد للہ" اور "قل ھو اللہ احد" جسے یہ قرآن شفاء نہ دے پھر اللہ تعالیٰ اسے شفاء نہ بخشے۔

(درمنثور ص ٦ ۔ ج ١)

(١٦) صلوٰۃ:

(١٧) سورۂ صلوٰۃ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "صلوٰۃ" (سورۂ فاتحہ) کو میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔

صلوٰۃ سے مراد یہی سورہ ہے اور اس وجہ سے بھی اس سورہ کو "صلوٰۃ" اور سورۂ صلوٰۃ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ کے معنی نماز کے ہیں یہ سورہ نماز کا واجبی حصہ ہے۔

(١٨) سوال:

حدیث قدسی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العزت جل جلالہ سے روایت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جسے میرے ذکر کی مشغولیت کے سبب مجھ سے سوال کرنے کا موقع نہ مل سکا اس کو میں نے اس سے کہیں زیادہ عطا کیا جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔

اس سورہ میں کسی مادی چیز کا سوال تو نہیں ہے لیکن ایک عظیم مراد کا سوال ضرور ہے اور وہ ہے ہدایت کا سوال جو مقاصد دین میں نہایت اہم اور کامل ترین مقصد ہے اور "اھدنا الصراط المستقیم" کے سوال نے یہ بھی واضح کر دیا کہ معرفت راہ ومنزل اور معرفت الٰہی کی جنت آسائش وخلد کی جنت سے بہتر ہے اسی لئے تو بات "اھدنا الصراط المستقیم" (ہمیں سیدھی راہ چلا) پر ختم ہوئی اور یوں نہ فرمایا "ارزقنا الجنة" ہمیں جنت عطا فرما۔

(١٩) سورۂ شکر:

اسے سورۂ شکر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان کی حمد وثناء ہے اور یہی محسن کی شکر گزاری ہے۔

(۲۰) سورۂ دعاء:

اس سورۂ کو سورۂ دعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہدایت کی دعاء کی گئی ہے۔

(۲۱) کنز:

کنز خزانہ کو کہتے ہیں اس کو کنز اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ سورہ علوم و معارف اور رموز و اسرار کا خزانہ ہے یا اس لئے کہ یہ کنزِ عرش (خزانۂ عرش) سے نازل کی گئی ہے۔

(۲۲) راقیہ:

جس سے شفاء کے لئے پھونکا جائے اس کی وجہ یہ روایت ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بیان فرمایا ہم نے ایک سفر میں ایک جگہ پڑاؤ کیا ہمارے پاس ایک لڑکی آئی اس نے کہا ہمارے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے آپ میں کوئی جھاڑ پھونک جانتا ہے چنانچہ ہم میں سے ایک شخص گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اسے پھونکا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ (اتقان ص ۱۶۳۔ ج ۲۔ بحوالہ بخاری)

(۲۳) سورۂ مناجات:

اس لئے کہ بندہ اس کے ذریعہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔

(۲۴) سورۂ تفویض:

تفویض کے معنی سپرد کر دینے کے ہیں۔ بندۂ مومن جب کہتا ہے "ایاك نعبد و ایاك نستعین" تو گویا وہ اپنی ذات کو اپنے خالق کے حوالہ کر دیتا ہے اس لئے اسے سورۂ تفویض کہا گیا۔

(۲۵) سورۂ نور:

یہ سورہ سرچشمۂ نور و ہدایت ہے اس لئے اسے سورۂ نور کہتے ہیں۔

فضائل:

(۱) حضرت ابو سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد

س نماز پڑھ رہا تھا نبی ﷺ نے مجھے آواز دی میں نے جواب نہ دیا پھر (نماز پوری کرنے کے بعد) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (معذرت کے ساتھ) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں مشغول تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں۔ ''استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم'' (انفال: ۲۴) جب تمہیں اللہ و رسول بلائیں تو حاضر ہو جاؤ'' اور اطاعت کرو۔ پھر حضور نے فرمایا اس سے پہلے کہ تم مسجد سے نکل سکو کیا میں تمہیں قرآن کی سب سے عظیم سورہ نہ بتادوں پھر حضور نے میرا ہاتھ پکڑا جب ہم نے (مسجد سے) نکلنا چاہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں قرآن کی سب سے عظیم سورہ بتاؤں گا حضور نے فرمایا یہ ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی۔

(بخاری ص ۶۶۹۔ ج ۲۔ ابوداؤد ص ۲۰۵، ۲۰۶۔ نسائی ص ۱۴۵۔ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۲۷۶۔ ج ۱۔ الترغیب والترھیب ص ۶۱۳۔ ج ۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز پر حاضر ہونے اور تعمیل حکم سے نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز پر اثناء نماز میں لبیک کہنے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی جس طرح (نماز میں) آپ سے یوں خطاب کیا جاتا ہے۔ السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ (اے نبی آپ کو سلام) اس سے نماز باطل نہیں ہوتی (اسی طرح آپ کی اطاعت سے نماز نہیں جاتی)

علامہ ملا علی قاری رقمطراز ہیں حدیث سے بالکل واضح ہے کہ حضور ﷺ کے لئے مطلقاً لبیک کہنا اور حکم کی تعمیل کرنا واجب ہے جیسا کہ اطلاق سے سمجھا جاتا ہے۔

(مرقاۃ ص ۵۷۹۔ ج ۲)

حدیث میں سورۂ فاتحہ کو سب سے عظیم سورہ کہا گیا اس کی توضیح اس سے پہلے گزر چکی آگے فرمایا گیا کہ یہی سبع مثانی ہے اس کی تشریح بھی اسماء سورۂ فاتحہ کے ذیل میں لکھی جا چکی ہے۔ پھر حضور نے فرمایا ''یہی قرآن عظیم ہے۔'' شیخ محقق فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ کو قرآن عظیم اس لئے کہا گیا کہ یہ قرآن کا جزء اعظم ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۳۵۔ ج ۲)

صاف لفظوں میں یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں۔

(عمدۃ القاری ص ۸۱۔ ج ۱۸)

کیونکہ حدیث پاک کا آغاز ''**الحمد للہ**'' سے کیا گیا ہے حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ قرآن عظیم کی سب سے عظیم سورہ ہے۔

(۲) ایک دوسری روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے ابی، اس وقت حضرت ابی نماز میں مشغول تھے۔ حضور کو جواب نہ دیا اور نماز نہ توڑی، نماز ہلکی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، سلام عرض کیا حضور نے جواب مرحمت فرمانے کے بعد پوچھا میں نے تمہیں آواز دی تو تم نے تعمیل کیوں نہ کی؟

حضرت ابی نے (معذرت کے ساتھ) عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز میں تھا حضور نے فرمایا کیا تمہارے پیش نظر یہ آیت کریمہ نہ تھی۔ ''**استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم**'' (انفال: ۲۴) اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی'' انہوں نے کہا ہاں ضرور یہ آیت کریمہ میرے علم میں تھی اب ان شاء اللہ ایسا نہ کروں گا (آئندہ جب بھی بلائیں گے میں حاضر ہونگا خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہوں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہیں ایک ایسی سورہ بتاؤں جس کی طرح نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں اور نہ ہی فرقان میں، حضرت ابی

نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ، حضور نے فرمایا تم نماز کیسے پڑھتے ہو۔ انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور اور فرقان میں اس جیسی کوئی سورہ نازل نہیں فرمائی اس میں مثانی کی سات آیتیں ہیں اور یہ سورہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی۔

(ترمذی ص ۱۱۱۔ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۶۱۵۔ ج ۲، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان۔ درمنثور ص ۴۔ ج ۱۔ ابوعبید، امام احمد، دارمی، نسائی، ابن منذر، ابن مردویہ، فضائل قرآن از ابوذر وسنن بیہقی)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ ایک سفر میں تھے آپ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا آپ کے پہلو ہی میں ایک شخص اترا اس کی طرف نبی ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کی سب سے افضل سورہ نہ بتادوں، اس شخص نے کہا، کیوں نہیں، حضور نے فرمایا یہ **الحمد للہ رب العلمین** ہے۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۱۶۔ ج ۲۔ صحیح ابن حبان ومستدرک حاکم ص ۵۶۰۔ ج ۱)

(۴) حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن جابر کیا میں تمہیں قرآن کی سب سے بہتر سورہ نہ بتادوں، یہ ہے "**الحمد للہ رب العلمین**"۔ (کنزالعمال مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۶۴ھ ص ۴۹۶۔ ج ۱۔ مسند امام احمد)

(۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر کیا میں تجھے قرآن میں نازل شدہ سب سے اچھی سورہ نہ بتادوں، یہ سورہ فاتحہ ہے یہ ہر مرض کے لئے شفا بخش ہے۔

(کنزالعمال مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۶۴ھ ص ۴۹۶۔ ج ۱۔ شعب الایمان از بیہقی)

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے سورہ فاتحہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا سورۂ فاتحہ خزانۂ عرش کے نیچے سے نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر کبیر ص ۱۷۸۔ ج ۱)

اسی طرح ابن ضریس نے "فضائل القرآن" میں اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں روایت کی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا اور جتایا بھی کہ (اے حبیب) میں نے تمہیں سورۂ فاتحہ مرحمت کی، یہ میرے عرش کے خزانوں سے ہے میں نے اسے اپنے اور تمہارے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔

(درمنثور ص۵۔ج۱)

(۷) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قوم کے اوپر یقینی اور قطعی طور سے عذاب بھیجنے والا ہوتا ہے کہ اتنے میں (اس قوم کا) کوئی بچہ کسی مکتب میں الحمد للہ رب العلمین پڑھ دیتا ہے تو اس کی وجہ سے ان کے اوپر سے اللہ تعالیٰ چالیس سال کے لئے عذاب ٹال دیتا ہے۔ (درمنثور ص۵۔ج۱)

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں نے سورہ فاتحہ اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا میرا بندہ جو مانگے گا وہ اس کے لئے ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے اس سورہ کا نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے ہے چنانچہ جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے میری حمد کی۔ پھر جب الرحمن الرحیم کہتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی پھر جب وہ مالك یوم الدین کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت و مجد اور بزرگی و کبریائی بیان کی پھر جب وہ ایاك نعبد وایاك نستعین کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے (عبادت خدائے تعالیٰ کی ہے اور استعانت اور طلب مدد بندے کا مطلوب و مقصود ہے) میرا بندہ جو مانگے وہ اس کے لئے ہوگا۔ پھر جب بندہ "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا

الضآلین'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ سب کچھ ہے جسے وہ مانگے۔

(مسلم ص ۱۷۰۔ ج ۱۔ نسائی ص ۱۴۴۔ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۲۷۶۔ الترغیب والترہیب ص ۶۱۷۔ ج ۲)

(۹) حضرت حسین (یا حسن) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے کل ایک سو چار آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، پھر سو کتابوں کے علوم ان چار کتابوں تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں رکھے پھر ان چاروں کے علوم قرآن کریم میں رکھے۔ پھر قرآنی علوم مفصل کی سورتوں میں رکھے پھر مفصل کے علوم سورہ فاتحہ میں رکھے اس لئے جس نے فاتحہ کی تفسیر جان لی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی سبھی آسمانی کتابوں کی تفسیر جان لی اور جس نے اس کی تلاوت کی اس نے گویا تورات، انجیل، زبور اور قرآن کی تلاوت کی۔

(تفسیر کبیر ص ۱۷۸۔ ج ۱)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سورہ فاتحہ تورات میں ہوتی تو قوم موسیٰ یہودی نہ ہوتی اور اگر یہ انجیل میں ہوتی تو قوم عیسیٰ نصرانی نہ ہوتی اور اگر زبور میں ہوتی تو قوم داؤد پر عذاب نہ آتا جو مسلمان بھی اسے پڑھے گا اسے اللہ تعالیٰ گویا اتنا دے گا جیسے اس نے پورا قرآن پڑھا ہو اور جیسے اس نے ہر مومن مرد و عورت کو صدقہ دیا ہو۔

(روح البیان ص ۲۶۔ ج ۱)

(۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھے تھے یکا یک انہوں نے اوپر ایک آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور فرمایا آسمان کا یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی نہ کھلا تھا اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا حضرت جبرئیل نے فرمایا یہ فرشتہ اب سے پہلے کبھی نہ اترا تھا۔ پھر اس نے سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا آپ کو دو ایسے نوروں کی بشارت ہے جو آپ سے پہلے کسی (اور نبی) کو نہ دیئے گئے تھے ایک تو سورۂ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (امن الرسول سے اخیر تک) اس کا جو حرف بھی

آپ پڑھیں گے وہ عطا کیا جائے گا۔

(مسلم ص ۲۷۱۔ ج ا۔نسائی ص ۱۴۵۔ ج ا۔الترغیب والترہیب ص ۶۱۷، ۶۱۸، ۔ ج ۲)

اس کی دعائیں یقیناً مقبول ہوں گی۔

(۱۲) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سورۂ فاتحہ وہاں کافی ہو جاتی ہے جہاں قرآن کا کوئی اور حصہ کافی نہ ہو سکے اگر ترازو کے ایک پلڑے میں سورۂ فاتحہ رکھی جائے اور دوسرے پلڑے میں قرآن رکھا جائے تو سورۂ فاتحہ (بلا فاتحہ) قرآن کے مقابلہ میں سات گنا وزن وفضیلت والی ہوگی۔

(کنز العمال ص ۱۴۰۔ ج ا۔ مسند الفردوس از دیلمی وابونعیم)

ایک دوسری روایت میں ہے سورۂ فاتحہ دوسری سورہ کا بدل وعوض ہو سکتی ہے مگر کوئی اور سورہ اس کا بدل نہیں ہو سکتی۔ (کنز العمال ودار قطنی ومستدرک حاکم)

(۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سورۂ فاتحہ زہر قاتل کا علاج ہے ایک دوسری روایت میں ہے سورۂ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔

(کنز العمال، صحیح ابن حبان، الثواب از ابو الشیخ وسعید بن منصور)

(۱۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے کسی گھر میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھ لی تو اس گھر والوں کو اس دن کسی انسان یا جن کی نظر نہ لگے گی۔

(کنز العمال ص ۱۴۰۔ ج ا۔ مسند الفردوس از دیلمی)

(۱۵) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا وہ فرماتے ہیں مدینہ کے ایک راستہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور نے ایک شخص سے نماز تہجد میں سورۂ فاتحہ پڑھتے سنا حضور اٹھے اور آخر فاتحہ تک متوجہ ہو کر سنا پھر ارشاد فرمایا روئے زمین پر اس جیسی کوئی اور (سورہ) نہیں۔ (درمنثور ص ۴۔ ج ا۔ اوسط از طبرانی)

(۱۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیس سواروں کے دستے میں (ایک مہم کے لئے) بھیجا ہم نے عرب کی ایک، قوم میں منزل کی ہم نے ان سے چاہا کہ وہ ہماری مہمان نوازی کریں۔ انہوں نے (اس سے) انکار کر دیا ان کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا لوگ ہمارے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا کیا تم میں کوئی بچھو کا ڈنک مارا جھاڑ سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں ہی ہوں مگر یہ کام یونہی نہ کروں گا بلکہ تمہیں کچھ دینا ہوگا انہوں نے کہا ہم آپ لوگوں کو تیس بکریاں دیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس (ڈسے ہوئے حصہ) پر سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ دی اور وہ ٹھیک ہو گیا ہم نے جب بکریاں لے لیں ہمارے دل میں اس سے خدشہ گزرا (کہ یہ جائز بھی ہے یا نہیں) اس لئے تصرف کرنے سے ہم نے توقف کیا جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور سے ہم نے اس کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں یہ جھاڑ پھونک ہے اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگاؤ۔

(بخاری ص ۷۴۹۔ ج ۲۔ ومسلم ص ۲۲۴۔ ج ا۔ وابوداؤد ص ۱۲۹۔ ج ۲۔ وترمذی ص ۲۷۔ ج ۲۔ و نسائی، ابن ماجہ ص ۱۵۷۔ وحاکم وبیہقی ودرمنثور ص ۴۔ ج ا۔ امام احمد وابوعبیدہ)

اس سے واضح ہو گیا کہ سورۂ فاتحہ بچھو کے ڈنک مارنے کا بھی علاج ہے اور یہ بھی کہ قرآن کے ذریعہ جھاڑ پھونک صحابہ کی سنت ہے اور پھر اس کا عوض لینا بھی۔ ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حصہ طلب کر کے جھاڑ پھونک کی اجرت لینے پر مہر تصدیق ثبت فرما دی چنانچہ امام اعظم، امام شافعی، امام مالک وغیرہ حضرات کے نزدیک جھاڑ پھونک کی اجرت لینی جائز ہے۔ (شرح مسلم نووی ص ۲۲۴۔ ج ا)

(۱۷) ایک دوسری روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کی ایک جماعت ایک گھاٹ سے گزری وہاں ایک شخص تھا جسے بچھو یا سانپ نے ڈس لیا تھا گھاٹ والوں میں سے ایک آدمی ان لوگوں کے پاس آیا اس نے کہا آپ لوگوں میں کوئی جھاڑ پھونک جانتا ہے اس گھاٹ پر بچھو یا سانپ کا ڈسا ایک آدمی ہے ان حضرات میں سے

ایک صاحب گئے اور بکریوں کے عوض انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی وہ آدمی ٹھیک ہو گیا وہ صاحب بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں میں آئے ان حضرات نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تم نے اللہ کی کتاب کی اجرت اور عوض لے لیا وہ حضرات مدینہ پہنچے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جن جن چیزوں کی تم نے اجرت لی ہے ان میں کتاب اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔

(درمنثور ص ۴۔ ج ا۔ و بخاری ص ۸۵۴۔ ج ا۔ احمد، سنن بیہقی)

(۱۸) حضرت خارجہ بن صلت تمیمی رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں ان کے چچا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر آپ کے پاس واپس آ رہے تھے کہ ان کا گزر ایسے لوگوں کے یہاں سے ہوا جن کے پاس ایک دیوانہ لوہے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے اہل خانہ نے کہا کیا تمہارے پاس اس کا کوئی علاج ہے اس لئے کہ آپ کے حضور ﷺ بہترین چیز لے کر آئے ہیں۔

یہ کہتے ہیں میں نے تین دن اس کے اوپر سورۂ فاتحہ پڑھی صبح و شام دو بار پڑھتا اپنا تھوک جمع کرتا پھر تھوکتا (اس عمل سے) وہ ٹھیک ہو گیا ان لوگوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ کیا حضور ﷺ نے فرمایا کچھ تو وہ ہیں جو غلط اور باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں لیکن تم نے تو حق جھاڑ پھونک سے کھایا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(درمنثور ص ۵۔ ج ا۔ احمد، ابوداؤد ص ۱۲۹۔ ج ا۔ نسائی عمل الیوم واللیلۃ از ابن سنی، متدرک ص ۵۶۰ از حاکم و دلائل از بیہقی)

(۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب تم نے سونے کے لئے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور سورۂ فاتحہ اور ''**قل ھو اللہ احد**'' پڑھ لیا تو پھر موت کے علاوہ ہر چیز سے تمہیں امان مل گئی۔ (ایضاً، مسند بزار)

(۲۰) حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں ابلیس چار بار پھوٹ پھوٹ کر رویا ہے۔ (۱) جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔ (۲) جب اس پر لعنت بھیجی گئی۔ (۳) جب زمین پر آیا۔ (۴) جب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

(درمنثور ص ۵، ۶۔ ج ۱، تفسیر وکیع مصاحف ابن انباری، عظمۃ از ابوالشیخ، حلیہ از ابونعیم)

ابن ضریس نے ''فضائل القرآن'' میں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب ''الحمد للہ رب العلمین'' نازل ہوئی ابلیس کو بہت شاق گزرا اور زار زار رویا، خوب خوب چیخا۔ ابن ضریس ہی نے عبدالعزیز بن ربیع سے نقل کیا ہے جب فاتحہ کتاب نازل ہوئی ابلیس اس دن کی طرح زار زار رویا جس دن اسے ملعون کیا گیا۔

(درمنثور ص ۶۔ ج ۱)

(۲۱) ابوالشیخ نے ''الثواب'' میں حضرت عطاء سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا جب تمہیں کوئی ضرورت ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھو اور مکمل پڑھو انشاء اللہ ضرورت پوری ہو گی۔

(درمنثور ص ۶۔ ج ۱)

(۲۲) حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ شروع ہوتے وقت جو حاضر ہوا گویا راہ خدا کی ایک فتح میں حاضر ہوا اور جو اس کے ختم کئے جانے تک موجود رہا گویا وہ مال غنیمت تقسیم کئے جانے تک موجود رہا۔

(درمنثور ص ۶۔ ج ۱۔ ابن ضریس)

فضائل سورۂ بقرہ:

اس کے مزید دو نام یہ ہیں ''فسطاط القرآن'' اور ''سنام القرآن''

(اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

حدیث و تفسیر کی کتابوں میں سورۂ بقرہ کے فضائل بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ چند روایتیں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالو جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۴، مسلم ص ۲۶۵۔ باب استحباب النافلة فی بیتہ)

قبرستان میں جس طرح تلاوت، طاعت اور عبادت نہیں کی جاتی وہ ویران رہتا ہے اس طرح گھروں کو تلاوت وعبادت سے خالی رکھ کر انہیں ویرانہ نہ بنالو خصوصیت کے ساتھ ان میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کرو اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اس کے بھاگنے کے اسباب یہ ہو سکتے ہیں۔

۱۔ شیطان اہل خانہ کو اس سورہ کی برکت سے گمراہ نہیں کر سکتا ہے اس لئے مایوس ہو کر کوئی اور ہی راہ لیتا ہے۔

۲۔ شیطان دیکھتا ہے کہ اہل خانہ دین کے لئے محنت ومشقت کر رہے ہیں اور یقین کی تلاش میں کوشاں ہیں اس لئے ان سے مایوس ہو جاتا ہے۔ سورہ بقرہ کو یہ شرف حاصل ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سب سے طویل سورہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کے احکام اس میں کثرت سے آئے ہیں اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس میں ایک ہزار امر، ایک ہزار نہی، ایک ہزار حکمتیں اور ایک ہزار خبریں ہیں۔ (مرقاۃ ص ۵۸۰۔ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے تم اپنے گھروں میں سورہ بقرہ کی تلاوت کیا کرو اس لئے کہ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

(کنز العمال ص ۱۳۰۔ ج ۱۔ مستدرک ص ۵۶۱۔ ج ۱۔ از حاکم، شعب الایمان از بیہقی)

ایک اور روایت میں ہے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بوقت شب جو شخص اپنے گھر میں سورہ بقرہ پڑھتا ہے شیطان تین رات تک اس گھر میں داخل نہیں ہوتا اور جو دن میں اسے اپنے گھر میں پڑھتا ہے تین دن تک شیطان اس گھر میں نہیں جاتا۔

(کنز العمال ص ۱۴۰۔ ج ا۔ مسند ابویعلیٰ، صحیح ابن حبان، معجم کبیر از طبرانی و شعب الایمان از بیہقی)

حضرت صلصال بن دلہمس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے تم اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کیا کرو اور تم ان (گھروں) کو قبروں کی طرح ویرانہ نہ بنالو اور جو شخص سورۂ بقرہ کی تلاوت کرے گا اسے جنت میں ایک تاج پہنایا جائے گا۔

(کنز العمال ص ۱۴۰۔ ج ا۔ شعب الایمان از بیہقی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے حضور کا ارشاد ہے تم قرآن سیکھو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (کنز العمال ص ۱۴۰۔ ج ا۔ کامل ابن عدی)

(۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ قرآن کا سر اور اس کی چوٹی ہے اس کی ہر آیت کے ساتھ اسی فرشتے اترے ہیں اور اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (آیت الکرسی) عرش کے نیچے سے نازل ہوئی اور سورۂ بقرہ سے یہ ملادی گئی اور سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے جو شخص بھی اسے اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی بہتری کی خاطر پڑھے گا اسے ضرور بخشا جائے گا۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۲۰۔ ج ۲۔ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

اس حدیث میں سورۂ بقرہ کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کی ایک خاص آیت، آیت الکرسی کی بھی اور ساتھ ہی سورۂ یٰسین کی بھی ان دونوں کے مستقل فضائل ان کے مقام پر آئیں گے اس حدیث نے یہ واضح کیا کہ جس طرح انسان کے سر و دل دو سب سے اہم اعضاء ہیں اسی طرح قرآن کے بھی دو اہم ترین حصے ہیں سر کا مقام جسے حاصل ہو سکتا ہے وہ سورۂ بقرہ ہے اور دل کا مقام جسے مل سکتا ہے وہ سورۂ یٰسین ہے۔

(۳) حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں جس وقت میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا میں نے اپنے پیچھے سے ایک

دھما کہ سنا مجھے خیال ہوا کہ میرا گھوڑا کھل گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوعتیک (جب کبھی بھی ایسا ہو) تم پڑھتے رہنا (پھر تلاوت میں مشغول ہوا) اور نگاہ اوپر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان وزمین کے درمیان چراغ لٹک رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ابوعتیک پڑھتے رہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (خوف و دہشت کی وجہ سے) تلاوت جاری رکھنا میرے بس کا نہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے تھے سورۂ بقرہ کی تلاوت کے باعث اترے تھے اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو بہت سی حیرت انگیز چیزیں دیکھتے۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۲۳، ۶۲۴۔ ج ۲، ابن حبان، بخاری، مسلم وصحیح ابن حبان)

اس حدیث سے متعلق اجمالی گفتگو گزر چکی سورۂ بقرہ کی یہ برکت تھی کہ اس کی قرأت کے لئے آسمان سے نورانی فرشتوں کے اترنے کا تانتا بندھ گیا تھا اور ایک صحابی رسول ﷺ بتقاضائے بشریت اسے دیکھنے کی تاب نہ رکھ سکے اسی طرح کا واقعہ ایک دوسرے صحابی حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا تھا۔ ابوعبیدہ نے تخریج کی ہے۔ جریر بن یزید سے مروی ہے مشائخ مدینہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا حضور ثابت بن قیس بن شماس کا حال آپ کو معلوم ہوا ان کا گھر کل رات بھر نورانی چراغوں سے روشن رہا حضور نے فرمایا اس نے سورۂ بقرہ پڑھی ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ثابت سے اس کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ (ہاں) میں نے سورۂ بقرہ پڑھی تھی۔ (ابن کثیر ص ۳۳۔ ج ۱)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ہر چیز کا ایک اونچا اور بلند حصہ ہوتا ہے قرآن کا وہ بلند حصہ سورۂ بقرہ ہے اس میں ایک آیت ہے جو قرآنی آیتوں کی سردار ہے (اس کا منصب دوسری آیتوں میں وہ ہے جو ایک سردار کا پوری قوم میں ہوتا ہے) یہ ہے آیت الکرسی۔ حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں، سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآنی آیات کی سردار ہے یہ جس گھر میں پڑھی جائے گی شیطان اس سے

نکل بھاگے گا یہ ہے آیت الکرسی۔

(الترغیب والترہیب ص۶۲۲۔ج ۲، ترمذی ص ۱۱۱۔ ج ۲۔ مستدرک ص ۲۵۹۔ ج ۲۔ از حاکم)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جہاں کہیں میں تم میں کسی سے اس حال میں ملوں کہ وہ اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر گنگنا رہا ہے اور سورۂ بقرہ سے غافل ہے بس اسے سورۂ بقرہ پڑھا کر رہوں گا (مزید فرمایا) اور گھروں میں سب سے، ویران گھر وہ ہے جو اللہ عزوجل کی کتاب سے خالی ہو۔

(کنزالعمال ص ۱۴۰۔ ج ۱۔ شعب الایمان از بیہقی)

(۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس سورہ میں بقرہ کا ذکر ہے وہ قرآن کا خیمہ ہے اس لئے تم اسے سیکھو کیونکہ اس کا سیکھنا باعث خیر وبرکت اور اسے چھوڑ دینا باعث حسرت ہے اور باطل پرست (جادوگر وغیرہ) اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔

(کنزالعمال ص ۱۴۰۔ ج ۱۔ دیلمی)

حضرت معاویہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ باطل پرست سے مراد جادوگر ہیں۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۲۱۔ ج ۲)

اس سورہ کی تلاوت کرنا اس کے معانی پر غور وفکر کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا باعث خیر وبرکت ہے اور اسے چھوڑنا باعث حسرت ہے جیسا کہ وارد ہوا کہ اہل جنت کو اگر کسی چیز کی حسرت ہوگی تو صرف اس وقت پر ہوگی جو دنیا میں ذکر الٰہی سے خالی گزرا ہوگا۔

(مرقاۃ ص ۵۸۱۔ ج ۲)

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سب سے عجیب چیز دیکھی ہے اس سے ہمیں باخبر کیجئے، حضرت عائشہ خاموش رہیں پھر انہوں نے بیان فرمایا ایک رات کا واقعہ ہے حضور نے فرمایا، عائشہ مجھے اپنے پروردگار کے لئے اس رات عبادت کرنے دو۔ میں نے کہا بخدا مجھے آپ کا

قرب محبوب ہے اور مجھے وہی پسند ہے جس سے آپ خوش رہیں وہ فرماتی ہیں اس کے بعد اٹھے وضو سے فارغ ہو کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور مسلسل رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی بغل (آنسوؤں سے) تر ہو گئی۔ وہ فرماتی ہیں پھر بیٹھے اور مستقل روتے رہے اس حد تک کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی۔ وہ فرماتی ہیں ابھی رونے کا سلسلہ ٹوٹا نہیں تھا کہ زمین تر ہو گئی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہو گئے جب انہوں نے حضور کو روتے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ رو رہے ہیں جبکہ ''اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے۔'' حضور نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ بیشک میرے اوپر گزشتہ رات ایک آیت اتری ہے ایسی آیت جو اسے پڑھے اور غور و فکر نہ کرے اس کے لئے تباہی ہو وہ آیت یہ ہے ان فی خلق السمٰوٰت والارض الخ۔ (الترغیب والترہیب ص ۶۲۸ ج ۲۔ صحیح ابن حبان)

پوری آیت کریمہ یہ ہے۔ (حاشیہ الترغیب ص ۸۶۸۔ ج ۲)

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنہار والفلك التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السمآء من مآء فاحیا بہ الارض بعد موتھا و بث فیھا من کل دآبة و تصریف الریاح والسحاب المسخر بین السمآء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون۔ (البقرۃ ۱۶۴)

بلاشبہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور رات و دن کے مختلف ہونے اور اس کشتی میں جو لوگوں کے نفع کے ساتھ سمندر میں چلتی ہے اور اس پانی میں جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا پھر اس سے مردہ زمینوں کو حیات بخشی اور اس میں ہر طرح کے جاندار پھیلائے اور ہواؤں کی گردش میں اور ان

بادلوں میں جو آسمان و زمین کے بیچ زیرنگیں ہیں ان سب میں عقلمندوں کے
لئے ضرور نشانیاں ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت بھیجی ان کی تعداد خاصی تھی سب سے حضور نے قرآن پڑھا کر سنا ایک ایسے شخص کی باری آئی جو ان میں نوعمر تھے حضور نے پوچھا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے انہوں نے جواب دیا۔ یہ اور یہ اور سورۂ بقرہ بھی یاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں سورۂ بقرہ بھی یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ حضور نے فرمایا جاؤ تم ان کے امیر ہو۔

(درمنثور ص ۲۰۔ ج ا۔ ترمذی ص ۱۱۱۔ ج ۲، نسائی، ابن ماجہ و کتاب الصلوٰۃ از محمد بن نصر مروزی، ابن حبان، حاکم وشعب الایمان از بیہقی)

حضرت تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا قرآن کی کون سی سورہ افضل ہے انہوں نے فرمایا سورہ بقرہ، میں نے عرض کیا پھر کون سی آیت افضل ہے انہوں نے فرمایا آیت الکرسی۔

(درمنثور ص ۲۰۔ ج ا۔ وکیع وفضائل القرآن از ابوذر ہروی)

اسی طرح حضرت حارث، ابن ضریس اور محمد بن نصر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں سے سے افضل سورۂ بقرہ ہے اور اس میں سب سے عظیم آیت، آیت الکرسی ہے اور یقیناً شیطان اس گھر سے نکل بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت سنتا ہے۔ (کنزالعمال ص ۱۴۰۔ ج ا)

(۱۱) علامہ بغوی نے اپنی معجم میں ربیعہ جرشی سے روایت کی ہے۔ قرآن میں سب سے افضل سورۂ بقرہ ہے اور قرآن کی سب سے افضل آیت، آیت الکرسی ہے۔

(کنزالعمال ص ۱۴۱۔ ج ا)

(۱۲) محمد بن نصر نے ''کتاب الصلوٰۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

کی ہے انہوں نے فرمایا قرآن کی اعلیٰ سورہ، سورۂ بقرہ ہے اور اعلیٰ آیت آیت الکرسی ۔ہے۔
(درمنثور ص۲۱ ۔ ج۱)

(۱۳) حضرت ایفع بن عبد کلاعی سے روایت ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قرآن کی سب سے عظیم سورہ کونسی ہے حضور نے فرمایا "قل هو الله احد" اس نے کہا پھر کونسی آیت آپ پسند فرماتے ہیں جس کا ثواب و فائدہ آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچے حضور نے فرمایا سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں (امن الرسول سے فانصرنا على القوم الكفرين تک) اس لئے کہ یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے اس کے عرش کے نیچے سے نازل ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اس امت کو مرحمت فرمائیں دنیا و آخرت کی کوئی ایسی خیر نہیں جسے ان آیتوں نے اپنے اندر سمیٹ نہ لیا ہو۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۹۔ دارمی)

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں "امن الرسول" سے ایمان و تصدیق اور "سمعنا و اطعنا" سے اسلام اور ظاہری احکام اور "اليك المصير" سے آخرت میں اعمال کی جزاء اور "لا يكلف الله نفسا الخ" سے دین و دنیا کے منافع کا اشارہ ملتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص۱۵۲ ۔ ج۲)

اس حدیث میں "قل هو الله احد" کو سب سے عظیم سورہ فرمایا گیا اور اس سے پہلے والی حدیث میں سورۂ بقرہ کو سب سے افضل سورہ بتایا گیا اور اس سے قبل سورۂ فاتحہ کو بھی سب سے عظیم اور افضل فرمایا گیا آخر ایسا کیوں کر ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مختلف حیثیتوں اور جہتوں اور متعدد اعتبار و لحاظ سے یہ بات ہے کوئی سورہ کسی حیثیت سے افضل ہے تو دوسری سورہ کسی اور اعتبار سے افضل ہے مثلاً سورۂ بقرہ اس لحاظ سے افضل ہے کہ یہ سب سے طویل سورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور احکام اسلام اس میں کثرت سے وارد ہوئے ہیں اس کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ اس میں ہزار امر (حکم) ہزار نہی، ہزار حکمتیں اور ہزار خبریں ہیں۔ (مرقاۃ ص۵۸۰ ۔ ج۲)

سورۂ فاتحہ اعظم وافضل اس لئے ہے کہ یہ مقاصد قرآن کی جامع ہے اور نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اور ''قل ھو اللہ احد'' اس لئے افضل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے اور آیت الکرسی اس لئے سب سے عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ثبوتی اور سلبی صفتیں اور اس کی عظمت وجلالت سب کو یہ آیت حاوی ہے اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اس لئے اعظم ہیں کہ ان میں ایمان وتصدیق واسلام اور اس کے ظاہری احکام اور آخرت میں اعمال کی جزاء اور دنیا وآخرت کے منافع وفوائد اور ایک جامع دعا ہے۔

(لمعات حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۸۹)

(۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ بقرہ اور آیت الکرسی پڑھتے تو ہنستے اور فرماتے یہ دونوں رحمٰن کے زیر عرش خزانے سے ہیں اور جب یہ پڑھتے

من یعمل سوءا یجز بہ۔

ترجمہ: جو برا کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔

تو **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھتے اور منکسر ہوجاتے۔

(درمنثور ص۳۲۳۔ج۱۔ابن مردویہ)

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نکلے۔ شیطان کی ان سے ملاقات ہوگئی دونوں کے بیچ کشتی ہوئی، صحابی نے اسے پچھاڑ دیا، شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایک بات بتا دیتا ہوں صحابی نے اسے چھوڑ دیا، شیطان نے بتانے سے انکار کر دیا پھر دوبارہ دونوں کی لڑائی ہوئی پھر صحابی نے اسے پچھاڑ دیا شیطان نے کہا۔ مجھے چھوڑ دیجئے اب میں یقیناً وہ بات بتاؤں گا جو آپ کو پسند آئے گی۔ چنانچہ انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ بتاؤ پھر اس نے انکار کر دیا۔ پھر تیسری بار کشتی ہوئی اور صحابی رسول نے پھر کشتی ماری اور شیطان کے سینے پر بیٹھ گئے اور اس

کا انگوٹھا دانت سے کاٹنے لگے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے انہوں نے کہا جب تک، مجھے وہ بات بتاؤ گے نہیں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ اس نے کہا "سورۂ بقرہ" اس کی کوئی بھی آیت آپ شیطانوں کے جھنڈ پر پڑھیں فوری شیاطین بکھر جائیں گے اور جس گھر میں پڑھیں گے اس میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا لوگوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن وہ آدمی کون تھے انہوں نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔

(درمنثور ص ۲۰۔ ج ۱۔ مکاید الشیطان از ابن ابوالدنیا)

فضائل آیت الکرسی:

قرآنی آیات میں آیت الکرسی کے فضائل جس کثرت سے وارد ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کی کوئی اور آیت اس معاملہ میں اس کی شریک نہیں اس کے چند فضائل یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ وفطر وصول کرنے کے لئے مجھے مقرر کیا میرے پاس ایک آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ سے غلہ لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ کر کہا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا اس نے کہا میں ایک غریب آدمی ہوں اور میرے ذمہ اہل وعیال ہیں اور میں بڑا ضرورت مند ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا صبح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوہریرہ گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا حضور اہل وعیال اور اپنی سخت محتاجی کی اس نے شکایت کی تو مجھے اس پر ترس آگیا اور اسے چھوڑ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سنو! اس نے تم سے غلط کہا ہے پھر وہ جلد ہی آئے گا۔

یہ کہتے ہیں مجھے تو یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے باعث وہ ضرور آئے گا چنانچہ میں اس کے انتظار میں بیٹھا ہی تھا کہ وہ آیا اور دونوں ہاتھ سے غلہ اٹھانے لگا

میں نے اسے پکڑ کر کہا اب تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے، میں ایک محتاج آدمی ہوں اور میرے ذمے اہل وعیال ہیں اب پھر میں نہیں آؤں گا مجھے ترس آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابوہریرہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) اس نے اہل وعیال اور شدید احتیاج کی شکایت کی پھر میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا، حضور ﷺ نے فرمایا، سنو! اس نے تم سے غلط کہا ہے پھر وہ جلد ہی آئے گا۔

مجھے یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کے باعث وہ ضرور آئے گا چنانچہ میں اس کے انتظار ہی میں بیٹھا تھا کہ وہ آیا اور دونوں ہاتھ سے غلہ اٹھانے لگا میں نے اسے گرفتار کر کے کہا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا یہ تیسری بار ہے کہ تم کہتے ہو کہ نہیں آؤ گے پھر آتے ہو۔

اس نے کہا میں آپ کو چند جملے بتا دیتا ہوں جن کے ذریعہ آپ کو اللہ تعالیٰ فائدہ پہنچائے گا جب آپ سونے کے لئے بستر پر جائیں تو آیت الکرسی **"اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم"** آخر آیت تک پڑھ لیں (ایسا کریں گے) تو اللہ کی طرف سے مستقل آپ کے اوپر ایک محافظ رہے گا اور شیطان آپ کے قریب نہیں آئے گا اسی حال میں آپ کی صبح ہو گی۔ (جب اس نے یہ نسخہ بتایا) تو میں نے پھر اسے چھوڑ دیا صبح کو حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا اس نے مجھے چند ایسے کلمات بتانے کو کہا جن سے اللہ مجھے نفع دے گا۔ حضور نے فرمایا سنو! اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے (اپنی دیگر باتوں میں جھوٹا ہوتا ہے مگر یہ علاج اس نے صحیح بتایا ہے)

ابوہریرہ! تین راتوں سے جس سے تم ہمکلام ہو رہے ہو تم جانتے بھی ہو وہ کون

ہے، میں نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، حضور نے فرمایا وہ شیطان ہے۔

(بخاری ص ۳۱۰۔ ج ۱، مشکوٰۃ ۱۸۵)

اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) انسان شیطان کو دیکھ سکتا ہے ہاں اس کو اس کی اصلی شکل میں نہیں دیکھا جا سکتا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

انه یرٰکم هو و قبیله من حیث لا ترونهم۔ (اعراف ۲۷)

یقیناً وہ (شیطان) اور اس کا قبیلہ تم لوگوں کو اس طرح دیکھتا ہے کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

(۲) علامہ طیبی نے تحریر فرمایا کہ اس میں حضور ﷺ نے غیب کی خبر دی ہے۔

(مرقاۃ ص ۵۸۲۔ ج ۲)

جبھی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کچھ بیان کرنے سے پہلے حضور ﷺ نے پوچھا تمہارے قیدی نے کیا کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ دوبارہ سہ بارہ آئے گا اور دوسری، تیسری شب آیا بھی۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس سے کرامت بھی ثابت ہوئی کہ حضور ﷺ کی صحبت اور اطاعت کی برکت سے آپ نے شیطان کو پکڑا اور اسے نامراد واپس کیا۔

(۴) ابن ملک نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے بھی علم حاصل کرنا درست ہے جو اپنے کہے پر خود عمل نہ کرے مگر اس شرط کے ساتھ کہ علم حاصل کرنے والا حاصل کئے جانے والے علم کی بہتری سے واقف ہو ایسا نہ ہو کہ علم کی اچھائی اور خرابی کا اعتبار نہ رکھتا ہو ورنہ اس صورت میں جائز نہ ہوگا۔ (مرقاۃ ص ۵۸۳۔ ج ۲)

(۵) سوتے وقت اگر کوئی آیت الکرسی پڑھ لے تو رات بھر اللہ تعالیٰ کا ایک نگہبان اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس سے شیطان قریب نہیں آ سکتا۔ امام بیہقی کی روایت ہے کہ جو

شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر اور اس کے پڑوسی کے گھر اور اس کے آس پاس کے اہل خانہ سب کو امن وعافیت دیتا ہے۔ (مرقاۃ ص۵۸۳۔ج۲)

(۲) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی ایک کوٹھلی تھی اس میں کھجور رکھی ہوئی تھی جن آتے تھے اور اس سے کھجور لے جاتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی حضور نے فرمایا جاؤ جب تمہیں وہ نظر آئیں تو یہ کہنا۔

باسم اللہ اجیبی رسول اللہ۔

اللہ کے نام سے تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔

چنانچہ انہوں نے جب یہ کلمات کہے ان کی برکت سے جن کو پکڑ لیا تو اس جن نے قسم کھائی کہ پھر وہ نہیں آئے گا انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تمہارے قیدی کا کیا معاملہ رہا۔ انہوں نے کہا اس نے قسم کھائی کہ پھر نہیں آئے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا وہ جھوٹ کا عادی ہے پھر انہوں نے دوبارہ گرفتار کیا، اس نے باز آنے کی قسم کھائی پھر انہوں نے چھوڑ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے قیدی کا کیا ہوا انہوں نے کہا اس نے (اس حرکت سے) باز آنے کی قسم کھائی (اس لئے اسے چھوڑ دیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا، جھوٹ کا یہ عادی ہے پھر انہوں نے اسے گرفتار کر کے کہا اب میں تمہیں نہ چھوڑوں گا اور تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جا کر رہوں گا۔ اس جن نے کہا میں تم سے ایک چیز بتاتا ہوں یعنی ''آیت الکرسی'' تم اس کو اپنے گھر میں پڑھو شیطان و جن تمہارے قریب نہیں آئیں گے۔ یہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، تمہارے قیدی نے کیا کیا انہوں نے اس جن کی کہی ہوئی بات بتائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔

(الترغیب والترہیب ص۶۳۰، ۶۳۱۔ج۲، ترمذی ص۱۱۱۔ج۲)

(۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے، ابو منذر تم جانتے ہو کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں پھر حضور نے پوچھا تمہارے ساتھ کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے۔ انہوں نے کہا۔ "**اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم**"۔ حضرت ابی فرماتے ہیں اس کے بعد حضور نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تمہیں یہ علم مبارک ہو۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۳۳۔ ج ۲، مسلم ص ۲۵۔ ج ۱، ابوداؤد ص ۲۰۶۔ ج ۱)

ابو داؤد طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید اور بیہقی کی روایت میں اتنا اضافہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے آیت الکرسی کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں وہ ساق عرش کے پاس مالک کائنات کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔

(کنز العمال ص ۱۴۱۔ ج ۱۔ فضائل القرآن، ابن ضریس، رویانی، صحیح ابن حبان، عظمۃ از ابوالشیخ، کبیر از طبرانی، مستدرک حاکم)

حاکم کی روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزے اور صدقہ کے فضائل بیان کئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اوپر سب سے عظیم آیت کون سی نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم**" اخیر تک حضور نے پڑھی۔ (مستدرک حاکم ص ۲۸۲۔ ج ۲)

حاکم کی ایک اور روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی آیتوں کی سردار آیت الکرسی ہے۔ (مستدرک ص ۲۶۰۔ ج ۲)

ان روایات میں آیت الکرسی کو عظیم ترین آیت اور آیتوں کا سردار فرمایا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کئی ایک ثبوتی اور سلبی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے متعلق بتایا کہ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس

کی ایسی زندگی ہے جس کے لئے موت وفنا کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور وہ ایسا مستقل بالذات ہے کہ وہ سب سے بالکل بے نیاز ہے نہ اسے نیند آسکتی ہے نہ ہلکی سی اونگھ ہی، پھر اس نے اپنی مطلق بادشاہی کی خبر دی کہ آسمان وزمین جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اسی کے زیر نگیں ہے اور کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش نہیں کرسکتا (انبیاء وشہداء وغیرہم کو شفاعت کی اجازت قرآن وحدیث سے ثابت ہے) پھر اس نے بتایا کہ اس کے علم نے گزشتہ اور آئندہ کے تمام امور کا احاطہ کر رکھا ہے اور مخلوقات میں صرف وہی مخلوقات جان سکتی ہیں جن کے جاننے کی اس نے اجازت دے رکھی ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس کی کرسی آسمان وزمین سے بھی کہیں زیادہ وسیع ہے آسمان وزمین اس کی کرسی میں ایسے ہی ہیں جیسے کہ چھوٹی سی گول چیز وسیع صحراء میں ڈال دی گئی ہو اور یہ بھی بتایا کہ آسمان وزمین اور ان کے اندر کی چیزوں کی حفاظت اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں اور وہ ایسا بلند ہے جس کے لئے ساری بلندیاں ہیں ذات کی بلندی ایسی کہ کسی مخلوق میں اس بلندی کے ایک ذرہ کا بھی تصور نہ کیا جا سکے اور صفات کی بلندی ایسی کہ کسی مخلوق میں ایسی صفت کے ادنیٰ سے ادنیٰ حصہ کا تخیل نہ کیا جا سکے اور قہر کی بلندی ایسی کہ وہ اپنے بندوں کے اوپر قاہر مطلق حقیقی اور قدر وشرف کی بلندی ایسی کہ وہ اپنی مجد وشرف میں کامل واکمل، اور اس سے بھی باخبر کیا کہ وہ ایسی عظمت والا جس کی عظمت کی کوئی حد نہیں۔

(حاشیہ ترغیب ص ۶۲۲۔ ج ۲)

(۴) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا وہ دوسری نماز تک اللہ کے ذمہ اور حفاظت میں رہے گا۔

(کنز العمال ص ۱۴۱۔ ج ۱۔ کبیر از طبرانی، سنن سعید ابن منصور اور دیلمی بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ)

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس کی روح بذات خود اللہ عزوجل قبض فرماتا ہے اور وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس نے اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی طرف سے جنگ کی ہو اور وہ اس میں شہید کیا گیا ہو۔

(کنزالعمال ص ۱۴۱۔ ج ا۔ حکیم بروایت زید مروزی)

خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جو شخص آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ بذات خود اس کی روح قبض فرماتا ہے۔ (کنزالعمال ص ۱۴۱۔ ج ۱)

ایک اور روایت ہے، ابن سنی اور دیلمی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ہے جو ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے رب تعالیٰ بذات خود اس کی روح قبض فرماتا ہے اور وہ اس مجاہد کا درجہ پاتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کی جانب سے جہاد کیا ہو اور وہ اس میں شہید کیا گیا ہو۔ (کنزالعمال ص ۱۴۱۔ ج ۱)

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت روکے رکھتی ہے (اس کا انتقال ہوا نہیں کہ جنت میں داخل ہوا) اور جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے پڑوسی کے گھر اور اس کے آس پاس کے گھروں کو امان دے دیتا ہے۔ (کنزالعمال، شعب الایمان از بیہقی)

(۷) ابن سنی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت کی ہے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے وہ انتقال کرتے ہی جنت میں داخل ہوتا ہے۔

(کنزالعمال، شعب الایمان)

(۸) بیہقی نے حضرت صلصال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس کے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان موت کا فاصلہ ہوتا ہے جوں ہی وہ مرتا ہے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ (کنزالعمال شعب الایمان)

(۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ایک دن لوگوں کے پاس آئے لوگ قطار سے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی قرآن کی سب سے عظیم آیت مجھے بتائے گا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حقیقت کے جاننے والے

کے پاس آپ تشریف لائے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے قرآن کی سب سے عظیم آیت "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم الخ" ہے۔ (ابن کثیر ص ۳۰۷۔ ج ۱)

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی سب سے عظیم آیت آیت الکرسی ہے جو اسے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے یہ فرشتہ اس وقت سے آنے والے کل تک اس کی نیکیاں لکھتا ہے اور برائیاں مٹاتا ہے۔ (تفسیر بیضاوی ص ۱۱۷۔ ج ۱)

علامہ خازن تحریر فرماتے ہیں آیت الکرسی کو قرآن کریم کی عظیم ترین آیت ہونے کا امتیاز اس لئے حاصل ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی اسماء وصفات کو حاوی ہے مثلاً معبودیت، وحدانیت، حیات، علم، قیومیت، مالکیت، قدرت، ارادہ وغیرہ صفتیں اس میں پائی جاتی ہیں اور یہی اسماء وصفات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ ذکر کی جانے والی چیزوں میں اللہ تعالیٰ سب سے عظیم ہے اس لئے اس کی توحید و تعظیم کا ذکر بھی تمام ذکروں میں عظیم ترین ہوگا۔ (تفسیر خازن ص ۳۹۶۔ ج ۱)

(۱۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کسی پختہ عقل شخص کو میں نہ دیکھوں گا کہ یہ آیت "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم الخ" پڑھے بغیر وہ سوئے اگر تم جان لو کہ اس میں کیا ہے تو اسے کسی حال میں نہ چھوڑو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیت الکرسی عرش کے نیچے سے مجھے دی گئی اور مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو یہ نہ دی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کوئی ایسی شب نہ گزری جس میں میں نے آیت الکرسی نہ پڑھی ہو۔

(کنز العمال ص ۲۲۱۔ ج ۱۔ دیلمی، اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب از شمس الدین بن جزری)

اس حدیث کے ہر راوی کا بیان ہے کہ جب سے یہ حدیث ہمیں پہنچی اس وقت سے اب تک ہم نے کسی بھی رات اس کا پڑھنا ترک نہ کیا۔

(کنز العمال ص ۲۲۱۔ ج ۱۔ دیلمی اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب)

(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے شکایت کی کہ گھر کے اندر کی چیزوں میں کوئی برکت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم آیت الکرسی نہیں پڑھتے جس کھانے اور سالن پر تم آیت الکرسی پڑھو گے اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت دے گا۔

(در منثور ص ۳۲۳۔ ج ۱۔ امالی از ابوالحسن محمد بن احمد واعظ و ابن نجار)

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ شکر گزار بندے کا ثواب، صدیق کا عمل اور انبیاء کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے اوپر اپنا دست رحمت پھیلاتا ہے اور وہ انتقال کرتے ہی جنت میں داخل ہوتا ہے۔

(در منثور ص ۳۲۳۔ ج ۱، تاریخ بغداد از ابن نجار)

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے یہ قرآن کی آیتوں کا سر ہے جس گھر میں یہ پڑھی جائے گی اگر اس میں شیطان ہے تو وہ یقیناً نکل بھاگے گا یہ آیت الکرسی ہے۔

(کنز العمال ص ۱۴۱۔ ج ۱ مستدرک از حاکم)

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اللہ کی مخلوقات جنت دوزخ، آسمان و زمین میں سے کوئی بھی سورۂ بقرہ کی آیت آیت الکرسی سے زیادہ عظمت کی حامل نہیں۔ (در منثور ص ۳۲۳۔ ج ۱۔ ابوعبید، ابن ضریس اور محمد بن نصر)

اسی طرح امام بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ان کا ارشاد ہے آسمان و زمین اور پہاڑ کوئی بھی آیت الکرسی سے عظمت میں بڑھا ہوا نہیں۔ (در منثور ص ۳۲۳۔ ج ۱)

(۱۶) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کرب و اضطراب کے وقت آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی فرمائے گا۔ (درمنثور ص ۳۲۵۔ ج ا۔ ابن سنی)

(۱۷) ابن اسحاق سے منقول ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں گئے تو اس میں شور سنا انہوں نے کہا یہ کیا، ایک جن نے جواب دیا ہم قحط کے شکار ہو گئے ہیں اس لئے میں نے آپ کے پھل سے کچھ لینے کا ارادہ کیا ہے آپ اسے ہمارے لئے جائز کر دیجئے انہوں نے کہا ہاں۔ (میں نے تمہارے لئے جائز کر دیا) پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم ہمیں وہ نہ بتاؤ گے جس کے ذریعہ ہم تم سے بچ سکیں، اس نے کہا آیت الکرسی ہے (اسے پڑھو تو کوئی جن و شیطان قریب نہیں آئے گا)

(درمنثور ص ۳۲۷۔ ج ا۔ مکائد الشیطان از ابن ابی الدنیا)

خواتیم بقرہ:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کے خزانوں سے دو آیتیں نازل فرمائیں۔ مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ان کو رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھا جو شخص ان آیتوں کو عشاء کے بعد پڑھ لے گا یہ آیتیں اس کے لئے تہجد وغیرہ سے بے نیاز کر دیں گی۔

(درمنثور ص ۳۷۸۔ ج ا۔ ابن عدی)

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورۂ بقرہ کی آخر دو آیتیں کسی شب میں پڑھے گا یہ اسے کافی ہوں گی۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۵۔ بخاری و مسلم، ابوداؤد ص ۲۲۱۔ ج ا۔ مسند حمیدی ص ۲۱۵۔ ج ا۔ حدیث نمبر ۴۵۲)

اس حدیث کا جو آخری ٹکڑا ہے کہ یہ دو آیتیں پڑھنے والے کے لئے کافی ہیں اس کی شرح میں کئی اقوال ہیں۔ علامہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ (۱)

یہ آیتیں پڑھنے والے کو بری اور ناپسندیدہ چیزوں سے بچاتی ہیں۔ (۲) یا یہ آیتیں نماز تہجد سے بے نیاز کرتی ہیں۔ (۳) یا دیگر اوراد و وظائف سے بے نیاز کرتی ہیں۔ (۴) نماز تہجد وغیرہ میں قرآن کا جتنا حصہ کافی ہوسکتا ہے اس میں کم سے کم یہ دو آیتیں ہیں نماز تہجد میں صرف یہی دو آیتیں پڑھ لی جائیں تو بس یہ کافی ہیں۔

(مرقاۃ ص ۵۸۴۔ ج ۲)

طبرانی کی ایک حدیث ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس شخص نے رات میں سورۂ بقرہ کا آخر پڑھ لیا اس نے بہت پڑھ لیا اور عمدہ کیا۔

(درمنثور ص ۳۷۸۔ ج ۱)

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اسی دوران حضور نے اوپر سے ایک سخت آواز سنی اور اپنا سر اٹھایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا آج وہ آسمانی دروازہ کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہ کھلا تھا اس سے ایک فرشتہ اترا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اس فرشتہ نے (حضور کو) سلام عرض کرنے کے بعد کہا آپ کو دو نوروں کی بشارت ہے جو صرف آپ کو دیئے گئے آپ سے پہلے وہ کسی اور نبی کو نہ دیئے گئے تھے، ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں ان میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے وہ قبول کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۵۔ مسلم ص ۲۷۱، نسائی ص ۱۴۵۔ ج ۱)

اخیر آیتوں سے مراد سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں یا تین اس میں قدرے اختلاف ہے اکثر حضرات نے دو آیتیں بتائی ہیں یعنی ''امن الرسول'' سے ''فانصرنا علی القوم الکفرین'' تک چنانچہ ابن حجر نے فرمایا ہے وہ حصے جو کسی سابق نبی پر نازل نہ ہوئے ان میں آیت الکرسی بھی ہے اور خواتیم بقرہ بھی اور ان خواتیم بقرہ کا آغاز ''امن الرسول'' ہے۔

(مرقاۃ ص ۵۸۴۔ ج ۲)

(۴) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کے پیدا فرمانے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس سے دو آیتیں نازل فرمائیں انہیں سے سورۂ بقرہ ختم فرمائی جس گھر میں بھی تین راتوں تک یہ آیتیں پڑھی جائیں گی شیطان اس سے قریب بھی نہ جائے گا۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۲۶ ۔ ج ۲ ۔ ترمذی ص ۱۱۲، نسائی، صحیح ابن حبان، دارمی، مستدرک ص ۲۶۰ ۔ ج ۲)

(۵) حضرت جبیر بن نفیر تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ دو ایسی آیتوں سے ختم فرمائی جو مجھے اس کے زیر عرش کے خزانے سے ملی ہیں اس لئے تم انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی ان کی تعلیم دو یہ طلب مغفرت کا قرینہ اور اللہ سے قرب کا ذریعہ اور ایک اچھی دعا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۹ ۔ دارمی)

حاکم کی روایت میں ''ابناء کم'' بھی ہے یعنی اپنی اولاد کو بھی ان آیتوں کی تعلیم دو۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۲۷ ۔ ج ۲)

امام احمد اور امام بیہقی اور محدث سعید بن منصور نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی ہے حضور نے فرمایا سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں مجھے زیر عرش کے خزانے سے دی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو یہ نہ ملیں۔

(کنز العمال ص ۱۴۲ ۔ ج ۱)

(۶) حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں ''آمن الرسول'' سے اخیر تک انہیں تم خوب پڑھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ذریعہ برگزیدہ اور ممتاز فرمایا۔ (درمنثور ص ۳۷۸ ۔ ج ۱ ۔ طبرانی)

امام مسلم، امام احمد، امام بیہقی وغیرہ کی روایتوں میں یہ گزرا کہ یہ آیتیں حضور کے علاوہ کسی اور نبی کو نہ دی گئیں صرف حضور کو ان آیتوں کا اعزاز بخشا گیا۔ ان کے علاوہ امام نسائی، امام طبرانی، ابن مردویہ، ابن راہویہ وغیرہ کی روایتوں میں بھی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔

(درمنثور ص ۳۷۸ ۔ ج ۱)

(۷) حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ بقرہ کی آخری آیتوں کے بارے میں فرمایا یہ قرآن ہیں اور یہ دعا ہیں۔ یہ آیتیں (اپنے قاری کو) جنت میں داخل کرتی ہیں اور رحمٰن کو راضی کرتی ہیں۔

(ایضاً بحوالہ ابوعبیدہ، ابن ضریس اور جعفر فریابی)

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آیتیں قرآن ہیں اور شفا بخش ہیں اور ان میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے یہ ہیں سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں۔ (درمنثور ص ۳۷۸۔ ج ۱۔ دیلمی)

سورۂ بقرہ وآل عمران:

ان دونوں کا نام ''زہراوین'' بھی ہے۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

بہت ساری احادیث میں سورۂ بقرہ وآل عمران کے فضائل ایک ساتھ وارد ہوئے ہیں ایسے ہی بعض فضائل یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن کی تلاوت کرو اس لئے کہ وہ روز قیامت اپنے اصحاب (پابندی کے ساتھ تلاوت اور اس کے مطابق عمل کرنے والوں) کی شفاعت کے لئے آئے گا (خاص طور سے) تم دو روشن و تابندہ سورتوں سورۂ بقرہ اور آل عمران کی تلاوت کرو اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے وہ دو گھٹا ہوں یا دو ہلکی بدلیاں ہوں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہو) یا وہ صف بستہ پرندوں کا دو جھنڈ ہوں یہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف جھگڑیں گی (گویا یہ دونوں سورتیں زوردار سفارش کریں گی اور خصوصیت کے ساتھ) سورۂ بقرہ کی تلاوت کرو اس لئے کہ اس کی تلاوت باعث برکت اور اس کا ترک کرنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست اس کے حاصل کرنے کی قدرت نہ رکھ سکیں گے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۴، مسلم ص ۲۷۰۔ ج ۱)

روزِ محشر جب سورج بالکل قریب ہوگا ایسی کڑی اور ہولناک دھوپ ہوگی کہ جس کی شدت سے اللہ کی پناہ، ایسے سخت وقت میں یہ دونوں سورتیں اپنی تلاوت کرنے والوں کے سروں پر بدلیوں کی شکل میں یا پرندوں کی قطاروں کی شکل میں سایہ فگن ہونگی اس طرح جس طرح کہ پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر مبارک پر سایہ فگن ہوتے تھے۔

(مرقاۃ ص ۵۸۱۔ ج ۲)

(۲) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے جو اس پر عمل پیرا ہوئے تھے انہیں لایا جائے گا قرآن میں سورۂ بقرہ و آل عمران آگے آگے ہوں گی (یہ دونوں سورتیں پیشوائی کریں گی) راوی حضرت نواس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کا حال تین مثالوں سے سمجھایا جنہیں میں اب تک بھول نہیں سکا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں سورتیں (روز قیامت) دو بدلیوں کی طرح یا دو کالے سائبان کی طرح ہوں گی ان دونوں کے درمیان امتیاز کے لئے روشنی ہوگی یا وہ دونوں سورتیں صف بستہ پرندوں کے دو جھنڈ کی شکل میں ہوں گی اور دونوں ہی اپنے اصحاب کی حمایت میں جھگڑیں گی۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۲۴، ۶۲۵۔ ج ۲، مسلم ص ۲۷۰۔ ج ۱۔ ترمذی ص ۱۱۲۔ ج ۲)

حاکم کی ایک اور روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بقرہ و آل عمران کو سیکھو اس لئے کہ یہ دونوں دو روشن و درخشندہ سورتیں ہیں قیامت کے دن اپنے اصحاب پر سایہ فگن ہوں گی اور وہ اس طرح ہوں گی جیسے دو گھٹا یا ہلکی دو بدلیاں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہوگی) یا پرندوں کے دو جھنڈ ہوں۔

(ایضاً ص ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ج ۲)

یقیناً قرآن اپنی تلاوت و نگہداشت کرنے والے سے قیامت کے دن اس وقت ملے گا جب وہ اپنی قبر سے نکلے گا قرآن ایک رنگ بدلے ہوئے آدمی کے روپ میں ہوگا اور

وہ اس شخص سے کہے گا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ آدمی کہے گا میں تمہیں نہیں پہچانتا قرآن کہے گا میں تمہارا وہی ساتھی ہوں جس نے تلاوت کے لئے تمہیں دوپہر کی کڑی دھوپ میں پیاسا رکھا اور جس نے تمہیں راتوں کو بیدار رکھا جب کہ ہر تاجر اپنی تجارت میں منہمک تھا اور آج تیرے لئے ہر تجارت کا نفع ہے (دنیاوی تجارت والوں کو ان کی تجارت کا نفع آج کچھ بھی نہ ملے گا مگر تم جو قرآن کی تلاوت کے ذریعہ ایک تجارتِ آخرت کر رہے تھے تو بس آج سارا نفع تیرے ہی لئے ہے) پھر اس شخص کو اس کے داہنے ہاتھ میں ملک اور بائیں ہاتھ میں خلد پیش کی جائے گی اور اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا نہیں ہوسکتی اس کے والدین کہیں گے کس (نیکی) کے بدلے میں ہمیں یہ تاج پہنایا گیا جواب میں کہا جائے گا تمہارے لڑکے نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اس کے بدلے میں۔ پھر (قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے سے) کہا جائے گا تم قرآن پڑھو اور جنت کے درجوں اور بالا خانوں میں چڑھتے چلے جاؤ۔ چنانچہ جب تک وہ قرآن پڑھتا رہے گا خواہ وہ ٹھہر ٹھہر ہی کر کیوں نہ پڑھے وہ اوپر چڑھتا ہی چلا جائے گا۔ (جہاں قرآن کا پڑھنا ختم ہوگا وہی جنت کا مقام اس کا حصہ ہوگا)

(کنز العمال ص ۱۴۳۔ ج ۱۔ مسند امام احمد، دارمی، رویانی، ضعفاء از عقیلی، مستدرک از حاکم وشعب الایمان از بیہقی)

(۳) حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سورۂ بقرہ سیکھو اس لئے کہ اس کا اختیار کرنا باعث برکت اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست (جادوگر وغیرہ) اس کو حاصل نہیں کر سکتے تم سورۂ بقرہ اور آل عمران سیکھو کیونکہ یہ دونوں روشن وتابندہ سورتیں ہیں یہ دونوں قیامت کے دن اپنے اصحاب پر سایہ فگن ہوں گی جیسے وہ دو گھٹا ہوں یا ہلکی بدلیاں ہوں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہوگی) یا دو پرندوں کے

صف بستہ جھنڈ ہوں۔

(۴) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کے پاس ایک شخص نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی آپ نے فرمایا تم نے دو ایسی سورتیں پڑھیں جن میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اس اسم اعظم کے وسیلے سے جب دعا کی جائے گی دعا قبول ہوگی اور جب اس کے واسطے سے مانگا جائے گا تو ملے گا۔ (درمنثور ص ۱۹۔ ج ۱۔ دارمی)

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جو کوئی سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھتا ہم میں وہ باعظمت ہو جاتا۔

(ایضاً ص ۱۹۔ ج ۱۔ امام احمد، مسلم اور دلائل از حافظ ابو نعیم)

(۶) حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی تو یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن آئیں گی اور کہیں گی اے ہمارے رب اس پر کوئی گرفت نہیں (اسے چین وقرار کے گھر جنت میں بھیجا جائے)۔ (درمنثور ص ۱۹۔ ج ۱۔ دارمی)

(۷) حضرت عبد الواحد بن ایمن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کی شب میں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی اسے ساتویں زمین سے ساتویں آسمان کی مسافت کے بقدر ثواب ملے گا۔

(درمنثور ص ۱۹۔ ج ۱۔ الترغیب از اصبہانی)

سورۂ آل عمران:

اس کا نام طیبہ بھی ہے۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

سورۂ آل عمران کے زیادہ تر فضائل سورۂ بقرہ کے ساتھ وارد ہوئے ہیں تاہم اس کے الگ فضائل بھی پائے جاتے ہیں بعض یہ ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے جس نے سورۂ آل عمران پڑھی اسے ہر آیت کے بدلے پل صراط پر امان دیدی گئی۔

(کنز العمال ص ۱۴۲۔ ج ۱)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وہ سورہ پڑھی جس میں آل عمران کا ذکر ہے تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دن بھر درود بھیجتے ہیں۔ (روح المعانی ص ۱۷۸۔ ج ۴۔ اوسط طبرانی)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، جو بھی نادار شخص سورۂ آل عمران آخر شب میں نماز کے اندر پڑھے گا اس کے لئے یہ ایک بہترین خزانہ ہوگی۔ (درمنثور ص ۲۔ ج ۲۔ دارمی فضائل ابوعبید وشعب الایمان از بیہقی)

(۴) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جس شخص نے سورۂ آل عمران کا آخر (ان فی خلق السمٰوات والارض اخیر سورہ تک) شب میں پڑھا اس کے لئے پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب لکھ دیا گیا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۹۔ دارمی)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ''شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو و الملئکۃ و اولوا العلم'' سے ''عند اللہ الاسلام'' تک پڑھا پھر اس نے یہ کہا کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے شہادت دی اس کی میں شہادت دیتا ہوں اور یہ شہادت اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ میری امانت ہے ایسا شخص قیامت کے دن پیش ہوگا اس وقت رب ذوالجلال کا ارشاد ہوگا یہ میرا بندہ ہے اس نے مجھ سے ایک عہد کیا تھا اور میں سب سے بڑھ کر عہد پورا کرنے والا ہوں میرے اس بندے کو جنت میں داخل کرو۔ (کنز العمال ص ۱۴۲۔ ج ۱۔ ابوالشیخ)

سبع طوال:

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سات (شروع کی لمبی) سورتیں حاصل کیں وہ بہتر ہے۔

(درمنثور ص ۱۱۶۔ ج ۲، امام احمد، ابن ضریس، محمد بن نصر، شعب الایمان از بیہقی ومستدرک حاکم

ص۵۶۴۔ج۱)

سات طویل سورتوں سے مراد ایک قول کے مطابق بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور سورہ یونس ہیں۔ آیت کریمہ:

ولقد اٰتیناك سبعا من المثانی۔ (حجر ۸۷)

بیشک ہم نے آپ کو سات مثانی کی سورتیں یا آیتیں دیں۔

اس کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سات سے سات طویل سورتیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور سورۂ یونس مراد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر حضرت مجاہد، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ سبع مثانی سے مراد سبع طوال سات طویل سورتیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور یونس ہیں۔

(ابن کثیر ص ۵۵۷۔ ج ۲)

حضرت محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ سبع طوال میں ساتویں سورۂ یونس شمار کی جاتی تھی۔

(درمنثور ص ۲۹۹۔ ج ۳۔ ابوالشیخ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے کہ سبع مثانی سے یہ سات طویل سورتیں مراد ہیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، یونس۔

(عمدۃ القاری ص ۸۱۔ ج ۱۸)

ایک جماعت نے کہا کہ سبع مثانی سے سات طویل سورتیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور انفال وتوبہ ایک ساتھ مراد ہیں اسی لئے دونوں کے بیچ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھا گیا یہ قول ابن عمر، ابن عباس، سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہم کا ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۱۲۔ ج ۱۹)

قرآن حکیم کی سورتیں چار قسموں میں بٹی ہوئی ہیں (۱) طوال (۲) مئین (۳)

مثانی (۴) مفصل۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تورات کی جگہ سبع طوال، زبور کی جگہ مئین اور انجیل کی جگہ مثانی دی گئیں اور مفصل سے، مجھے برتری بخشی گئی۔ (اتقان ص ۵۶۔ ج ۱۔ بروایت امام احمد)

طوال: سے مراد کون کون سی سورتیں ہیں اوپر گزر چکا۔

مئین: وہ ہیں جو ان سات سورتوں کے بعد ہیں ان میں تقریبا سو سو آیتیں ہیں اس لئے انہیں مئین کہتے ہیں۔ (مئین مائۃ کی جمع ہے اس کے معنی سو (۱۰۰) کے ہیں)۔

(اتقان ص ۶۳۔ ج ۱)

مثانی: مئین کے بعد کی سورتیں مثانی کہلاتی ہیں فراء نے فرمایا ہے مثانی وہ سورتیں ہیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں۔

مفصل: مثانی کے بعد کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں۔ (اتقان ص ۶۳۔ ج ۱)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ہی سے امام بیہقی نے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے توریت کی جگہ سات طویل سورتیں دی گئیں اور مئین ہر وہ سورہ جس میں سو یا اس سے کچھ زیادہ آیتیں ہیں اور مثانی ہر وہ سورہ جس میں سو سے کم اور مفصل سورتوں کی آیتوں سے زیادہ آیتیں ہیں۔ (درمنثور ص ۱۱۶۔ ج ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب کچھ تکلیف محسوس کی صبح کو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اوپر درد و تکلیف کا اثر نمایاں ہے حضور نے فرمایا سنو جیسا تم دیکھ رہے ہو (یعنی محنت شاقہ کا جو تمہیں اندازہ ہے) وہ صحیح ہے بحمد اللہ میں نے سبع طوال سات طویل سورتیں پڑھی ہیں۔

(ایضاً، ابویعلیٰ، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی در شعب الایمان)

ایک دوسری روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں

ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے کھڑا ہوا حضور نے سات رکعتوں میں سبع طوال پڑھیں۔ (ایضاً، امام احمد)

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب میں اٹھے قضائے حاجت سے فارغ ہوئے مشک کے پاس تشریف لائے پانی انڈیلا تین بار اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر وضو فرمایا اور ایک رکعت میں سبع طوال پڑھیں۔ (درمنثور ص ۱۱۶۔ ج ۲۔ ایضاً، عبدالرزاق)

سورۂ مائدہ:

اس کے دو نام یہ ہیں۔ ''عقود'' اور ''منعقدہ''۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار تھے اسی حال میں سورۂ مائدہ نازل ہوئی اونٹنی آپ کا بوجھ برداشت نہ کر سکی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اتر گئے۔ (درمنثور ص ۲۵۲۔ ج ۲۔ امام احمد)

(۲) امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، طبرانی، دلائل ابونعیم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء کی لگام تھامے ہوئے تھی کہ اسی وقت پوری سورۂ مائدہ نازل ہوئی اس سورۂ کے بوجھ سے اونٹنی کا کاندھا ٹوٹا جا رہا تھا۔ (ایضاً)

(۳) حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حجۃ الوداع (کے سفر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان اپنی اونٹنی پر سوار تھے (اس وقت) سورۂ مائدہ نازل ہوئی (اس کے بوجھ سے) اونٹنی کا بازو ٹوٹا جا رہا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اتر گئے۔ (درمنثور ص ۲۵۲۔ ج ۲۔ ابوعبید)

ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حجۃ الوداع کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے (اونٹنی سورۂ مائدہ کا بار برداشت نہ کر سکی) وہ اس کے بوجھ سے بیٹھ گئی۔ (ایضاً)

کلام الٰہی کے وزن کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا قرآن خود ناطق ہے۔

انا سنلقی علیك قولا ثقیلا۔ (المزمل:۵)

ہم آپ پر عنقریب وزنی بات اتاریں گے۔

دوسری جگہ قرآن کہتا ہے۔

لو انزلنا هذا القرآن علیٰ جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة الله۔ (حشر ۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور آپ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھکا اور پاش پاش دیکھتے۔

(۴) حضرت ضمرہ بن حبیب اور حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان دونوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ مائدہ سب سے اخیر میں نازل ہوئی اس لئے تم اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو۔ (درمنثور ص ۲۵۲۔ ج ۲۔ ابوعبید)

کیونکہ اس کے بعد اب منسوخ ہونے کا سوال بھی ختم ہو گیا جیسا کہ ایک اور روایت ہے، ابن عون سے مروی ہے انہوں نے حضرت حسن سے پوچھا سورۂ مائدہ سے کچھ منسوخ بھی ہوا؟ انہوں نے فرمایا سورۂ مائدہ سے کچھ بھی منسوخ نہ ہوا۔

(ایضاً، عبد بن حمید، ابوداؤد وابن منذر)

سورۂ انعام:

سورۂ انعام سبع طوال میں شامل ہے سبع طوال کے اجمالی واجتماعی فضائل تحریر کئے جا چکے اس کے بعض علیحدہ فضائل بھی پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا پوری سورۂ انعام مکہ میں نازل ہوئی اس کے ساتھ فرشتوں کا ایک (عظیم) قافلہ تھا وہ اسے پہنچانے آئے تھے ان کی تعداد اتنی زبردست تھی کہ ان سے آسمان و زمین کا بیچ بھر گیا تھا وہ تسبیح کی

ایسی گونج کے ساتھ تھے کہ زمین ان کی تسبیح کی گونج سے لرز رہی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی تسبیح کی گونج سنی تو اس سے متاثر ہو کر سجدہ ریز ہو گئے پھر یہ سورہ اسی وقت آپ پر مکہ میں نازل ہوئی۔

(درمنثور ص۲۔ ج ۳۔ ابن ضریس)

اس سورہ کو پہنچانے کے لئے آنے والے فرشتے کتنے تھے بعض روایتوں میں ان کا اندازہ و تعداد بھی ملتی ہے۔ حاکم و بیہقی کی روایت ہے کہ اس سورہ کو پہنچانے کے لئے اتنے فرشتے آئے جن سے کنارۂ آسمان بھر گیا تھا۔ (کنز العمال ص۱۴۳۔ ج ۱)

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورۂ انعام (اس شان سے) نازل ہوئی کہ ستر ہزار فرشتے اسے پہنچانے کے لئے آئے تھے۔

(ایضاً)

(۲) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں سورۂ انعام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یکبارگی نازل ہوئی اس وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھی اس سورہ کے وزن سے اونٹنی کی ہڈیاں جیسے ٹوٹی جا رہی تھیں۔ (ایضاً، ابن مردویہ وطبرانی)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن جنت سے) ایک پکارنے والا پکارے گا اے سورۂ انعام کے پڑھنے والے سورۂ انعام اور اس کی تلاوت سے محبت رکھنے کے بدلے تم جنت میں آجاؤ۔

(درمنثور ص۳۔ ج ۳۔ دیلمی)

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز فجر پڑھ کر سورۂ انعام کے شروع سے "و یعلم ما تکسبون" تک پڑھتا ہے اس کے یہاں چالیس ہزار فرشتے اترتے ہیں اس کے لئے ان فرشتوں کے اعمال کی طرح اعمال لکھے جاتے ہیں اور اس کے پاس سات آسمانوں کے اوپر سے ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے اس کے ساتھ لوہے کا ایک ہتھوڑا ہوتا ہے اگر شیطان اس کے دل میں کوئی بری بات ڈالتا ہے تو

فرشتہ اسے اتنا زور سے مارتا ہے کہ اس کے اور اس شیطان کے درمیان ستر پردے حائل ہو جاتے ہیں پھر جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میں تیرا پروردگار ہوں اور تم میرے بندہ ہو تم میرے سایہ (رحمت) میں چلو اور کوثر سے پیو اور سلسبیل سے غسل کرو اور بلا حساب وعذاب جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ایضاً سلمٰی)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے اور اسی جگہ بیٹھ کر سورۂ انعام کے شروع سے تین آیتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر فرشتوں کو مقرر فرما دیتا ہے یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

(درمنثور ص ۳۔ ج ۳۔ دیلمی)

(۶) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سورۂ انعام قرآن کی ایک بہترین سورہ ہے۔ (الاتقان ص ۱۵۳۔ ج ۲)

سورۂ ہود:

(۱) حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جمعہ کے دن سورۂ ہود پڑھا کرو۔

(مشکوٰۃ ص ۸۹۔ دارمی، درمنثور ص ۳۱۹۔ ج ۳، مراسیل ابوداؤد، ابوالشیخ، ابن مردویہ، وشعب الایمان)

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر بڑھاپا جلد طاری ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ ہود اور اس کی مانند اور سورتوں سورۂ واقعہ، حاقہ، عم یتساءلون اور ''اذا الشمس کورت'' نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

(درمنثور ص ۳۱۹۔ ج ۳، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ وابن عساکر)

... ابن مردویہ کی اسی مفہوم کی ایک اور روایت ہے اس میں ''اذا الشمس

کورت'' کے بعد سورۂ ''هل اتاك حديث الغاشية'' کا اضافہ ہے۔ (ایضاً)

اور ترمذی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور البعث والنشور از بیہقی کی روایت میں مذکورہ سورتوں کے ساتھ سورۂ ''مرسلات'' کا بھی ذکر ہے۔

(روح المعانی ص ۲۰۲ ۔ ج ۱۱)

ابن عساکر کی ایک اور روایت میں سورۂ مرسلات اور ''اذا الشمس کورت'' کے ساتھ ''سورۂ اقتربت'' بھی موجود ہے۔ (درمنثور ص ۳۱۹ ۔ ج ۳)

ابن عساکر کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سورۂ ہود اور اس کی مثل سورتوں اور مجھ سے پہلے پچھلی امتوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے ان سب کے افکار نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ (کنز العمال ص ۱۴۳ ۔ ج ۱)

زوائد الزہد از عبداللہ بن احمد اور ابوالشیخ کی روایت میں یہ ہے کہ حضور نے فرمایا مجھے ہود اور اس جیسی اور سورتوں اور روز قیامت کی یاد اور سابقہ قوموں کے واقعات نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ (درمنثور ص ۳۲۰ ۔ ج ۳)

سورۂ یوسف:

(۱) حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ اور ان کے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نکلے اور مکہ مکرمہ پہنچے یہ واقعہ چھ حضرات انصار کے نکلنے سے پہلے کا ہے وہ دونوں حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت رفاعہ نے کہا (اسلام) پیش کیجئے ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان و زمین اور پہاڑ کس نے پیدا کیے ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس نے پیدا کیا ہم نے کہا اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو انہیں کس نے بنایا ہم نے جواب دیا ہم نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالق (پیدا کرنے والا) عبادت کیے جانے کا زیادہ حق ۔۔۔۔۔ رکھتا ہے یا مخلوق (بلکہ) تم زیادہ حق رکھتے ہو کہ وہ بت، تمہاری عبادت

کریں کیونکہ تم نے (اپنے ہاتھوں سے تراش خراش کر) انہیں بنایا جن کو تم نے اپنے ہاتھوں سے خود بنایا ہے ان سے کہیں زیادہ حق اللہ تعالیٰ کا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو میں تمہیں اللہ کی عبادت اور اس کی شہادت کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور صلہ رحمی، سرکشی اور لوگوں کا بغض و کینہ چھوڑنے کی (میں دعوت دیتا ہوں) ہم نے کہا اگرچہ جن کی آپ دعوت دیتے ہیں (ان کے اپنے زعم میں) وہ باطل ہوں تاہم وہ اونچی باتیں اور اچھے اخلاق سے ان کا تعلق ہے، ہماری سواریاں روکیں ہم خانہ کعبہ جاتے ہیں، حضور کے پاس معاذ بن عفراء بیٹھے رہے۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (خانہ کعبہ کا) طواف کیا اور (فال کے) سات تیر نکالے ان میں سے ایک تیر ان کے لئے کیا میں نے استقبال کعبہ کیا اور ان تیروں کو گھمایا اور میں نے کہا اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی دعوت دے رہے ہیں اگر وہ حق ہے تو ان کا تیر سات بار نکال دے وہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے تیر نکالے اور سات بار تیر نکل گیا اور میں نے "اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله" کی زوردار صدا لگائی لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے ایک پاگل آدمی ہے دین سے نکل گیا ہے میں نے کہا نہیں ایک مومن آدمی ہے پھر میں مکہ کے اونچے حصے پر پہنچا جب مجھے معاذ نے دیکھا تو کہا باشبہ ابن رافع کا چہرہ ایسا بارونق ہو گیا ہے ویسا کبھی نہ تھا میں بھی آیا اور ایمان لایا اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ یوسف اور اقرأ باسم ربك کی تعلیم دی پھر ہم مدینہ واپس ہوئے۔

(در منثور ص ۳ ج ۴ مستدرک از حاکم)

اس حدیث میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اہم تعلیمات دی ہیں وہیں دو حضرات کے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے سورۂ یوسف اور اقرأ باسم ربك کی تلقین کر کے ان کی اہمیت بھی واضح کی ہے۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کے ایک عالم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے انہوں نے بھی موافقت کی اور عرض کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سورۂ آپ کو کس نے سکھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی تعلیم دی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان عالم نے یہ سنا تو انہیں حیرت ہوئی پھر وہ یہود کے پاس آئے اور ان سے کہا اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن پڑھتے ہیں (وہ کلام ویسا ہی ہے) جیسا تورات میں نازل ہوا پھر وہ یہود کی ایک جماعت کے ساتھ چلے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے جانی پہچانی صفت کے مطابق حضور کو پایا اور مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ یوسف کی قرأت سننے لگے اور حیرت زدہ رہ گئے اور ان سب نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

(درمنثور ص ۲،۳۔ ج ۴۔ دلائل از بیہقی)

فضیلت سورۂ رعد:

حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انتقال کرنے والے کے پاس نزع کے عالم میں سورۂ رعد پڑھنا مستحب سمجھا جاتا تھا اس سے مرنے والے کی سختیاں کم ہوتی ہیں اور اس کی روح نرمی اور آسانی سے قبض کی جاتی ہے۔

(درمنثور ص ۴۲۔ ج ۴۔ ابن ابی شیبہ و مروزی)

سورۂ بنی اسرائیل:

اسے سورۂ سبحان بھی کہتے ہیں۔

اس کا ایک نام اسراء بھی ہے۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور سورۂ انبیاء کے بارے میں فرمایا کہ یہ (سورتیں) اولین عمدہ ترین سورتیں ہیں اور وہ مجھے پہلے ہی سے حفظ ہیں۔

(عمدۃ القاری باب تالیف القرآن ص ۲۲۔ ج ۲۰۔ بخاری ص ۷۴۷۔ ج ۲)

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سورتوں کو اس لئے افضل قرار دیا ہے کہ ان سورتوں کا افتتاحیہ عجیب شان رکھتا ہے اور اولین اس لئے فرمایا کہ یہ پہلے نازل ہوئیں چنانچہ یہ سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھیں یا اس لئے کہ یہ جلد یاد ہو جاتی ہیں۔ (عمدۃ القاری ص۲۲، ۲۳۔ ج ۲۰)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ بنی اسرائیل اور زمر پڑھے بغیر آرام نہیں فرماتے تھے۔

(درمنثور ص ۱۳۶۔ ج ۴۔ امام احمد، ترمذی ص ۱۷۶۔ ج ۲، نسائی، حاکم وابن مردویہ)

(۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جو شخص صبح یا شام کو آیت قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن سے اخیر سورہ "اسراء" تک پڑھے گا اس کا دل اس دن یا اس رات میں نہ مرے گا۔ (کنز العمال ص ۱۴۳۔ ج ۱)

سورۂ کہف:

سورۂ کہف کے فضائل بھی کثرت سے وارد ہوئے ہیں۔ یہاں چند روایات پیش کی جارہی ہیں۔

(۱) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کرلیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۵۔ مسلم ص ۲۷۱۔ ج ۱)

علامہ طیبی فرماتے ہیں جس طرح اصحاب کہف اپنے زمانے کے جبار (دقیانوس) سے محفوظ ہو گئے تھے اسی طرح اس سورہ کا پڑھنے والا دوسرے جباروں سے بچ جائے گا۔

دجال قرب قیامت میں ظاہر ہوگا الوہیت کا دعویٰ کرے گا اس کے ہاتھوں خرق عادت چیزیں ظاہر ہوں گی۔ مثلاً وہ آسمان سے برسنے کو کہے گا تو آسمان اسی وقت برسنے

لگے گا۔ زمین سے اگانے کو کہے گا وہ فوری پودے وغیرہ اگا دے گی۔ اس طرح اس کا فتنہ شباب پر پہنچ جائے گا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کا فتنہ روئے زمین کا سب سے زبردست فتنہ ہوگا تمام ہی انبیاء کرام اپنی اپنی قوموں کو اس فتنے سے ڈراتے چلے آئے ہیں۔

(مرقاۃ ص ۵۷۵۔ ج ۲)

(۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہی سے یہ روایت بھی ہے جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھ لے وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷۔ ترمذی ص ۱۱۲۔ ج ۲۔ الترغیب والترہیب ص ۶۳۴۔ ج ۲)

پہلی حدیث میں دس ابتدائی آیتیں حفظ کرنے پر دجال سے بچ جانے کی ضمانت دی گئی۔ آخر ایسا کیوں؟ اس کے جواب میں علامہ شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں پہلے وہ تھا جو پہلی حدیث میں بیان کیا گیا اور اب یہ ہے کہ جو صرف تین شروع کی آیتیں پڑھ لے اسے فتنہ دجال سے امن و عافیت مل جائے گی۔

(اشعۃ اللمعات ص ۱۴۶۔ ج ۲)

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۂ کہف اس کی نازل شدہ ترتیب اور تجوید کے ساتھ پڑھی اس کے لئے قیامت کے دن اس کے مقام سے مکہ کی مسافت کے بقدر نور ہوگا اور جس شخص نے سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھیں پھر دجال کا خروج ہوا تو اس شخص پر دجال کا بس نہ چلے گا۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۳۴۔ ج ۲۔ مستدرک از حاکم)

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ کہف کی دس آیتیں پڑھے گا اس کے سر سے قدم تک ایمان سے بھر دیا جائے گا اور جو جمعہ کی شب میں اسے پڑھے گا اس کے لئے شہر صنعاء اور بصرہ کے درمیان کی مسافت کے بقدر نور ہوگا اور جو شخص یہ سورہ جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے یا بعد پڑھے گا وہ دوسرے جمعہ تک محفوظ ہو جائے گا اگر دونوں جمعوں کے بیچ دجال ظہور کرے گا تو یہ شخص اس کی اطاعت سے

بچ رہے گا (دجال کی گمراہی اور فتنہ سے یہ تلاوت کرنے والا محفوظ ہوگا)

(کنزالعمال ص ۱۴۳۔ ج ۱۔ ابوالشیخ)

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی سورہ نہ بتادوں جس کی عظمت آسمان وزمین کے درمیانی حصہ کے برابر ہے اور اس کے لکھنے والے کے لئے بھی اسی کے بقدر اجر وثواب ملتا ہے اور جو شخص اسے جمعہ کے دن پڑھتا ہے اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان کے گناہ اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور سوتے وقت جو شخص اس کی دس آخری آیتیں پڑھے گا اسے اللہ تعالیٰ جس شب میں وہ چاہے گا اسی میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا، صحابہ نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمیں ضرور بتایا جائے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورۂ اصحاب کہف ہے۔ (درمنثور ص ۲۰۹۔ ج ۴۔ ابن مردویہ)

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تورات میں سورۂ کہف کا نام حائلہ (حائل ہوجانے والی) ہے یہ سورہ اپنی تلاوت کرنے والے اور جہنم کے درمیان حائل ہوجاتی ہے۔

(کنزالعمال ص ۱۴۳۔ ج ۱۔ شعب الایمان از بیہقی ومسند الفردوس از دیلمی)

(۷) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن جو شخص سورۂ کہف پڑھتا ہے اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان کے لمحات واوقات کو (ہدایت وایمان کا) نور منور کردیتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۹)

جو شخص ایک جمعہ کو سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے تو دوسرے جمعہ تک کے اوقات کو ہدایت اور ایمان کا نور روشن کردیتا ہے۔ اس طرح وہ ایمان وہدایت کی پوری روشنی میں ہوتا ہے۔

(۸) بزار وغیرہ کی روایت ہے جو شخص سوتے وقت سورہ کہف پڑھتا ہے اس کے لئے ایک نور رہتا ہے اس کی چمک مکہ تک ہوتی ہے اس نور میں فرشتے ہوتے ہیں اور اس

کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اگر اس کی خواب گاہ مکہ میں ہوتی ہے تو اس کے لئے ایک ایسا نور ہوتا ہے جو اس کی خواب گاہ سے بیت معمور تک چمکتا ہے اس نور میں فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے لئے اس کے بیدار ہونے تک استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(مرقاۃ ص ۶۰۵۔ ج ۲)

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھتا ہے نور (ایمان) جہاں وہ پڑھتا ہے وہاں سے خانہ کعبہ تک کی مسافت کو روشن کر دیتا ہے۔ (کنز العمال ص ۱۴۳۔ ج ۱)

(۹) حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جمعہ کے دن امام (جمعہ) کے نکلنے سے پہلے جو شخص سورۂ کہف پڑھتا ہے تو یہ اس کے لئے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اس سورۂ کا نور بیت عتیق (خانہ کعبہ) تک پہنچتا ہے۔ (درمنثور ص ۲۰۹۔ ج ۴۔ سعید بن منصور)

ابن ضریس کی روایت ہے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت دوسرے جمعہ تک کے گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں سورۂ کہف کی تلاوت ہوتی ہے اس میں اس رات شیطان داخل نہیں ہوتا۔

(کنز العمال ص ۱۴۳۔ ج ۱۔ طبرانی کبیر، ابن مردویہ والثواب از ابوالشیخ)

(۱۱) حضرت ابوحکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر صرف سورۂ کہف کا اخیر حصہ نازل ہوتا اور کچھ نازل نہ ہوتا تو میری امت کے لئے یہی کافی ہوتا۔ (کنز العمال ص ۱۴۴۔ ج ۱۔ ابونعیم)

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ کہف یکبارگی اس طرح نازل ہوئی کہ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔

(درمنثور ص ۲۱۰۔ ج ۴، مسند الفردوس از دیلمی)

فضیلت سورۂ مریم:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نجاشی (شاہ حبشہ) نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہارے ساتھ اس کتاب کا کچھ حصہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے لائے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں اس کے بعد نجاشی کے سامنے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کھیٰعص کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا نجاشی اتنا رویا کہ (آنسو سے) اس کی ڈاڑھی بھیگ گئی اور اس کے پادری بھی اس قدر روئے کہ ان سبھی کے صحیفے بھیگ گئے جس وقت انہوں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے سورۂ مریم کا ابتدائی حصہ سنا۔ پھر نجاشی نے کہا بلاشبہ یہ اور وہ جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے ہیں ایک ہی طاقچہ سے نکلتے ہیں۔

(درمنثور ص ۲۵۸۔ ج ۴، امام احمد، ابن ابی حاتم و دلائل بیہقی)

رقت انگیز اسلوب ربانی سے نجاشی اور اس کے پادری اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات ہونے لگی اور نجاشی شاہ حبشہ نے تو کھلے الفاظ میں یہ اعتراف بھی کرلیا کہ تعلیمات محمدیہ اور تعلیمات مسیح میں اصلاً کوئی فرق نہیں دونوں کا منبع اور مصدر ایک ہی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ص ۳۳۶۔ ج ۱)

سورۂ طٰہٰ:

اسے سورۂ کلیم بھی کہتے ہیں۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان و زمین پیدا فرمانے سے ایک ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسین وطٰہٰ کی قرأت ظاہر فرمائی جب فرشتوں نے قرآن کا یہ حصہ سنا انہوں نے کہا اس امت کے لئے خیر وخوبی ہے جس پر یہ قرآن خصوصاً طٰہٰ و یٰسین نازل ہوں گی اور ان کے لئے خیر وخوبی ہے جو ان کے حامل ہوں

گے اوران زبانوں کے لئے خیر وخوبی ہے جوانہیں ادا کریں گی۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷۔ دارمی، درمنثور ص ۲۸۸۔ ج ۴، توحید ابن خزیمہ، ضعفاء عقیلی، اوسط طبرانی، ابن عدی، ابن مردویہ وشعب الایمان از بیہقی)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے علاوہ فرشتوں کے سامنے ان دو سورتوں کو پڑھیں تا کہ انہیں ان دونوں کی مجد وعظمت سے روشناس کرائے۔ ظاہر حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے فرشتوں کو پیدا کیا گیا تھا۔ (مرقاۃ ص ۵۹۷۔ ج ۲)

(۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورا قرآن اہل جنت کے سامنے رکھا جائے گا وہ سورہ طٰہٰ ویٰسین کے علاوہ کوئی قرآن کا حصہ نہ پڑھیں گے، بلا شبہ جنت والے جنت میں یہ دونوں سورتیں پڑھیں گے۔

(درمنثور ص ۲۸۸۔ ج ۴، ابن مردویہ)

سورۂ انبیاء:

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور انبیاء اولین عمدہ ترین سورتیں ہیں اور وہ مجھے پہلے ہی سے حفظ ہیں۔ (عمدۃ القاری ص ۱۹۔ ج ۱۹۔ بخاری ص ۶۷۷۔ ج ۲)

اس کی تشریح فضائل اسراء میں گزر چکی۔

(۲) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کے پاس عرب ہی کا ایک شخص آیا حضرت عامر نے اس شخص کو اعزاز کے ساتھ ٹھہرایا اور اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اس کے بعد وہ شخص آیا اور اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وادی جاگیر کے طور پر لینے کی درخواست کی ہے اس سے بہتر عرب میں کوئی وادی نہیں، میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کا ایک حصہ میں تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے عنایت

کروں۔ حضرت عامر نے فرمایا مجھے تمہارے حصہ وادی کی کوئی ضرورت نہیں آج ایک ایسی سورہ نازل ہوئی ہے جس نے دنیا سے ہماری توجہ ہٹادی ہے وہ سورہ ''اقترب للناس حسابھم و ھم فی غفلة معرضون'' ہےلوگوں کے لئے ان کا حساب قریب آ چکا اور وہ غفلت میں اعراض کئے جا رہے ہیں (نیک عمل کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے ہیں)۔

(درمنثور ص ۳۱۴۔ ج ۴، ابن مردویہ، حلیہ از ابونعیم وابن عساکر)

سورۂ مؤمنون:

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی چہرۂ اقدس کے قریب شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز سنی جاتی تھی چنانچہ ایک دن آپ پر وحی نازل ہوئی ہم تھوڑی دیر رکے رہے وحی کا سلسلہ ختم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا فرمائی۔

اللهم زدنا ولا تنقصنا واكرمنا ولا تهنا واعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولا توثر علينا وارض عنا وارضنا۔

اے اللہ ہمیں بڑھا اور گھٹا نہیں اور ہمیں اعزاز بخش ہمیں رسوا نہ کر اور ہمیں دے ہمیں محروم نہ کر اور ہم کو ترجیح دے ہمارے خلاف ترجیح نہ دے ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں بھی خوش کر دے۔

پھر فرمایا میرے اوپر دس آیتیں نازل ہوئیں جو ان کے مطابق کما حقہ عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا پھر ''قد افلح المؤمنون'' کی تلاوت فرمائی اور دس آیتیں مکمل کیں۔

(درمنثور ص ۲۔ ج ۵، عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، ترمذی ص ۱۴۷۔ ج ۲، نسائی، ابن منذر، عقیلی، حاکم، دلائل بیہقی ومختارہ از ضیاء مقدسی)

اس حدیث میں سورۂ مؤمنون کی ابتدائی دس آیتوں کا یہ عظیم اجر وثواب بتایا گیا

ہے کہ جو ان کی تعلیمات و ہدایات کو اپنی طبیعت و مزاج بنا لے وہ جنت میں جائے گا ایک حدیث میں حضور ﷺ کے انہیں آیات کے مطابق عمل کو خلق عظیم کہا گیا ہے۔

بخاری نے ''ادب مفرد'' نسائی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت یزید بن بابنوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا رسول اللہ ﷺ کا خلق کیا تھا انہوں نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا پھر حضرت عائشہ نے فرمایا۔ سورۂ مؤمنون ''قد افلح المؤمنون'' پڑھو چنانچہ انہوں نے شروع کیا اور دس آیتیں پڑھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہی رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمہ تھے۔ (درمنثور ص ۲۔ ج ۵)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت خلد کی تخلیق فرمائی اور خود سے اس کے درخت لگائے اور اس سے فرمایا گفتگو کر و اس نے قد افلح المؤمنون کہا۔

(درمنثور ص ۲۔ ج ۵، ابن عدی، حاکم و اسماء وصفات از بیہقی)

(۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ''قد افلح المؤمنون'' سے دس آیتوں تک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (کنز العمال ص ۲۲۲۔ ج ۱، ابن مردویہ)

سورۂ نور:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان (عورتوں) کو بالا خانوں پر نہ رکھو اور نہ انہیں لکھنا سکھاؤ، انہیں سوت کاتنا اور سورۂ نور سکھاؤ۔

(درمنثور ص ۱۸۔ ج ۵، حاکم، شعب الایمان از بیہقی و ابن مردویہ)

سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔ (ایضاً)

سورۂ نور کی تعلیم عورتوں کو اس لئے دی جائے کہ اس کے اندر عورتوں سے متعلق بہت سے احکام و آداب بیان کئے گئے ہیں اور سورۂ مائدہ کی تعلیم مردوں کو اس لئے دی جائے کہ اس میں کثرت سے احکام و مسائل، بعض حدود اور قصاص کا ذکر ہے۔ عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رہنے دیا جائے اور نہ ان کو لکھنا سکھایا جائے۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے اندر بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، یہ دونوں چیزیں بہت سے فتنوں کا سرچشمہ ہیں، اگر ان دونوں چیزوں پر کنٹرول کرلیا جائے تو بہت سارے فتنوں کا سد باب ہوسکتا ہے۔

سورۂ سجدہ:

اس کا نام مضاجع بھی ہے۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عشاء و مغرب کے درمیان تبارك الذی بیده الملك (سورۂ ملک) اور الٓم تنزیل "السجدة" (سورۂ سجدہ) پڑھی اس نے گویا شب قدر عبادت میں گزاری۔

(درمنثور ص ۱۷۰۔ ج ۵، ابن مردویہ)

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھے بغیر آرام نہیں فرماتے تھے۔ (ایضاً، دارمی، ترمذی ص ۱۱۳۔ ج ۲، نسائی، حاکم و ابن مردویہ)

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی رات سورۂ سجدہ، یٰسین، اقتربت الساعۃ اور سورۂ ملک پڑھے گا یہ اس کے لئے نور ہوں گی اور شیطان سے بچاؤ کا سامان ہوں گی اور اس کے درجے قیامت تک بلند ہوتے رہیں گے۔

(ایضاً، ابن مردویہ)

(۴) حضرت مسیّب بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت

کے دن سورۂ سجدہ اس طرح آئے گی اس کے دو پنکھ ہوں گے وہ اپنی تلاوت کرنے والے اور اس کے مطابق عمل کرنے والے پر سایہ فگن ہوگی اور کہے گی اس کے خلاف کوئی راستہ نہیں اس کے خلاف کوئی سبیل نہیں۔

(ایضاً، ابن ضریس)

(یعنی صاحب سورۂ سجدہ کے لئے عذاب کی کوئی صورت نہیں اس کی بخشش ہونی ہے)

(۵) حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''منجیہ'' یعنی سورۂ سجدہ پڑھو اس لئے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص اسے پڑھتا تھا اسی سے اسے خاص شغف تھا (جب بھی پڑھتا یہی پڑھتا) اور وہ بہت گنہگار تھا اس سورہ نے اس کے اوپر اپنا پنکھ پھیلا دیا اور کہا اے پروردگار اس کی مغفرت فرما اس لئے کہ وہ مجھے کثرت سے پڑھتا تھا رب تعالیٰ اس کے حق میں اس سورۂ کی شفاعت قبول فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا اس کے لئے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کرو۔

(ایضاً، دارمی)

(۶) انہیں خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا۔ سورۂ سجدہ اپنی تلاوت ونگہداشت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے کی طرف سے قبر میں جنگ کرے گی وہ کہے گی اے اللہ اگر میں تیری کتاب کا حصہ ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب کا حصہ نہیں تو مجھے اس سے مٹا دے اور یہ سورۂ پرندوں کی شکل میں ہوگی۔ صاحب سجدہ پر اپنا پنکھ پھیلائے گی اور اس کی سفارش کر کے اس کو عذاب قبر سے بچائے گی سورۂ ملک کے بارے میں بھی کچھ اسی طرح ہے چنانچہ حضرت خالد کوئی شب ان دونوں کو پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

(درمنثور ص ۱۷۱ ج ۵۔ دارمی)

(۷) حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ عشاء وفجر کی نماز میں روزانہ خواہ سفر ہو خواہ حضر ہو سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھتے تھے اور فرماتے تھے جو انہیں پڑھے گا اس کے لئے ہر آیت کے عوض ستر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے ستر گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے ستر درجے بلند کئے جائیں گے۔ دونوں سورتوں کی صرف ایک آیت

کا اتنا ثواب ہے تو تمام آیات کا کتنا ہو جائے گا۔ (ایضاً، ابن مردویہ)

انہیں حضرت طاؤس کے بارے میں مروی ہے کہ آپ سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھے بغیر سوتے نہیں تھے اور فرماتے تھے ان دونوں کی ہر آیت کا ثواب ساٹھ آیتوں کے برابر ہے۔ (ایضاً، ابن ضریس)

سورۂ یٰسین:

اس کے مزید نام یہ ہیں۔ قلب قرآن، معمہ، مدافعہ اور قاضیہ۔

(اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

اس سورۂ کے فضائل بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں اختصار کے پیش نظر چند روایتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے قرآن کا دل یٰسین ہے جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے گا اس کے لئے اس پڑھنے کے عوض دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷، دارمی، ترمذی ص ۱۱۲۔ ج ۲)

اسے قرآن کا دل اس لئے کہا گیا ہے کہ قیامت کے حالات و مناظر سورۂ یٰسین میں جس بسط و تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں کسی اور سورہ میں وہ نہیں پائے جاتے اس لئے دنیا سے رخصت ہونے والے کے پاس خاص طور سے یہ سورہ پڑھی جاتی ہے، یا اسے دل اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کی تلاوت زندوں اور مردوں دونوں کے دلوں کو زندگی بخشتی ہے اور ان دلوں کو غفلت سے بیداری اور طاعت و عبادت تک پہنچاتی ہے۔ اس سلسلے میں علامہ طیبی نے بڑی عمدہ بات کہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسے قرآن کا دل اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے مختصر ہونے کے باوجود اس کے اندر روشن دلیل، قطعی برہان، پوشیدہ علوم (اسرار

ورموز) دقیق معانی، اونچے وعدے اور موثر تنبیہیں پائی جاتی ہیں۔

(مرقاۃ ص ۵۹۶، ۵۹۷۔ ج ۲)

حجۃ الاسلام امام غزالی اس سورہ کے قلب قرآن ہونے کی وجہ بتاتے ہیں کہ سب کچھ تو ایمان ہے اور ایمان کی صحت حشر ونشر کے اقرار پر موقوف ہے اور یہ حقیقت اس سورہ کے اندر نہایت موثر اور عمدہ پیرایہ میں بیان کی گئی ہے اس لئے اس سورہ کو دل کی طرح کہا گیا جس سے بدن کی صحت اور اس کا قوام ہوتا ہے امام رازی نے بھی یہ توجیہ پسند فرمائی ہے۔

(روح المعانی ص ۲۰۸۔ ج ۲۲)

علامہ نسفی فرماتے ہیں اسے قرآن کا دل اس لئے فرمایا گیا ہے کہ بنیادی تینوں اصول توحید، رسالت اور حشر ونشر پر اس کے اندر خاصا زور دیا گیا ہے اور ان تینوں کا تعلق صرف دل سے ہے اور زبان اور دیگر اعضاء سے تعلق رکھنے والی چیزیں دوسری سورتوں میں ذکر کی گئی ہیں اس طرح جب اس میں صرف دل کے اعمال ہی کا تذکرہ ہے تو اسے دل کہہ دیا گیا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نزع کے وقت اسے پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس وقت مرنے والا اندر سے کمزور ہو جاتا ہے اعضاء بے جان ہو رہے ہوتے ہیں لیکن دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے ہر طرف سے اس کی توجہ ہٹ جاتی ہے اس لئے اس کے پاس وہ چیز پڑھی جاتی ہے جس سے اس کے دل کو تقویت پہنچتی ہے اور اس کے ایمان وتصدیق کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(مرقاۃ ص ۵۹۷۔ ج ۲)

اس حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا جو شخص ایک بار سورۂ یٰسین پڑھتا ہے اس کے لئے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے اور اس کی کریمانہ شان ہے کہ جس عمل کا جتنا چاہتا ہے ثواب مرحمت فرماتا ہے قرآن وحدیث کے اندر اس کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جیسے شب قدر کی عبادت کو ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر کہا گیا ہے حرم محترم مکہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر فرمایا گیا۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔

(۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کا دل یٰسین ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی بہتری کی خاطر جو شخص سورہ یٰسین پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی تم انتقال کرنے والے کے پاس اس کو پڑھا کرو۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۳۲ ۔ ج ۲، حصن حصین، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، ومرقاۃ ص ۵۹۷ ۔ ج ۲)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں انہیں سے روایت کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے سورہ یٰسین پڑھے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اس لئے تم اسے اپنے انتقال کرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۹)

حدیث میں ''موتی'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ مُردوں کی قبروں کے پاس اسے پڑھو۔

(مرقاۃ ص ۲۰۶ ۔ ج ۲)

اس لئے کہ اس سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور مُردوں کو گناہ کی بخشش کی زیادہ ضرورت ہے اور اگر دونوں حال میں یہ سورہ پڑھی جائے تو اور اچھی بات ہے، جانکنی کے عالم میں پڑھی جائے تو انتقال کرنے والے کی روح آسانی سے قبض کی جائے اور اہل قبور کے پاس پڑھی جائے تو ان کے گناہ بخش دیئے جائیں۔

(۳) حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے کسی رات سورہ یٰسین پڑھی اس کی بخشش ہوگئی۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۳۷ ۔ ج ۲، امام مالک، ابن سنی وصحیح ابن حبان)

(۴) امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو کسی شب میں سورہ یٰسین پڑھتا ہے وہ صبح کو اس عالم میں ہوتا ہے کہ اس کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ جو کسی شب سورہ یٰسین پڑھتا ہے وہ صبح کو بخشا ہوا

ہوتا ہے اور جو جمعہ کی شب میں سورۂ دخان پڑھتا ہے وہ بھی صبح اس عالم میں کرتا ہے کہ اس کی بخشش ہوچکی ہوتی ہے۔ (الترغیب الترہیب ص۶۳ ـ ج۲)

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یٰسین پڑھو، بلاشبہ سورہ یٰسین میں دس برکتیں ہیں (۱) اسے کوئی بھوکا پڑھے گا آسودہ ہوگا۔ (۲) کوئی پیاسا پڑھے گا سیراب ہوگا۔ (۳) کوئی ننگا پڑھے گا وہ لباس پہنے گا۔ (۴) کوئی بے بیوی والا پڑھے گا اس کا نکاح ہوجائے گا۔ (۵) کوئی خوفزدہ پڑھے گا اس کا خوف جاتا رہے گا۔ (۶) کوئی قیدی پڑھے گا اسے قید سے رہائی مل جائے گی۔ (۷) کوئی مسافر پڑھے گا اس کے سفر میں تعاون ملے گا۔ (۸) کوئی قرض دار پڑھے گا وہ قرض ادا کرے گا۔ (۹) وہ شخص پڑھے گا جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہے اس کی گم شدہ چیز مل جائے گی۔ (۱۰) جب یہ سورہ کسی انتقال کرنے والے کے پاس پڑھی جائے گی اس کی روح آسانی سے قبض کی جائے گی۔
(کنز العمال ص ۱۲۲ ـ ج ۱ ابن مردویہ)

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورۂ یٰسین سنے گا۔ (اس کا ثواب) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیے جانے والے بیس دینار کے برابر ہوگا اور جو اسے پڑھے گا (اس کا ثواب) بیس حج کے برابر ہوگا اور جو اسے لکھ کر پی لے گا اس کے سینے میں ایک ہزار یقین، ایک ہزار نور، ایک ہزار برکتیں، ایک ہزار رحمتیں اور ایک ہزار رزق (روزی وحصہ) داخل کردیا جائے گا اور ہر طرح کا کینہ اور مرض اس سے دور کردیا جائے گا۔
([illegible])

(۷) حضرت عطاء بن البرباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن کے ابتدائی حصہ میں سورہ یٰسین پڑھتا ہے اس کی (ہر طرح کی) ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۹، دارمی)

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جو شخص جمعہ کے دن سورۂ

یٰسین اور سورۂ صافات پڑھے گا اس کی مانگی مراد پوری کی جائے گی۔

(کنز العمال ص ۱۴۷۔ ج ۱۔ فضائل ابن ابوالدنیا و ابن نجار)

(۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمیشہ ہر رات سورۂ یٰسین پڑھتا ہے پھر وہ مرتا ہے تو وہ شہید (کی موت) مرتا ہے۔

(درمنثور ص ۲۵۷ ج ۵، طبرانی و ابن مردویہ)

گویا پابندی سے جو شخص ہر شب سورۂ یٰسین پڑھتا ہے وہ درجہ شہادت پاتا ہے۔

(۱۰) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو سورۂ یٰسین پڑھتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے جو کوئی یہ سورہ اس کھانے کے قریب پڑھتا ہے جس کے کم ہونے کا اسے اندیشہ ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو کوئی کسی انتقال کرنے والے کے پاس اسے پڑھتا ہے اس کی روح آسانی سے قبض کی جاتی ہے اور جو کوئی اسے اس عورت کے پاس پڑھے جس کو ولادت میں دشواری ہو رہی ہو اس کو ولادت میں آسانی ہو جاتی ہے اور جو شخص اسے پڑھتا ہے گویا وہ گیارہ بار قرآن پڑھتا ہے ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے۔

یہ روایت لکھنے کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہمیں یہ روایت پہنچی ہے وہ ایک بڑے تابعی ہیں اور یہ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے انہیں کوئی روایت پہنچی ہے جسے انہوں نے بیان کیا ہے۔

(درمنثور ص ۲۵۷۔ ج ۵۔ بیہقی [illegible])

(۱۱) حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو اپنے دل میں سختی [illegible] رحمی پائے وہ زعفران سے کسی پیالہ میں یٰسین والقرآن الحکیم لکھے پھر پی جائے [illegible] سے اس کی سخت دلی اور بے رحمی جاتی رہے گی)۔ (درمنثور ص ۲۵۷۔ ج ۵۔ حاکم و بیہقی)

(۱۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر

جمعہ کو اپنے والدین کی قبر پر یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر حاضر ہو اور ان کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے اس کے لئے اس سورۂ کے ہر حرف کے شمار سے بخشش ہو گی۔

(ایضاً، تاریخ بخاری)

(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن میں ایک سورہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں عظیمہ (زبردست سورۂ) کہا جاتا ہے اور صاحب سورۂ (تلاوت و عمل سے اس کی پابندی کرنے والے) کو اللہ تعالیٰ کے یہاں شریف کہا جاتا ہے صاحب سورہ قیامت کے دن اتنے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا جن کی تعداد قبیلہ ربیعہ و مضر کے لوگوں سے زیادہ ہو گی یہ سورۂ یٰسین ہے۔ (ایضاً، ابانہ از ابونصر سنجری)

(۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میرے سینے سے نکل جایا کرتا ہے (محفوظ نہیں رہتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمے نہ بتادوں جن سے تمہیں اللہ نفع دے گا اور انہیں بھی نفع دے گا جنہیں تم ان کی تعلیم دو گے انہوں نے عرض کیا ہاں! (حضور مجھے ضرور بتائیں) آپ پر میرے ماں باپ نثار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن چار رکعتیں پڑھو پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰسین، دوسری میں فاتحہ اور سورۂ حٰمٓ دخان تیسری میں فاتحہ اور الٓمٓ تنزیل (السجدة) اور چوتھی میں فاتحہ اور سورۂ تبارك الذی بیده الملك پڑھو جب تشہد سے فارغ ہولو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو، انبیاء پر درود بھیجو اور مؤمنین کے لئے مغفرت کی دعا کرو پھر یہ کہو۔

اللهم ارحمنی بترك المعاصی ابدا ما ابقیتنی وارحمنی ما لا اتكلف مالا یعنینی وارزقنی حسن النظر فیما یرضیك عنی و اسألك ان تنور بالكتاب بصری و تطلق به لسانی و تفرج به عن قلبی و ه تشرح به صدری و تستعمل به بدنی و تقوینی علیٰ

ذلك و تعيننی علی الخیر غیرك ولا یوفق له الا انت۔

اے اللہ پوری زندگی بھر مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما اور مجھ پر مہربانی فرماتا رہ جب تک میں لایعنی بے مقصد چیزوں کی زحمت نہ کروں اور مجھے اس میں حسن نظر عطا فرما جس سے تو راضی رہے اور میں تجھ سے سوال کرتا رہوں کہ تو میری نگاہ (اپنی) کتاب کے ذریعہ روشن فرما اور اس کے وسیلے سے میری زبان چلا اور اس کے صدقے میرے دل سے (پریشانی و غفلت اور نسیان) دور فرما اور اس کے طفیل میرا سینہ کھول دے اور اسی میں میرا جسم لگا اور اس کے لئے مجھے توانائی عطا فرما اور میری مدد فرما اس لئے کہ خیر کے سلسلے میں تیرے علاوہ میری کوئی مدد نہیں کرسکتا اور اس کی توفیق بھی صرف تو ہی دے سکتا ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس طرح تین، پانچ یا سات جمعہ تک کرو اللہ کے حکم سے یاد کرنے لگو گے یہ عمل کسی مؤمن کے سلسلے میں کبھی غلط ثابت نہیں ہوا ہے پھر سات جمعوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو قرآن و حدیث یاد کر لینے کی خبر دی اسی وقت نبی ﷺ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم تم (سچے) مؤمن ہو اے ابو حسن علی تم تعلیم دو تعلیم دو۔

(درمنثور ص ۲۵۷، ۲۵۸۔ ج ۵۔ طبرانی، ترمذی و حاکم)

اس حدیث میں بیک وقت سورۂ فاتحہ کے ساتھ چار سورتوں یٰسین، حم دخان، الم تنزیل السجدہ اور سورہ تبارک کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے کہ ان سورتوں کو مذکورہ ترکیب کے مطابق اگر پڑھ لیا جائے تو ضعفِ حافظہ کی شکایت جاتی رہے گی ساتھ ہی دعا کے اندر کی دوسری برکات بھی حاصل ہوسکتی ہیں۔

فضائل سورۂ صافات:

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ یٰسین اور صافات پڑھے گا پھر اللہ تعالیٰ سے (کسی چیز کا) سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز عطا فرمائے گا۔

(درمنثور ص ۲۷۰۔ ج ۵۔ فضائل قرآن از ابن ابوداؤد و تاریخ ابن نجار)

اس حدیث میں سورۂ یٰسین و صافات دونوں کے فضائل ایک ساتھ بیان کئے گئے ہیں کچھ ایسی روایتیں بھی ہیں جن میں سورۂ صافات کی آخری آیتوں **سبحن ربك رب العزة** سے **والحمد لله رب العلمين** تک کے فضائل وارد ہوئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیتیں **سبحن ربك رب العزة عما يصفون وسلم على المرسلين والحمد لله رب العلمين**۔ پڑھا کرتے تھے۔ (درمنثور ص ۲۹۵۔ ج ۵۔ افراد از دارقطنی)

انہیں سے ایک دوسری روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز سے فارغ ہوتے ہی) سلام کے بعد یہ آیتیں پڑھتے تھے۔

(۳) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد **سبحن ربك رب العزة عما يصفون وسلم على المرسلين والحمد لله رب العلمين**۔ تین بار پڑھے گا وہ بھرپور پیمانہ سے اپنا اجر لے گا۔

(درمنثور ص ۲۹۵۔ ج ۵۔ طبرانی)

(۴) حضرت شعبی قدس سرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ مسرت چاہتا ہے کہ قیامت کے دن بھرپور پیمانہ سے ناپ کر (ثواب) لے اس کو مجلس سے

اٹھنے کے وقت یہ آیتیں پڑھنی چاہئے۔

سبحن ربك رب العزة عما يصفون○ وسلم على المرسلين○ والحمد لله رب العلمين۔ (ایضاً ابن ابوحاتم)

فضائل سورۂ زمر:

اس کا نام سورۂ غُرف بھی ہے۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

(۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آیت کریمہ

قل يٰعبادى الذين اسرفوا علىٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله۔ (الزمر:۵۳)

تم فرماؤ میرے وہ بندے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کئے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوؤ۔

اس کے مقابلہ میں دنیا اور وہ سب کچھ جو دنیا میں ہے سب میرے لئے ہوتو میں پسند نہ کروں گا۔

(درمنثور ص ۳۳۱۔ ج ۵۔ امام احمد، ابن جریر، ابوحاتم ابن مردویہ وشعب الایمان از بیہقی)

(۲) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت سے فرمایا میں تمہارے سامنے سورۂ زمر کی آخری چند آیتیں پڑھتا ہوں تم میں سے جو روئے گا اس کے لئے جنت ناگزیر ہو جائے گی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''وما قدروا الله حق قدره'' سے آخر سورہ تک تلاوت فرمایا صحابہ فرماتے ہیں ہم میں سے کچھ تو روئے اور کچھ نہ رو سکے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے رونے کی کوشش کی مگر نہ رو سکے حضور نے فرمایا میں پھر تمہارے سامنے پڑھوں گا تو جو نہ رو سکے وہ رونے کی سی شکل ہی بنا

لے۔ (کنزالعمال ص ۱۴۷۔ ج ۱۔ درمنثور ص ۳۴۵۔ ج ۵۔ معجم کبیر از طبرانی)

سورۂ حم دخان:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات حٰم دخان پڑھے گا وہ صبح کو اس عالم میں ہوگا کہ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۷۔ ترمذی ص ۱۱۲۔ ج ۲)

(۲) انہیں سے روایت ہے جو شخص جمعہ کی رات میں حٰم دخان پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (ایضاً ترمذی ص ۱۱۳۔ ج ۲)

پہلی روایت میں کسی بھی رات کا اور اس میں خاص جمعہ کی رات کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی شب میں سورۂ حٰم دخان کا پڑھنا افضل ہے۔

(اشعۃ اللمعات ص ۱۴۶۔ ج ۲)

(۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن حٰم دخان پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (درمنثور ص ۲۴۔ ج ۶۔ ابن مردویہ)

(۴) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات سورۂ دخان پڑھے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (درمنثور ص ۲۴۔ ج ۶)

(۵) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو جمعہ کی رات میں حٰم دخان پڑھے گا وہ بخش دیا جائے گا اور حسین و جمیل آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی ہوگی۔ (ایضاً، دارمی)

سورۂ فتح:

(۱) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا ہم ایک سفر

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے میں نے ایک چیز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا لیکن حضور نے مجھے جواب نہ دیا میں نے جی میں کہا کہ اے ابن خطاب تجھے تیری ماں کھودے (خود کو بددعا دی) تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بإصرار تین بار سوال کیئے اور حضور نے تمہیں جواب نہ دیا (اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ) میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی پھر میں لوگوں سے آگے نکل گیا اور مجھے اپنے بارے میں قرآن نازل ہونے کا خدشہ ہوا چنانچہ ابھی کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ مجھے ایک شخص زور زور سے چیخ کر پکارنے لگا میں اس خدشہ کے ساتھ واپس ہوا کہ میرے سلسلے میں کچھ (قرآن) نازل ہو چکا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات میرے اوپر ایک ایسی سورۂ نازل ہوئی ہے جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔

ان فتحنالك فتحا مبينا ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك و ما تاخر

(درمنثور ص ۶۸۔ ج ۶۔ احمد ۱۷۴۹۔ بخاری ص ۷۱۶۔ ج ۳۔ ترمذی ص ۱۵۹۔ ج ۲، نسائی، ابن حبان وابن مردویہ، مسند ابویعلیٰ ودلائل بیہقی وکنز العمال ص ۲۲۲۔ ج ۱۔ موطا امام مالک ص ۷۱)

سورۂ فتح کے سب سے زیادہ محبوب ہونے کی وجہ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اس میں حضور کو رحمت خداوندی اور بھرپور احسان سے نوازے جانے کا تذکرہ اور آپ کے صحابہ سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا بیان ہے اس لئے یہ سورہ حضور کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۳۲۔ ج ۲۰)

(۲) حضرت یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے مسعودی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا مجھے روایت پہنچی ہے کہ جو رمضان کی پہلی رات میں نفل نماز کے اندر ''انا **فتحنالك فتحا مبينا** پڑھ لے وہ اس سال محفوظ و مامون ہوگا۔

(درمنثور ص ۷۰۔ ج ۶۔ طیوریات از سلفی)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لا رہے تھے آپ پر انا فتحنا لك فتحا مبینا نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اوپر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے پوری دنیا سے محبوب تر ہے اور آپ نے **انا فتحنالك فتحا مبینا** پڑھا صحابہ نے عرض کیا خوب خوب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرما دیا جو آپ کے ساتھ وہ کرے گا لیکن وہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا **لیدخل المؤمنین و المؤمنٰت** الخ۔

(جامع عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، مسند امام احمد، عبد بن حمید و بخاری ص ۶۰۰ ۔ ج ۲۔ مسلم ص ۱۰۶۔ ج ۲، ترمذی ص ۱۵۹۔ ج ۲، ابن جریر، ابن مردویہ و معرفہ از ابو نعیم)

”تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل فرمائے۔“

اس سورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتح مکہ کی عظیم بشارت بھی ہے اور صحابہ کرام کے لئے خاص طور سے جنت کی خوش خبری بھی۔

سورِ مفصل:

سورۂ حجرات سے قرآن کی آخری سورۃ الناس تک کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں ان سورتوں میں بیشتر سورتوں کے فضائل جہاں الگ الگ پائے جاتے ہیں ان کے اجتماعی فضائل بھی ملتے ہیں ان سورتوں کی سب سے عظیم فضیلت جسے قرار دیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان سورتوں کے ذریعہ مجھے امتیاز بخشا گیا ہے ان کے علاوہ دوسری سورتوں کا بدل پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کو دیا گیا مگر یہ سورتیں تو صرف میرے حصے میں آئیں اور صرف مجھے ان کا اعزاز بخشا گیا۔

(۱) حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توریت کی

جگہ مجھے سات طویل سورتیں دی گئیں اور زبور کی جگہ مئین دی گئیں اور انجیل کی جگہ مثانی دی گئیں اور مفصل سے مجھے فضیلت و امتیاز بخشا گیا۔

(درمنثور ص ۱۰۱۔ ج ۶، مسند امام احمد، طبرانی، ابن جریر و شعب الایمان از بیہقی کنز العمال ص ۱۴۳۔ ج ۱)

سات طویل سورتیں مئین اور مثانی کی تشریح پہلے لکھی جا چکی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سات طویل سورتیں تورات کی جگہ اور مئین انجیل کی طرح اور مثانی زبور کی طرح ہیں اور بقیہ قرآن پچھلی آسمانی کتابوں پر اضافہ ہے۔ (درمنثور ص ۱۰۱۔ ج ۶۔ ابن جریر)

(۲) حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توریت کی جگہ مجھے سات طویل سورتیں دی گئیں اور انجیل کی جگہ مثانی دی گئیں اور زبور کی جگہ فلاں اور فلاں دی گئیں اور مفصل (کی سورتوں) سے مجھے امتیاز بخشا گیا۔

(درمنثور ص ۱۰۱۔ ج ۶، ابن ضریس، ابن جریر)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہر چیز کا ایک مغز ہوتا ہے قرآن کا مغز مفصل (کی سورتیں) ہیں۔

(درمنثور ص ۱۰۱۔ ج ۶۔ دارمی، طبرانی، محمد بن نصر و شعب الایمان از بیہقی)

سورۂ ق:

اس کا نام باسقات بھی ہے۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

(۱) حضرت ام ھشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے (بلاواسطہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے (سن کر) قٓ والقران المجید۔ حاصل کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر جب لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے تو قٓ والقران المجید پڑھتے۔

(درمنثور ص ۱۰۱۔ ج ۶۔ امام احمد، مسلم ص ۲۸۶۔ ج ا۔ ابن ابی شیبہ، ابوداؤد ص ۱۵۷۔ ج ا۔ نسائی ص ۱۵۸۔ ج ا۔ ابن ماجہ وبیہقی)

اس طرح میں نے یاد کی ہے۔

(۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم "عم یتساء لون، قٓ والقران المجید، والنجم اذاھوی، والسمآء ذات البروج، والسمآء والطارق" سیکھو۔ (درمنثور ص ۱۰۱۔ ج ۶۔ ابن مردویہ)

سورۂ قمر

اسے سورۂ اقتربت بھی کہتے ہیں۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ا)

(ا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو الٓمٓ تنزیل، یٰسین، اقتربت الساعۃ اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے گا یہ اس کے لئے نور ہوں گی اور شیطان وشرک سے بچاؤ کا سامان بھی اور قیامت کے دن اس کے درجات بلند ہوں گے۔ (درمنثور ص ۱۳۲۔ ج ۶۔ دیلمی)

(۲) حضرت اسحٰق بن عبداللہ بن ابوفروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو ہر دوسری رات کو "اقتربت الساعۃ وانشق القمر" پڑھے گا وہ قیامت کے دن اس عالم میں اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند (چمکتا) ہوگا۔

(ایضاً، ابن ضریس)

(۳) حضرت معن نے ایک ہمدانی شیخ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایک رات کے ناغے کے ساتھ اپنے مرنے تک "اقتربت الساعۃ" پڑھے گا وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح (چمکتا) ہوگا۔

(ایضاً، ابن ضریس)

سورۂ رحمٰن:

اسے عروس قرآن بھی کہا جاتا ہے۔ (اتقان ص ۵۴۔ ج ۱)

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا کہ ہر چیز کی ایک دلہن ہوتی ہے قرآن کی دلہن (سورۂ) رحمٰن ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۹)

اس سورۂ کو قرآن کی دلہن کیوں فرمایا گیا اس کی وجہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں یہ سورۂ دنیوی اور اخروی نعمتوں پر مشتمل ہے جنّتی دلہن حوروں کے اوصاف اوران کے زیور و لباس کا بیان بھی اس کے اندر موجود ہے اس لئے اسے قرآن کی دلہن کہا گیا۔

(مرقاۃ ص ۶۰۶۔ ج ۴)

قرآن کی دلہن ہونے سے مراد قرآن کا حسن و جمال اور زیبائش و آرائش ہے جو ہر دلہن کے لئے لازم ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۵۵۔ ج ۲)

(۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ حدید، اذا وقعت الواقعۃ اور سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرنے والے کو آسمان و زمین کی مخلوق میں فردوس کا باشندہ کہا جاتا ہے۔ (درمنثور ص ۱۴۰۔ ج ۶)

سورۂ واقعہ:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی بھی فاقہ کا شکار نہ ہوگا۔ (الاذکار از امام نووی ص ۱۰۲۔ مطبوعہ امویہ بیروت۔ ۱۹۷۱ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بچیوں کو اسے ہر رات پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۹۔ شعب الایمان از بیہقی و درمنثور ص ۱۵۳۔ ج ۶۔ فضائل ابو عبید ابن ضریس حارث بن ابو اسامہ، ابو یعلٰی و ابن مردویہ)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ واقعہ بے نیاز کر دینے والی سورہ ہے اس لئے تم اسے خود بھی پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دو۔

(درمنثور ص ۱۵۳۔ ج ۶۔ ابن مردویہ)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ کی تعلیم دو کیونکہ یہ بے نیاز کر دینے والی سورہ ہے۔ (ایضاً، دیلمی)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے فرمایا تم میں سے کوئی سورۂ واقعہ پڑھنے سے عاجز و درماندہ نہ رہے۔ (ایضاً، ابوعبید)

سورۂ حدید:

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ حدید۔ (حدید لوہے کو کہتے ہیں)

منگل کو نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے منگل ہی کو لوہا پیدا فرمایا اور منگل ہی کو ابن آدم نے اپنے بھائی کو قتل کیا (انسانی تاریخ کا یہ پہلا قتل ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منگل کو پچھنا لگوانے سے منع فرمایا۔ (درمنثور ص ۱۷۰۔ ج ۶۔ طبرانی و ابن مردویہ)

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منگل کو تم پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ منگل ہی کو سورۂ حدید مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ (ایضاً، دیلمی)

(۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات پڑھتے تھے۔ فرماتے ان سورتوں میں ایک آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷۔ ترمذی ص ۱۷۷۔ دارمی و درمنثور ص ۱۷۰۔ ص ۶۔ امام احمد، ابوداؤد ص ۳۲۳۔ ج ۲۔ نسائی، ابن مردویہ و شعب الایمان از بیہقی)

مسبحات وہ سورتیں ہیں جن کے شروع میں **سبحن الذی، سبح اور یسبح** ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۴۷۔ ج ۲۔ بحوالہ طیبی)

ایسی سورتیں کل سات ہیں۔(۱)سبحٰن الذی اسرٰی،(۲)حدید، (۳)حشر، (۴)صف، (۵)جمعہ،(۶)تغابن اور(۷)سورہ اعلیٰ۔

(مرقاۃ ص۵۹۸۔ج۲)

وہ آیت جوایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے وہ کونسی ہے اس کے بارے میں متعدد اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت "لو انزلنا ھذا القراٰن" ہےاور حافظ ابن کثیر سے منقول ہے کہ یہ آیت"ھو الاول و الاخر و الظاھر و الباطن و ھو بکل شی علیم" ہے۔

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ آیت ہے جو تسبیح سے شروع ہوئی ہے گویا سات مذکورہ سورتوں کی پہلی آیتیں، علامہ طیبی کا قول یہ ہے کہ یہ آیت شب قدر کی طرح پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ (ایضاً)

سورۂ حشر:

(۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات یا دن میں سورۂ حشر کی آخری آیتیں پڑھے گا اور اسی دن یا رات میں اس کی روح قبض ہوگی وہ یقیناً اپنے لئے جنت لازم کرے گا۔

(کنز العمال ص۱۴۵۔ج۱۔کامل ابن عدی وشعب الایمان از بیہقی)

(۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو سورۂ حشر کا آخری حصہ لو انزلنا ھذا القراٰن علی جبل سے اخیر تک پڑھے اور اسی رات اس کا انتقال ہو تو وہ شہید مرے گا۔ (کنز العمال ص۱۴۷۔ج۱۔ابوالشیخ)

سورۂ طلاق:

اس کا نام سورۂ نساء قصری بھی ہے۔ (اتقان ص۵۵۔ج۱)

(۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یقیناً ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر سب لوگ اسے اختیار کریں (اور اپنے لئے مشعل راہ بنائیں) تو ان سب کو یہ کافی ہو جائے۔ آیت یہ ہے۔ **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔** (کنز العمال ص ۱۴۵۔ ج ۱)

(اور جو اللہ کا تقویٰ رکھے وہ اس کے لئے نکلنے کی جگہ بنا دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا حساب وگمان نہ ہو)۔

(۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کے وقت تین بار **اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم** پڑھ کر سورۂ حشر کی اخیر تین آیتیں پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر ستر فرشتوں کو مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے اگر اسی دن اس کا انتقال ہو تو وہ شہید مرے گا اور جو انہیں شام کے وقت پڑھے گا وہ بھی یہی درجہ پائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸۔ ترمذی ودارمی)

سورۂ مُلک:

اس کے مزید نام یہ ہیں۔ سورۂ تبارک، مانعہ، منجیہ، مجادلہ اور واقیہ۔
(اتقان ص ۵۵۔ ج ۱)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ کی ایک ایسی سورۂ ہے جس میں صرف تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی ایسی شفاعت کی کہ اس کی بخشش ہوگئی یہ ہے **تبارک الذی بیدہ الملک۔**

(درمنثور ص ۲۴۶۔ ج ۶۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی ص ۱۱۳۔ ج ۲۔ نسائی، ابن ماجہ ص ۲۷۶۔ ابن ضریس، حاکم، ابن مردویہ وشعب الایمان از بیہقی)

حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کتاب اللہ کی ایک ایسی سورہ ہے جس میں صرف تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی شفاعت کی اور اسے جہنم سے نکالا اور جنت میں

داخل کیا۔ (کنز العمال ص ۱۴۵۔ ج ۱)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا اور انہیں اس کا علم نہ تھا کہ یہ قبر ہے یکا یک اس میں ایک انسان سورۂ تبارك الذی بیده الملك پڑھ رہا ہے اور پوری پڑھ ڈالی وہ صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کی خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورۂ (عذاب سے) بچانے والی اور نجات دہندہ ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب الٰہی سے نجات دے گی۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷، ۱۸۸۔ ترمذی ص ۱۱۲۔ ج ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض مردوں سے وہ افعال ظاہر ہوتے ہیں جو زندوں سے ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ ص ۵۹۹۔ ج ۲)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی ایک سورہ نے صاحب سورہ کی طرف سے ایسی جنگ کی کہ اسے جنت میں داخل کر دیا یہ ہے سورۂ تبارك الذی بیده الملك۔

(درمنثور ص ۲۴۶۔ ج ۶۔ اوسط از طبرانی، مختارہ از ضیاء مقدسی، ابن مردویہ)

(۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ تبارک عذاب قبر سے بچانے والی ہے۔ (درمنثور ص ۲۴۶۔ ج ۶۔ ابن مردویہ)

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری خواہش ہے کہ تبارك الذی بیده الملك ہر مومن کے دل میں رہے۔

(کنز العمال ص ۱۴۵۔ ج ۱۔ مستدرک حاکم)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی ایک سورہ ہے وہ تیس آیتوں پر مشتمل ہے وہ اپنے پڑھنے والے اور اہتمام کرنے والے کے لئے اس حد تک استغفار کرتی ہے کہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے یہ ہے تبارك الذی بیده

الملک۔ (کنزالعمال ص ۱۴۷۔ ج ا۔صحیح ابن حبان)

مسند امام احمد، سنن ابو داؤد، مستدرک از حاکم اور شعب الایمان از بیہقی کی روایت میں ہے کہ یہ سورہ اپنی تلاوت اور اہتمام کرنے والے کے لئے شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (کنزالعمال ص ۱۴۷۔ ج ا)

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یقیناً اللہ کی کتاب میں ایک ایسی سورہ پاتا ہوں جس میں تیس آیتیں ہیں جو سوتے وقت اسے پڑھتا ہے اس کے لئے اس کی برکت سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس سے تیس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے تیس درجے بلند کئے جاتے ہیں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس پر اپنے بازو پھیلاتا ہے اس وقت سے اس کے بیدار ہونے تک اسے ہر برائی سے بچاتا ہے یہ ہے "مجادلہ" جو اپنی نگہداشت کرنے والے کے دفاع میں جنگ کرے گی یہ سورہ ہے **تبارك الذی بیده الملك۔** (ایضاً۔ دیلمی)

(۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا جو دنیا میں کسی گناہ سے بچا نہ تھا مگر وہ مومن تھا اور قرآن کی صرف ایک سورہ کی تلاوت کرتا تھا اسے جہنم میں داخل کئے جانے کا حکم ہوگا اس وقت اس کے پیٹ سے ایک چیز چمکتے ستارہ کی طرح اڑے گی وہ کہے گی اے اللہ میں اس کا ایک حصہ ہوں جو تو نے اپنے نبی پر نازل فرمایا اور تیرا یہ بندہ میری تلاوت کرتا تھا پھر وہ پیہم شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرے گی یہ ہے نجات دینے والی سورہَ **تبارك الذی بیده الملك۔** (کنزالعمال ص ۲۲۳۔ ج ا۔ دیلمی)

(۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص سے کہا کیا میں تمہیں ایک ایسی حدیث کا تحفہ نہ دوں جس سے تم خوش ہو سکو اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورہَ **تبارك الذی بیده الملك** "تم خود بھی پڑھو اور اپنے

اہل وعیال کواور اپنے گھر کے تمام بچوں اور پڑوسیوں کواس کی تعلیم دو کیونکہ یہ سورہ نجات دینے والی ہے اور قیامت کے دن اپنے رب کے پاس اپنے پڑھنے والے کے لئے جنگ کرے گی اور آتش جہنم سے بچانے کا مطالبہ کرے گی اور اس کے ذریعہ اس کا پڑھنے والا عذاب قبر سے نجات پائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میری یہ قطعی خواہش ہے کہ یہ سورہ میری امت کے ہر مومن کے دل میں رہے۔

(درمنثور ص ۲۴۶۔ ج ٦۔ مسند عبد بن حمید، طبرانی، حاکم وابن مردویہ)

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کے ساتھ **تبارك الذی بیده الملك** کے علاوہ کچھ نہ تھا جب اسے قبر میں رکھا گیا اس کے پاس فرشتہ آیا اس سورہ نے اس کے سامنے شدید مزاحمت کی فرشتہ نے اس سے کہا تم اللہ کی کتاب کا ایک حصہ ہو اور میں تمہاری مخالفت و عداوت کو ناپسند کرتا ہوں اور تمہارے لئے اس کے لئے اور اپنے لئے کسی نفع ونقصان کا میں مالک نہیں اگر تم اس کے ساتھ رعایت اور بھلائی چاہتی ہو تو پروردگار کے یہاں جاؤ اور اس کے لئے شفاعت کرو وہ سورہ رب تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی اے میرے رب فلاں نے تیری کتاب سے میرا قصد کیا اور مجھے سیکھا اور میری تلاوت کی تو کیا تو اسے آگ میں جلائے گا اور اسے عذاب دے گا جبکہ میں اس کے شکم میں ہوں گی اگر تو اس کے ساتھ یہ کرے گا تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے اللہ عزوجل فرمائے گا تمہارے غصہ ہونے کی کیا وجہ ہے وہ کہے گی مجھے غصہ ہونے کا حق حاصل ہے۔ اس وقت اللہ عزوجل فرمائے گا میں نے تمہاری وجہ سے اسے بخش دیا اور تمہاری شفاعت قبول کی تب سورہ ملک آئے گی اور وہ فرشتہ رنجیدہ دل اس طرح نکلے گا کہ اس کا کچھ بھی نہ کر سکا ہوگا پھر وہ سورہ اپنے اہتمام اور تلاوت کرنے والے کے پاس آئے گی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھے گی اور کہے گی کہ یہ منہ مبارک جس نے میری خوب تلاوت کی اور کہے گی یہ سینہ مبارک جس نے

مجھے خوب یاد رکھا اور یہ دونوں قدم مبارک جو میرے لئے نماز میں کھڑے رہے (اور میرے لئے زحمت وکلفت برداشت کی) اس طرح یہ سورہ قبر میں اس کی دہشت ووحشت دور کرے گی اور انس پیدا کرے گی جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو کوئی چھوٹا، کوئی بڑا، کوئی آزاد اور کوئی غلام ایسا باقی نہ رہا جس نے اس کی تعلیم حاصل نہ کی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام "منجیہ" نجات دہندہ رکھا۔ (در منثور ص ۲۴۶۔ ج ٦۔ ابن عساکر)

(۱۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا قبر میں آدمی کے پاس عذاب کے فرشتے پہنچیں گے وہ اس کے پیر کی طرف سے آئیں گے تو اس کے پیر کہیں گے کہ ہماری طرف سے تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں یہ شخص ہم پر سورہ ملک پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا تھا پھر اس کے سینے کی طرف سے آئیں گے تو سینہ کہے گا میری طرف سے بھی کوئی راستہ نہیں اس نے اپنے اندر مجھے حفظ کر رکھا تھا پھر اس کے سر کی طرف سے آئیں گے تو سر بھی کہے گا کہ میری جانب سے بھی کوئی راستہ نہیں وہ مجھے پڑھتا تھا اس طرح یہ سورۂ مانعہ (بچانے والی) ہے یہ عذاب قبر سے بچائے گی تورات میں اسے سورۂ ملک کہا جاتا ہے جو کسی شب اسے پڑھتا ہے تو گویا وہ بہت پڑھتا ہے اور عمدہ کرتا ہے۔

(در منثور ص ۲۴۷۔ ج ٦۔ ابن ضریس، طبرانی، حاکم و شعب الایمان از بیہقی)

(۱۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے آپ فرماتے ہیں جب آدمی مر جاتا ہے اس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے اور آگ اپنے پاس کی میت کو جلا دیتی ہے اگر اس کے پاس کوئی ایسا عمل نہ ہو جو اسے آگ سے بچا سکے۔ ایک شخص کا انتقال ہوا وہ قرآن کی صرف وہی سورہ پڑھتا تھا جس میں تیس آیتیں ہیں (یعنی سورۂ ملک) چنانچہ وہ آگ اس کے سر کی طرف سے آئی تو اس سورہ نے کہا وہ مجھے پڑھتا تھا پھر وہ اس کے پاؤں کی طرف سے آئی تو اس نے کہا وہ مجھ پر کھڑا ہوتا تھا (وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر مجھے پڑھتا تھا یا مجھ پر عمل کرنے کے لئے پاؤں کو زحمت و تکلیف دیتا تھا) پھر وہ اس کے پیٹ کی طرف سے آئی

تو اس سورہ نے کہا اس نے مجھے اپنے اندر حفظ کیا اس طرح سورہ نے اس کو آگ سے بچایا راوی کہتے ہیں میں نے اور مسروق نے قرآن پر نظر ڈالی (کہ دیکھیں کونسی تیس آیت کی سورہ ہے) تو ہم نے سورہ تبارک کے علاوہ کوئی سورہ تیس (۳۰) آیتوں کے نہ پائی۔

(درمنثور ص ۲۴۷۔ ج ۶۔ ابو عبید، دلائل بیہقی، دارمی وابن ضریس)

(۱۳) حضرت عمرو بن مُرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں یہ کہا جاتا تھا کہ قرآن کی ایک سورہ ہے جو قبر میں اپنی تلاوت و اہتمام کرنے والے کی طرف سے جنگ کرے گی اس میں تیس آیتیں ہیں لوگوں نے دیکھا تو سورۂ تبارک کو اس کے مطابق پایا۔

(ایضاً، سعید بن منصور)

(۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا ایک شخص کو دیکھا اس کا انتقال ہوا وہ بڑا گنہگار تھا اپنی جان پر بڑی زیادتی کرنے والا تھا قبر میں جب بھی عذاب اس کے پیروں کی طرف آتا یا اس کے سر کی طرف آتا تو وہ سورہ جس میں طیر ہے متوجہ ہوتی اور اس کے دفاع میں لڑتی کہ وہ میری نگہداشت و پابندی کرتا تھا اور میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جو ہمیشہ میری نگہداشت کرے گا اس کو وہ عذاب نہ دے گا اس کے باعث عذاب اس کے پاس سے جلد ہی چلا جائے گا (اسی اہمیت کے پیش نظر) مہاجرین وانصار اسے سیکھتے تھے اور کہتے گھاٹے میں وہ ہے جو اسے نہ سیکھے یہ ہے سورۂ ملک۔ (درمنثور ص ۲۴۷۔ ج ۶۔ دیلمی)

سورۂ ملک کی جس آیت میں لفظ طیر آیا ہے یہ ہے۔

اولم یروا الی الطیر فوقھم صٰفٰت و یقبضن ما یمسکھن الا الرحمٰن (سورۂ ملک پ ۲۹۔ آیت ۱۹)

(۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آلم تنزیل السجدۃ اور تبارک الذی بیدہ الملک ہر رات پڑھتے تھے اور سفر و حضر میں کبھی نہ چھوڑتے۔ (ایضاً، ابن مردویہ)

سورۂ ضحیٰ:

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ امید والی آیت **ولسوف یعطیك ربك فترضٰی** نازل فرمائی ہے میں نے اس کو قیامت کے دن اپنی امت کے لئے بچا رکھا ہے۔ (کنز العمال ص ۱۴۷۔ ج ا۔ دیلمی)

(۲) حضرت حرب بن شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے کہا کہ شفاعت کے سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کا تذکرہ عراق والے کرتے ہیں کیا یہ حق ہے انہوں نے فرمایا ہاں خدا کی قسم میرے چچا محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے اس حد تک شفاعت کروں گا کہ میرا رب پکارے گا کہ اے محمد کیا تم راضی ہوئے میں کہوں گا ہاں اے میرے پروردگار میں راضی ہوا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عراق والو تم کہتے ہو کتاب اللہ کی سب سے امید والی آیت یہ ہے **یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا**۔ میں نے کہا ہاں ہم یہی کہتے ہیں انہوں نے کہا مگر ہم سبھی اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں سب سے امید والی آیت **ولسوف یعیطك ربك فترضٰی** ہے اور یہ ہے شفاعت۔ (درمنثور ص ۳۶۱۔ ج ۶۔ ابن منذر ابن مردویہ وحلیہ از ابو نعیم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ **ولسوف یعطیك ربك فترضٰی** اور یقیناً آپ کو آپ کا رب اتنا زیادہ دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

ابن ابو حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے **ولسوف یعطیك**

ربك فترضٰی کے بارے میں حضرت حسن سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔ (ایضاً)

گویا ولسوف یعطیك ربك فترضٰی میں یہ عظیم بشارت ہے کہ روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے نبی ﷺ کو منصب شفاعت عطا فرمائے گا اور آپ ایسی بھرپور شفاعت فرمائیں گے کہ اپنی پوری امت کو جنت میں داخل کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی رضا یہ ہے کہ آپ کی پوری امت جنت میں داخل ہو۔ (ایضاً، شعب الایمان از بیہقی)

آپ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ محمد ﷺ اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ کا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔ (ایضاً تلخیص المتشابہ از خطیب)

سورۂ قدر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو کسی رات میں انا انزلنه فی لیلة القدر پڑھے گا یہ سورہ قرآن کے چوتھائی حصہ کے برابر ہوگی اور جو اذا زلزلت پڑھے گا تو یہ سورۂ نصف قرآن کے برابر اور ''قل یاایها الکفرون'' قرآن کے چوتھائی حصے کے برابر اور قل هو الله احد قرآن کے تیسرے حصہ کے برابر ہوگی۔

(درمنثور ص ۳۷۷۔ ج ۶۔ محمد بن نصر)

سورۂ لم یکن:

اس کے مزید نام یہ ہیں سورۂ یا اھل الکتٰب، سورۂ بینہ، سورۂ قیامت، سورۂ بریہ اور سورۂ انفکاک۔ (اتقان ص ۵۵۔ ج ۱)

(۱) حضرت اسماعیل بن ابو حکیم مزی رضی اللہ عنہ نے بنی فضیل کے ایک شخص سے روایت کی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا اللہ تعالیٰ ''لم یکن''

کی تلاوت سنتا ہے تو فرماتا ہے میرے بندے تمہارے لئے خوشخبری ہے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہیں جنت میں ضرور جگہ دوں گا یہاں تک کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

(درمنثور ص ۳۷۷۔ ج ۶۔ المعرفہ از ابونعیم)

اور حضرت ابوموسیٰ مدینی نے ''المعرفۃ'' میں ان ہی اسماعیل بن ابوحکیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ مصر مزنی یا مدنی سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ ''لم یکن الذین کفروا'' کی تلاوت سنتا ہے تو فرماتا ہے میرے بندے تمہیں بشارت ہے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہیں دنیا وآخرت کے ہر حال میں یاد رکھوں گا اور تمہیں جنت میں ضرور جگہ مرحمت کروں گا۔ (ایضاً)

سورۂ زلزال:

(۱) حضرت ابن عباس وحضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اذا زلزلت'' ''نصف قرآن کے برابر اور ''قل ھو اللہ احد'' ''ایک تہائی قرآن کے برابر اور ''قل یاایھا الکفرون'' ''چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۸۔ ترمذی ص ۱۱۳۔ ج ۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ''اذا زلزلت'' پڑھنے کا ثواب نصف قرآن پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے علامہ طیبی نے فرمایا ہے مبدأ و معاد دنیا وآخرت کا بیان قرآن کا مقصد اصلی ہے اور اذا زلزلت صرف معاد پر مشتمل اور اس کے اجمالی حالات کے بیان کو حاوی ہے۔ (مرقاۃ ص ۵۹۹۔ ج ۲)

گویا قرآن کے مضمون دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں ایک دنیا سے متعلق اور دوسرا آخرت سے متعلق اور اس سورہ میں آخرت سے متعلق اجمالی حالات ہیں اس لئے اسے نصف قرآن کہا گیا۔

ایک روایت میں اسے قرآن کا چوتھائی کہا گیا ہے اس کی وجہ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ قرآن، توحید، نبوت، احکام، بعثت اور حالات آخرت پر مشتمل ہے اور اس سورۃ میں حالات آخرت کا بیان ہے اس لئے اسے قرآن کا چوتھائی فرمایا گیا اور اسی حدیث میں قل یا ایھا الکفرون کو قرآن کا چوتھائی کہا گیا اس لئے کہ یہ سورہ توحید کے بیان پر مشتمل ہے کیونکہ شرک سے برأت بھی توحید کا اثبات ہے اس لئے یہ دونوں ہی سورتیں دو حیثیتوں سے قرآن کا چوتھائی ہیں۔ (مرقاۃ ص ۵۹۹، ۶۰۰۔ ج ۲)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات ''اذا زلزلت'' پڑھے گا اس کے لئے یہ نصف قرآن کے برابر ہوگی۔

(درمنثور ص ۳۷۹۔ ج ۶۔ الاذکار از امام نووی ص ۱۰۳۔ مطبوعہ امویہ بیروت۔ ۱۹۷۱ء)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ پڑھایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''الٓر'' سے شروع ہونے والی سورتوں میں سے تین سورتیں پڑھو (قرآن میں ایسی کل پانچ سورتیں ہیں) اس نے اسے نہ پڑھ سکنے کی معذرت کرتے ہوئے عرض کیا میں معمر ہو چکا ہوں دل سخت ہو چکا ہے (نسیان کا غلبہ رہتا ہے) زبان موٹی ہو چکی ہے (قرآن یا لمبی سورتیں سیکھنے کے لائق میری زبان نہیں رہی) حضور نے فرمایا (اگر اس کی تمہیں قدرت نہیں) تو حٰمٓ کی تین سورتیں پڑھو اس نے پھر پہلی ہی جیسی گفتگو و معذرت کی (پھر) اس نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے ایک جامع سورہ پڑھایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ''اذا زلزلت'' پوری سورہ پڑھائی اس کے بعد اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی اس سے زیادہ نہ کروں گا پھر وہ شخص چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص کامیاب ہو گیا اسے دو بار ارشاد فرمایا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۹۰۔ درمنثور ص ۳۷۹۔ ج ۶۔ امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم، ابن مردویہ و شعب

الایمان از بیہقی)

یہ صحابی رسول اللہ ﷺ سے کسی ایسی سورہ کی تعلیم چاہتے تھے جس پر عمل پیرا ہو کر فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکیں اسی لئے انہوں نے ایک جامع سورہ کہا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سورہ کے اندر ایک ایسی جامع آیت ہے جس نے ذرہ ذرہ کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے یہ جامعیت میں اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے آیت یہ ہے۔ **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ** (الزلزال :۸،۷) اور جو ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

(مرقاۃ ص ۶۰۸۔ ج ۲)

علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس آیت میں سارے اعمال کی پیشی اور ان کی جزاء کا بیان ایسے مکمل انداز میں ہے کہ کوئی ذرہ حساب سے بچ نہ سکے گا۔ (ایضاً)

سورۂ عادیات:

(۱) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اذا زلزلت'' نصف قرآن کے برابر اور العادیات نصف قرآن کے برابر ہے۔

(درمنثور ص ۳۸۳۔ ج ۶۔ فضائل ابوعبید)

فضائل اذا زلزلت میں جیسا کہ گزرا کہ قرآن کے مضامین دو حصوں میں بٹے ہیں ایک دنیا سے متعلق دوسرا آخرت سے متعلق اور سورۂ اذا زلزلت میں بڑی جامعیت کے ساتھ ذرہ ذرہ کے حساب ہونے کا بیان ہے اس لئے اسے نصف قرآن کہا گیا اسی طرح سورۂ عادیات میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام ہی اعمال حتیٰ کہ سینے کے اندر چھپی ہوئی نیتوں کو اس روز آخرت میں سامنے لایا جائے گا اور ان کا حساب ہوگا اس لئے اس سورہ کو بھی نصف قرآن کہا گیا۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اذا

زلزلت نصف قرآن کے برابر، العادیات نصف قرآن کے برابر، قل ھواللہ احد تہائی قرآن کے برابراور قل یاایھا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (ایضاً، محمد بن نصر)

فضائل سورۂ تکاثر:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھ سکتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیسے اس کی طاقت ہوگی؟ حضور نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی الھٰکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا۔

(الترغیب الترہیب ص ۶۴۳۔ ج ۲۔ حاکم)

گویا الھٰکم التکاثر پوری سورہ پڑھنے سے ایک ہزار آیتیں پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایک رات میں ایک ہزار آیتیں پڑھے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس عالم میں ملے گا کہ اس کا چہرہ ہنستا ہوا ہو گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایک ہزار آیتیں کون پڑھ سکے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم الھٰکم التکاثر پوری سورہ پڑھی پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے یقیناً یہ سورہ ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے۔

(کنز العمال ص ۱۴۸۔ ج ۲۔ دیلمی والمحقق والمفترق از خطیب)

(۳) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا میں تمہارے سامنے سورۂ الھٰکم التکاثر پڑھتا ہوں تم میں سے جو روئے گا وہ جنت میں داخل ہوگا چنانچہ حضور نے اسے پڑھا ہم میں سے کچھ تو روئے اور کچھ نہ روئے جو لوگ نہیں رو سکے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے رونے کی کوشش کی مگر ہم نہ رو سکے پھر حضور نے فرمایا میں دوبارہ تمہارے سامنے اسے پڑھتا ہوں جو روئے گا اس کے لئے جنت ہوگی اور جو نہ رو سکے وہ رونے کی سی شکل ہی بنا لے۔

(درمنثور ص ۳۸۷۔ ج ۶۔ نوادر الاصول از حکیم ترمذی و شعب الایمان از بیہقی)

سورۂ عصر:

(۱) حضرت ابو ملیکہ دارمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ایسے صحابی تھے کہ جب بھی باہم ملتے تو جب تک دونوں میں سے کوئی دوسرے کے سامنے پوری سورۂ عصر نہ پڑھ لیتا دونوں جدا نہ ہوتے جب یہ سورہ پڑھ لی جاتی تو الوداعی سلام ہوتا۔

(درمنثور ص ۳۹۱۔ ج ۶۔ اوسط از طبرانی و شعب الایمان للبیہقی)

سورۂ کافرون:

اس کے مزید نام یہ ہیں مقشقشہ اور سورۂ عبادت۔ (الاتقان ص ۵۵۔ ج ۱)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قل یاایھا الکفرون پڑھے گا اس کے لئے یہ سورۂ چوتھائی قرآن کے برابر ہوگی۔

(درمنثور ص ۴۰۵۔ ج ۶۔ ابن مردویہ)

(۲) حضرت نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیجئے جسے میں بستر پر جانے کے وقت پڑھا کروں حضور نے فرمایا قل یا ایھا الکفرون پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ سورۂ شرک سے علیحدگی کا ذریعہ ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۸۔ ابوداؤد، ترمذی، دارمی، نسائی، ابن حبان، مستدرک از حاکم، و ابن ابوشیبہ)

(۳) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ساتھ دو سورتیں ہوں گی تو اس کا کوئی حساب نہ ہوگا وہ دونوں سورتیں یہ ہیں قل یاایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد۔

(کنز العمال ص ۱۴۸۔ ج ۱۔ ابونعیم و درمنثور ص ۴۰۶۔ ج ۶۔ ابن مردویہ)

(۴) ایک شیخ سے روایت ہے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل رہا ہے وہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلا حضور کا گزر ایک ایسے شخص کے یہاں سے

ہوا جو قل یاایھا الکفرون پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا یہ تو شرک سے بری وعلیحدہ ہو چکا اور دوسرا شخص قل ھو اللہ احد پڑھ رہا تھا تو فرمایا اس شخص کے لئے اس کی وجہ سے جنت ناگزیر ہوگئی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی مغفرت ہوگئی۔

(درمنثور ص ۴۰۵۔ج ۶۔امام احمد،ابن ضریس،بغوی،ترغیب از حمید بن زنجویہ)

(۵) حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق چاشت کی نماز اور قل یا ایھا الکفرون نہیں پڑھتا۔ (ایضاً،دیلمی)

(۶) حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قل یاایھا الکفرون پڑھتا ہے وہ گویا چوتھائی قرآن پڑھتا ہے اور جو قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے وہ گویا تہائی قرآن پڑھتا ہے۔ (کنز العمال ص ۱۴۸۔ج ۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے دو سورتیں کیا ہی خوب ہیں ایک قل ھو اللہ احد جو تہائی قرآن کے برابر ہے دوسری قل یاایھا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (کنز العمال ص ۱۴۸۔ج ۱)

(۷) حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جسے میں بستر پر جانے کے وقت پڑھا کروں حضور نے فرمایا قل یا ایھا الکفرون پوری پڑھا کرو اس لئے کہ یہ سورۂ شرک سے برأت اور علیحدگی کا ذریعہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸۔ابوداؤد ص ۳۳۳۔ترمذی ص ۱۷۶۔ج ۲)

اس سورہ میں شرک سے بیزاری کا اعلان ہے اس لئے آدمی جب نیند کی دنیا میں جائے تو شرک اور اس کی آلائش سے صاف ستھرا ہو کر جائے اور اگر اسی عالم میں موت آجائے تو توحید و ایمان پر اس کا خاتمہ ہو۔

سعید بن منصور، ابن ابوشیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نوفل رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ان کے والد حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک سے

ابھی جلد ہی الگ ہوا ہوں مجھے کسی ایسی آیت کی تعلیم دے دیں جو مجھے شرک سے پاک رکھ سکے حضور نے فرمایا قل یاایھا الکفرون پڑھا کرو۔ حضرت عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میرے والد سے زندگی بھر کسی رات اور کسی دن یہ سورۂ پڑھنے سے چھوٹی نہیں وہ ہر شب و روز اسے پڑھتے رہے۔ ابن مردویہ کی ایک اور روایت ہے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ اشجعی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب سونے کے لئے خواب گاہ میں آؤ تو قل یاایھا الکفرون پڑھو جب تم اسے پڑھو گے تو شرک سے بری و علیحدہ رہو گے امام احمد بن حنبل نے حضرت حارث بن جبلہ اور طبرانی نے اوسط میں جبلہ بن حارث سے روایت کی ہے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جسے میں سوتے وقت پڑھا کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات کو سونے لگو تو پوری سورہ قل یا ایھا الکفرون پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ سورہ شرک سے برأت کا سامان ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم سوتے وقت قل یاایھا الکفرون پڑھا کرو کیونکہ یہ سورہ شرک سے بیزاری کا ذریعہ ہے۔ بزار، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تم سویا کرو تو قل یا ایھا الکفرون پڑھا کرو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بستر پر آتے پوری سورۂ قل یاایھا الکفرون پڑھتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو تم کو شرک باللہ سے نجات دے دے تم سوتے وقت قل یاایھا الکفرون پڑھا کرو۔ (درمنثور ص ۴۰۵۔ ج ۶)

(۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو کسی رات قل هو الله احد اور قل یا ایھا الکفرون پڑھتا ہے وہ گویا بہت پڑھتا ہے اور عمدہ کرتا ہے۔ (ایضاً ص ۴۰۶۔ ج ۶۔ فضائل ابوعبید و ابن ضریس)

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت نماز میں بچھو نے ڈنک ماردیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا بچھو پر اللہ کی لعنت ہو یہ نمازی وغیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا پھر حضور نے پانی اور نمک منگایا اور ایک برتن میں رکھا پھر اسے اپنی انگلی پر ڈالنے لگے جہاں بچھو نے ڈنک مارا تھا اور قل یا ایھا الکفرون، قل اعوذ برب الفلق، اور قل اعوذ برب الناس، پڑھنے لگے۔

(ایضاً صغیر از طبرانی۔ مشکوۃ ص ۳۹۰۔ شعب الایمان از بیہقی)

سورۂ نصر:

اس کو سورۂ تودیع بھی کہتے ہیں۔ (اتقان ص ۵۵۔ ج ۱)

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل یا ایھا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر اور ''اذا زلزلت'' چوتھائی قرآن کے برابر اور اذا جاء نصر اللہ والفتح چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

(کنز العمال ص ۱۳۹۔ شعب الایمان از بیہقی)

(۲) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبیر کیا تم یہ پسند کرو گے کہ جب تم سفر کے لئے نکلو تو اپنے ساتھ کے لوگوں میں تمہاری حالت بہتر رہے اور تمہارا زادراہ سب سے زیادہ رہے میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے والدین قربان (میں اسے کیوں نہ پسند کروں گا) حضور نے فرمایا سفر کرتے وقت تم یہ پانچ سورتیں پڑھو قل یا ایھا الکفرون، اذا جاء نصر اللہ والفتح، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور ہر سورہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرو اور اخیر میں بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو (حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا پھر ان کا کیا حال ہوا) وہ خود بیان کرتے

ہیں کہ میں صاحب ثروت اور مالدار ہو گیا پہلے جب میں سفر کے لئے نکلتا تو خستہ حال ہوتا اور میرے پاس زادراہ کم ہوتا لیکن جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کی تعلیم دی اور میں انہیں پڑھنے لگا تو سفر سے لوٹنے تک میری یہ کیفیت ہوتی کہ میرا حال بہت اچھا ہوتا اور میرے پاس ڈھیر سازادراہ ہوتا۔

(درمنثور ص ۴۰۶۔ ج ۶۔ ابویعلیٰ وحصن حصین از ابن جزری ص ۸۹، ۹۰۔ برحاشیہ خزینۃ الاسرار)

اس سے معلوم ہوا کہ آغاز سفر سے پہلے چاروں قل اور اذا جاء نصر اللہ اور پھر بسم اللہ پڑھنے میں بڑی برکتیں ہیں۔

سورۂ اخلاص:

اس کا نام سورۂ اساس بھی ہے۔ (اتقان ص ۵۵۔ ج ۱)

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے اور اسے بار بار دہراتے سنا (یہ تھے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ)

(الترغیب والترھیب ص ۶۴۷۔ ج ۲)

جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا حضور سے تذکرہ کیا اور گویا وہ اسے کم سمجھ رہے ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بلاشبہ یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(صحیح بخاری ص ۷۵۰۔ ج ۲۔ ابوداؤد ص ۲۰۶۔ ج ۱)

علامہ عینی لکھتے ہیں قل ھو اللہ احد کے تہائی قرآن ہونے کا کیا مطلب ہے اس سلسلے میں مختلف رائیں اور متعدد اقوال ہیں مازری نے فرمایا قرآن میں تین طرح کے مضامین ہیں۔ واقعات، احکام اور صفات باری تعالیٰ یہ تین حصوں کا ایک حصہ ہے اس لئے اسے تہائی قرآن کہا گیا بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کا ثواب بڑھ کر تہائی قرآن کے برابر ہوتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن میں تین قسم کے مضامین ہیں ذات الٰہی کی معرفت اس کے

ناموں اور صفتوں کی معرفت اور اس کے کاموں اور طریقوں کی معرفت اور یہ سورہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی پاکی پر مشتمل ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو توحید کے اقرار اور خالق کے ایقان و ادغان کے مطابق عمل کرے گا جو اس سورہ کے اندر ہے وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے تہائی قرآن پڑھ لیا ہو۔ ابوالحسن نے فرمایا شاید وہ صحابی جو اسے رات بھر دہراتے رہے انہیں صرف یہی یاد رہا ہو اور وہ اپنے اس عمل کو معمولی سمجھتے رہے ہوں اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عمل خیر کی ترغیب کے لئے فرمایا ہو یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے بندے کو معمولی عمل پر بھی زیادہ عمل کے ثواب سے بڑھ کر ثواب عطا فرمائے۔ اصیلی نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ قل ھو اللہ کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے جس میں قل ھو اللہ نہ ہو۔ (عمدۃ القاری ص ۳۴۔ ج ۲۰)

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون کسی رات تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہوگا یہ ان پر بھاری سا لگا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے حضور نے فرمایا ھو اللہ الواحد الصمد (یعنی قل ھو اللہ احد) تہائی قرآن ہے۔ (بخاری ص ۷۵۰۔ ج ۲)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب رکھتا ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا آپ نے ایک شخص سے پوری سورۂ قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد، ولم یکن لہ کفوا احد۔ پڑھتے سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے لازم ہوگئی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا چیز لازم ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہوا کہ اس شخص کے پاس جا کر اسے یہ خوش خبری

سناؤں پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوپہر کا کھانا چھوٹنے کا اندیشہ ہوا پھر (بعد میں) اس شخص کی طرف چلا تو وہ اس وقت جا چکا تھا۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۴۵۔ ج ۲۔ موطا امام مالک ص ۲۷۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی ونسائی وحاکم)

(۴) انہیں سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (لوگو) جمع ہو جاؤ میں ابھی تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا چنانچہ جنہیں اکٹھا ہونا تھا وہ اکٹھے ہو گئے پھر نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور قل ھو اللہ احد پڑھا پھر اندر تشریف لے گئے۔ ہم میں بعض نے بعض سے کہا ہم سمجھتے ہیں یہ خبر حضور کے پاس آسمان سے آئی ہے اسی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں پھر نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا میں نے تم لوگوں سے کہا تھا میں ابھی تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا۔ سنو یہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(ایضاً، مسلم ۲۷۱۔ ج اور ترمذی ص ۱۱۳۔ ج ۲)

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھا اس نے گویا ایک تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اسے دو بار پڑھا اس نے گویا دو تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اسے تین بار پڑھا اس نے گویا پورا قرآن پڑھ لیا۔

(کنز العمال ص ۱۴۸۔ ج ۱)

ابن نجار نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس نے تین بار قل ھو اللہ احد پڑھا یہ پورے قرآن کے برابر ہو گیا۔

(ایضاً)

(۶) حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو پوری سورۂ قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ (اس پر) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تب تو ہم بہت سے محلات حاصل کریں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ بڑی ہوئی اور وسیع تر ہے۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۴۷۔ ج ۲۔ امام احمد)

دارمی کی روایت میں ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دس بار **قل ھو اللہ احد** پڑھے گا اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا اور جو بیس بار پڑھے گا اس کے لئے جنت میں دو محل بنائے جائیں گے اور جو اسے تیس بار پڑھے گا اس کے لئے جنت میں تین محل بنائے جائیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تب تو ہم یقیناً بہت سے محلات حاصل کرلیں گے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۰)

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تب تو ہم بہت سے محلات حاصل کرلیں گے حضور نے دو بار ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ (درمنثور ص ۴۱۲۔ ج ۶۔ حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی)

(۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک معرکہ پر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو ہر نماز میں اپنی قرأت **قل ھو اللہ احد** پر ختم کرتے جب وہ لوگ واپس ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے پوچھو کس وجہ سے وہ ایسا کرتا تھا ان لوگوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سورۂ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا محبوب رکھتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خبر دے دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۵۔ بخاری ج ۲، مسلم ص ۲۷۱۔ ج ۱، عمدۃ القاری ص ۳۲۔ ج ۲۰)

بخاری کی روایت میں اتنی تفصیل اور ہے کہ جو صحابی پابندی سے **قل ھو اللہ احد** پر اپنی قرأت ختم کرتے تھے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے فلاں کیوں نہیں وہی کرتے تھے جو تمہارے ساتھی تمہیں حکم دیتے تھے اور ہر رکعت میں اسی سورۂ کو کیوں پڑھتے تھے انہوں نے جواب دیا میں اسے محبوب رکھتا ہوں تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے تمہاری یہ محبت تمہیں جنت میں لے جائے گی۔ (الترغیب والترہیب ص ۶۴۸۔ ج ۲۔ ترمذی)

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر فرض نماز کے بعد **قل ھو اللہ احد** پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی خوشی اور مغفرت لازم فرمادے گا۔ (کنزالعمال ص ۱۴۸۔ ج ۱۔ تاریخ ابن نجار)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو بعد فجر بارہ مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے گا گویا وہ چار بار (پورا) قرآن پڑھے گا اور وہ اس دن اہل زمین میں سب سے بہتر ہوگا جبکہ وہ تقوای کا پابند رہے۔ (ایضاً ص ۱۴۹۔ شعب الایمان از بیہقی)

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی مسلمان غلام یا باندی کسی دن یا رات میں سو بار **قل ھو اللہ احد** پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ ضرور بخش دے گا۔ (ایضاً، ابن سنی)

(۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عرفہ (نویں ذوالحجہ) کی شام کو ایک ہزار بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے مرحمت فرمائے گا۔ (کنزالعمال ص ۱۴۹۔ ج ۱۔ ابوالشیخ)

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے جو پچاس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔
(درمنثور ص ۴۱۱۔ ج ۶۔ ابو یعلیٰ و محمد بن نصر)

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزانہ دو سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ پندرہ سو نیکیاں لکھے گا اور اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا لیکن اگر اس کے اوپر قرض ہو تو معاف نہ ہوگا۔ (ایضاً، ترمذی ص ۱۱۳۔ ج ۲۔ ابو یعلیٰ محمد بن نصر، ابن عدی و شعب الایمان از بیہقی)

(۱۴) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو یہ سورہ اس گھر والوں کے اور پڑوسیوں کی

غربت وافلاس دور کر دیتی ہے۔ (کنز العمال ص ۱۴۹۔ ج ا۔ کبیر از طبرانی)

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رات میں بستر پر سونے کا ارادہ کرے وہ اپنی دائیں کروٹ پر سوئے پھر قل ھو اللہ احد سو بار پڑھے جب قیامت کا دن ہو گا اس سے رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے اپنی دائیں جانب جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (درمنثور ص ۴۱۱۔ ج ۶)

(۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھے اس کے لئے برکت ہوتی ہے اور جو دو بار اسے پڑھتا ہے تو اس کے اور اس کے گھر والے دونوں کے لئے برکت ہوتی ہے اور اگر اسے تین بار پڑھے تو اس کے لئے اس کے گھر والوں اور اس کے پڑوسیوں کے لئے برکت ہوتی ہے اور اگر وہ اسے بارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں بارہ محل تعمیر فرمائے گا اور جو اسے بیس مرتبہ پڑھے گا وہ انبیاء کے ساتھ اس طرح ہو گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ والی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر بتایا یعنی جیسے بیچ اور شہادت کی انگلی ملی ہوئی ہیں ایسے وہ انبیاء کے ساتھ ہو گا پچیس سال کے گناہ سوائے قرض وخونریزی کے سب بخش دے گا اور اگر وہ اسے دو سو بار پڑھے اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا اور اگر وہ اسے چار سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار سو ایسے شہیدوں کا اجر لکھے گا جن کے گھوڑے مارے گئے اور جن کا خون بہایا گیا (یعنی میدان جنگ میں وہ شہید ہوئے) اور اگر وہ ایک ہزار مرتبہ اسے پڑھے تو جب تک وہ بذات خود اپنا ٹھکانا جنت میں نہ دیکھ لے یا کوئی اور نہ دیکھ لے اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی۔

(درمنثور ص ۴۱۳۔ ج ۶۔ حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی)

(۱۷)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز کی پاکی کی طرح پاکی کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھ کر سو مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا اور دس برائیاں مٹائے گا اور اس کے جنت میں دس

درجے بلند کرے گا اور جنت میں اس کے لئے سو محل تعمیر فرمائے گا اور اس کے عمل کو اس دن تمام بنی آدم کے عمل کے برابر اٹھائے گا اور جیسے اس نے تینتیس (۳۳) بار قرآن پڑھا ہو یہ شرک سے علیحدگی کا ذریعہ فرشتوں کے حاضر ہونے کا سبب اور شیطان کے بھاگنے کا ذریعہ ہے اور عرش کے قریب اس کی ایک آواز ہوتی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے کی طرف نظر فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کی طرف نظر فرمادے اسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا۔

(کنز العمال ج ا۔ص ۵۳۰۔ کامل ابن عدی وشعب الایمان از بیہقی ودر منثور ص ۴۱۱۔ ج ۶)

(۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دوسو بار قل ھواللہ احد پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ بخشے جائیں گے جبکہ وہ ان چار گناہوں سے بچ سکے خونریزی، لوٹ، زنا اور شراب نوشی۔

(در منثور ص ۴۱۱۔ ج ۶۔ کامل ابن عدی وشعب الایمان از بیہقی)

(۱۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جو ایمان کے ساتھ انہیں کرے گا وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور جہاں کی حوروں سے چاہے گا اس کی شادی ہوگی پہلا شخص وہ جو اپنے قاتل کو معاف کر دے اور خفیہ قرض ادا کرے اور ہر نماز فرض کے بعد دس بار قل ھواللہ احد پڑھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے اگر کوئی ایک کرے حضور نے فرمایا چاہے کوئی ایک ہی کرے۔ (در منثور ص ۴۱۱۔ ج ۶۔ ابویعلیٰ)

یعنی مذکورہ تین چیزوں میں سے کوئی صرف ایک ہی کو انجام دے لے وہ بھی جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور اسے حوریں بھی ملیں گی۔

(۲۰) حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنی موت کی بیماری میں قل ھواللہ احد پڑھے گا وہ قبر کی آزمائش و پریشانی میں مبتلا نہ

ہوگا اور عذاب قبر سے محفوظ ہوگا اور قیامت کے دن فرشتے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھائیں گے اور اسے پل صراط سے گزار کر جنت تک پہنچائیں گے۔

(درمنثور ص۴۱۲۔ج ۶۔اوسط طبرانی وحلیہ ابونعیم)

(۲۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی اور قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔

(ایضاً، طبرانی)

(۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی سے بات کرنے سے پہلے مغرب بعد دو رکعت پڑھے گا پہلی رکعت میں الحمد اور قل یا ایھا الکفرون اور دوسری میں الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح الگ ہوجائے گا جیسے سانپ اپنے کینچلی سے نکلتا ہے۔

(ایضاً، ابن نجار)

(۲۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بعد نماز جمعہ سات بار **قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** پڑھے گا اللہ اس کے عوض اسے دوسرے جمعہ تک برائی سے بچائے گا۔

(ایضاً عمل الیوم واللیلۃ از ابن سنی)

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ کے راستے میں لگام لگائے اور زین کسے ہوئے ایک ہزار گھوڑوں سے محبوب تر ہے۔

(درمنثور ص۴۱۳۔ج ۶۔حافظ ابومحمد حسن بن احمد سمرقندی)

(۲۵) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رات اور دن میں دس بار قل ھو اللہ احد اور آیت الکرسی پڑھنے کی پابندی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رضا و خوشنودی اپنے لئے حاصل کرے گا اور وہ انبیاء کے ساتھ ہوگا اور شیطان سے محفوظ ہوگا۔

(ایضاً ایضاً)

(۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے شرک سے برأت عذاب سے نجات اور فزع اکبر (سب سے گھبراہٹ کا وقت) سے امان لکھ دی جائے گی۔ (ایضاً ایضاً)

(۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے گھر پر پہنچتے وقت الحمد للہ اور قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اللہ اس سے محتاجی دور فرما دیتا ہے اور اس گھر کی خیر و برکت بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا فیض پڑوسیوں کو بھی پہنچتا ہے۔

(ایضاً ایضاً)

(۲۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب صور پھونکا جائے گا رحمٰن کا شدید غضب و جلال ہوگا فرشتے اتریں گے اور زمین کے کناروں کو پکڑیں گے اور وہ مسلسل قل ھو اللہ احد پڑھیں گے یہاں تک کہ وہ نشان غضب جاتا رہے گا۔ (ایضاً، طبرانی)

(۲۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھا اس نے گویا اپنی جان اللہ تعالیٰ سے خرید لی۔

(ایضاً، فوائد ابراہیم بن محمد خیارجی)

(۳۰) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رات یا دن میں تین بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا یہ پورے قرآن کے برابر ہوگا۔

(ایضاً، تاریخ ابن نجار)

(۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میرا ایک بھائی ہے قل ھو اللہ احد پڑھنا اسے بہت محبوب ہے، حضور نے فرمایا اپنے بھائی کو جنت کی بشارت دے دو۔ (ایضاً، ابن ضریس)

(۳۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا میرا ہاتھ حضور کے ہاتھ میں تھا اس وقت ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

اللھم انی اسألك بانك انت الله لا الہ الا انت الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی یکتا بے نیاز ہے جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا ہے جب بھی اس کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے ساتھ دعا کی جاتی ہے وہ قبول فرماتا ہے۔ (ایضاً، ابن عبدالرزاق، ابن شیبہ، ابن ماجہ ص ۲۸۲ و ابن ضریس)

(۳۳) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جو **قل ھو اللہ احد** دو سو مرتبہ پڑھے گا اس کو پانچ سو سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (ایضاً، ابن ضریس)

(۳۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز فرض کے بعد دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودی اور مغفرت لازم کر دے گا۔ (درمنثور ص ۴۱۴۔ تاریخ ابن نجار)

(۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جو دو رکعت نماز پڑھے گا اور ان دونوں رکعتوں میں تیس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ہزار سونے کے محل بنائے گا اور جو اسی تعداد میں اسے نماز سے باہر پڑھے گا اس کا یہ عمل پہلے سے افضل ہوگا اور جو اسی تعداد میں اپنے گھر والوں میں آتے وقت پڑھے گا تو اس کی وجہ سے اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کی بھلائی ہوگی۔ (ایضاً، شعب الایمان از بیہقی)

(۳۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کا ارادہ کیا راستے کی ایک منزل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی آپ نے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل ھواللہ احد پڑھی اور دوسری میں (فاتحہ کے بعد) قل اعوذ برب الفلق پڑھی جب آپ سلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کوئی شخص کسی نماز میں دو ایسی سورتیں نہ پڑھے گا جو ان دونوں سورتوں سے بلیغ تر اور افضل ہوں گی۔ (ایضاً، سعید بن منصور وابن مردویہ)

(۳۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو قل ھواللہ احد پڑھ رہا تھا۔ (ایضاً، امام احمد وطبرانی)
حضور نے فرمایا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت لازم فرمادی۔
(ایضاً، امام احمد وطبرانی)

(۳۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز فجر پڑھے اور بات کرنے سے پہلے دس بار قل ھواللہ احد پڑھے اس دن اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا اور وہ شیطان سے بچا رہے گا۔ (ایضاً، ابن عساکر)

(۳۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو عشاء کے بعد دو رکعت پڑھے گا اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ بار قل ھواللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دو ایسے محل تعمیر کرے گا جسے اہل جنت دیکھنے کی کوشش کریں گے۔ (درمنثور ص ۴۱۵۔ ج ۶۔ سعید بن منصور وابن ضریس)

(۴۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو چار رکعتوں میں دو سو بار ہر رکعت میں پچاس بار قل ھواللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے سو سال پچاس اگلے اور پچاس پچھلے سال کے گناہ بخش دے گا۔ (ایضاً ایضاً)

(۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (آرام فرمانے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے ہر رات اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع فرماتے پھر ان میں پھونکتے

ان میں قل ھواللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اورقل اعوذ برب الناس پڑھتے پھران دونوں کو جہاں تک ہو پاتا اپنے جسم پر گزارتے اپنے سرمبارک اور چہرہ اقدس اورآگے سے شروع کرتے (اور ہاتھ جہاں تک پہنچ سکتا وہاں تک پہنچاتے) ایسا حضور تین بار کرتے۔

(بخاری ص ۷۵۰۔ ج ۲۔ ابوداؤد ص ۳۳۳۔ ج ۲۔ ترمذی ص ۱۷۶۔ ج ۲۔ نسائی۔ ابن ماجہ وابن ابوشیبہ)

(۴۲) حضرت عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم صبح وشام تین بار قل ھواللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اورقل اعوذ برب الناس پڑھا کرو تمہیں یہ ہر چیز سے کفایت کریں گی۔

(ایضاً، ابن سعد، عبداللہ بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، عبداللہ بن احمد درزوائد الزھد وطبرانی)

(۴۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کیا میں تمہیں تورات، انجیل، زبور اورقرآن عظیم میں نازل شدہ تین بہترین سورتیں نہ بتادوں میں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پرنثار وہ کہتے ہیں اس کے بعد حضور نے مجھے قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اورقل اعوذ برب الناس پڑھائیں پھر حضور نے فرمایا اے عقبہ انہیں بھولنا نہیں اورانہیں پڑھے بغیر تمہاری کوئی رات نہ گزرے۔ (ایضاً، امام احمد)

(۴۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوسفر کا ارادہ کرے اوراپنے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے تواللہ تعالیٰ اس کے لئے واپس آنے تک محافظ ونگہبان ہوگا۔

(درمنثور ص ۴۱۲۔ ج ۶۔ تاریخ ابن نجار)

(۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھے ایک دن سورج ایک (عجیب) روشنی کرن اورنور کے ساتھ طلوع ہوا اس

طرح ہم نے گزشتہ دنوں میں نہ دیکھا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روشنی و نور پر تعجب ہوا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کیا بات ہے کہ آفتاب اس طرح طلوع ہوا اس میں ایک عجیب نور، روشنی اور کرن ہے ہم نے اس طرح طلوع ہوتے گزشتہ دنوں میں نہ دیکھا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آج معاویہ بن معاویہ لیثی کا مدینہ میں انتقال ہوگیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں حضور نے دریافت کیا یہ کس وجہ سے (اس کو عظیم اعزاز ملا) حضرت جبرئیل نے کہا وہ کھڑے بیٹھے چلتے رات و دن کے اوقات میں کثرت سے قل ھو اللہ احد پڑھتا تھا آپ بھی اسے زیادہ پڑھیں کیونکہ یہ سورۃ آپ کے پروردگار کی نسبت ہے اور جو پچاس بار اسے پڑھے گا اللہ اس کے پچاس ہزار درجے بلند کرے گا اور اس سے پچاس ہزار خطاؤں کو درگزر فرمائے گا اور اس کے لئے پچاس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور زیادہ کرے گا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا حضور کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے لئے زمین سمیٹ دوں اور آپ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (چنانچہ زمین سمیٹی گئی) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ بن معاویہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

(درمنثور ص ۴۱۱۔ ج ۶۔ ابن سعد، ابن ضریس، شعب الایمان و دلائل بیہقی)

ابن سعد، ابن ضریس، ابویعلیٰ، دلائل بیہقی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صحابی مذکور کی نماز جنازہ فرشتوں کی دو صفوں نے پڑھی اور ہر صف میں چھ لاکھ فرشتے تھے۔ (ایضاً)

سورۂ ناس و فلق:

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب علالت

میں مبتلا ہوئے تو اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم فرماتے اور جب آپ کا درد بڑھ جاتا تو میں (ان سورتوں کو) حضور کے سامنے پڑھتی اور برکت کی امید سے حضور کے دست اقدس کو آپ کے جسم مبارک پر گزارتی۔ (صحیح بخاری۔ص ۷۵۰۔ج ۲)

اس حدیث میں معوذات کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد تینوں آخری سورتیں ہیں۔سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔ (عمدۃ القاری ص ۳۴۔ج ۲۰)

(۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے وہ آیتیں نہ دیکھیں جو رات نازل ہوئی ہیں ان کی مثال دیکھی نہ گئی یہ ہیں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۵۰۔ج ۲۔مسلم ص ۲۷۲۔ج ۱۔ترمذی ص ۱۱۴۔ج ۲۔نسائی)

ابوداؤد کی روایت اس طرح ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفر میں سواری پر لئے ہوئے جا رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عقبہ کیا میں تمہیں پڑھی جانے والی دو بہترین سورتیں نہ بتادوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھایا۔

(الترغیب والترہیب ص ۶۵۰، ۶۵۱۔ج ۲۔ابوداؤد ص ۲۰۶۔ج ۱)

(۳) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مقام جحفہ وابواء کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ یکا یک (سخت) ہوا اور سخت تاریکی ہم پر چھا گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ برب الفلق، اعوذ برب الناس کے ذریعے پناہ لینے لگے اور فرماتے اے عقبہ تم ان دونوں سے پناہ لیا کرو کیونکہ ان دو سورتوں کی مثل کسی کو پناہ لینے کے لئے کوئی اور سورۂ نہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸۔ابوداؤد ص ۲۰۶۔ج ۱)

(۴) انہیں سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سورۂ ہود اور سورۂ یوسف کی کچھ آیتیں پڑھا دیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عقبہ بن عامر تم کوئی سورۂ جسے

تم پڑھو گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک 'قل اعوذ برب الفلق' پڑھنے سے زیادہ محبوب نہ ہوگی اور نہ اس سے زیادہ فائدہ واثر رکھنے والی ہوگی اگر تم سے یہ کسی نماز میں نہ چھوٹے تو تم ایسا ہی کرنا۔ (الترغیب والترہیب۶۵۲۔ ج ۲۔ حاکم)

(۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جابر، پڑھو۔ میں نے عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں کیا پڑھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ چنانچہ میں نے دونوں کو پڑھا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو پڑھا کرو ان دونوں جیسی کوئی سورہ تم نہ پڑھو گے یعنی ان کی مثل تم کبھی نہ پاسکو گے۔ (الترغیب الترہیب ص ۶۵۳، ۶۵۴۔ ج ۲)

شیطانی وسوسوں اور فتنوں سے پناہ مانگنے کے سلسلے میں یہ دونوں سورتیں بے مثال ہیں۔

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دو سورتیں زیادہ پڑھو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ذریعے تمہیں آخرت میں پہنچائے گا یہ ہیں معوذتین۔ یہ دونوں قبر کو منور کرتی ہیں اور شیطان کو دور بھگاتی ہیں اور نیکیوں اور درجوں میں اضافہ کرتی ہیں، میزان کو بوجھل اور وزنی کرتی ہیں (ان کا وزن بہت زیادہ ہوتا ہے) یہ دونوں اپنی تلاوت کرنے والے اور اہتمام کرنے والے کو جنت تک پہنچائیں گی۔

(کنز العمال ص ۱۴۹۔ ج ۱، دیلمی)

(۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کرو۔ (در منثور ص ۴۱۶۔ ج ۶۔ ابن مردویہ)

(۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دو محبوب ترین سورتیں ہیں۔ (ایضاً، ایضاً)

(۹) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور نماز میں معوذتین پڑھی پھر فرمایا اے معاذ تم نے سنا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے ان جیسی آیتوں کو پڑھا نہیں، یہ بے مثال آیتیں ہیں۔ (ایضاً، ایضاً)

(۱۰) حضرت یوسف بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس بیمار ہوئے آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور معوذات پڑھ کر آپ پر دم کیا اور دعا فرمائی اے اللہ! لوگوں کے پروردگار تو ثابت بن قیس بن شماس کی پریشانی دور فرما دے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وادی بطحان سے تھوڑی سی مٹی لی اور اس کو تھوڑے پانی میں ڈالا اور ان کو پلا دیا۔ (درمنثور ص ۴۱۷۔ ج ۶۔ ابن سعد)

(۱۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب فجر طلوع ہوئی آپ نے اذان واقامت کہی پھر مجھے اپنی دائیں طرف سے اٹھایا اور معوذتین پڑھا جب آپ فارغ ہو چکے تو فرمایا تم نے کیا دیکھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھ لیا اس وقت حضور نے فرمایا جب بھی تم سوؤ اور جب بھی تم اٹھو ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو۔

(درمنثور ص ۴۱۷۔ ج ۶۔ ابن ابوشیبہ وابن ضریس)

(۱۲) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا تم قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کرو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دونوں محبوب ترین سورتیں ہیں۔ (ایضاً، ابن انباری)

(۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا نجاشی شاہ حبشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفید مائل بہ سیاہی خچر ہدیہ کیا یہ مشکل سے قابو میں آتا تھا۔ حضور نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس پر سوار ہو کر سدھاؤ حضرت زبیر ڈر رہے

تھے۔ حضور نے ان سے فرمایا سوار ہوؤ اور قرآن پڑھو انہوں نے عرض کیا کیا پڑھوں۔ حضور نے فرمایا قل اعوذ برب الفلق پڑھو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم نماز میں اس جیسی سورۂ نہ پڑھو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک خچر بے قابو ہو گیا تھا حضور نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کے اوپر قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔ ان کا پڑھنا تھا کہ وہ ٹھیک ہو گیا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ (ایضاً، ابن مردویہ)

(۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب علیل ہوتے تو اپنے اوپر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم فرما لیتے۔

(ایضاً، ابن انباری)

تیسرا باب

عملیاتِ قرآن

احادیث کریمہ میں قرآن کریم کی بہت سی آیتوں اور سورتوں کو بہت سے امراض کا علاج بتایا گیا ہے ان کے دیگر فوائد بھی بیان کئے گئے ہیں اور اس میں کیا شبہ کہ قرآن حکیم جسمانی اور روحانی دونوں ہی طرح کے امراض کا علاج ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وننزل من القراٰن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین

(بنی اسرائیل:۸۲)

اور ہم وہ قرآن نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کیلئے (مکمل) شفاء اور رحمت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے سینے میں تکلیف ہے حضور نے فرمایا قرآن پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(اتقان ص۱۶۳ ج ۲ عملیات قرآن کی دیگر روایتیں بھی بالعموم اتقان ص۱۶۳ تا ص۱۶۶ ج ۲ سے لی گئی ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں ان کا الگ سے حوالہ پیش کر دیا گیا ہے)

وشفآء لما فی الصدور (یونس:۵۷)

قرآن سینے کی بیماریوں کا علاج ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

خیر الدوآء القرآن (ابن ماجہ ص ۲۵۹ مجتبائی دہلی)

بہترین دوا تو قرآن ہے۔

ابوعبیدہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ صحابہ میں یہ مشہور بات تھی کہ مریض کے پاس جب قرآن پڑھا جاتا تو اس سے اس کو سکون ملتا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درد حلق کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن پڑھو۔

(اتقان ص ۱۶۳ ج ۲)

اس طرح کی اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور اس کی بعض آیتوں کے عملیات اور خواص وفوائد بیان فرمائے ہیں عملیات قرآن کے موضوع پر امام غزالی، تمیمی، یافعی اور دیگر حضرات نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ (ایضاً)

روایتوں میں جس سورہ اور آیت کی جو خاصیت بیان کی گئی ہے وہ یقیناً اس کے اندر موجود ہے مگر اس کا اثر ظاہر ہونے کیلئے پڑھنے والے کا اخلاص اور اثر شرط ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر پورے ایمان ویقین رکھنے والا کوئی شخص افحسبتم انما خلقنکم عبثا (المؤمنون: ۱۱۵) سے اخیر سورہ تک کسی پہاڑ پر پڑھتا تو وہ بھی (اپنی جگہ سے) ٹل جاتا۔ (ایضاً ص ۱۶۵ ج ۲)

گویا جس کے اندر ایسا ایمان ویقین نہیں وہ اگر پہاڑ پر ان کو پڑھے اور پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ٹلے تو وہ صرف اس پڑھنے والی کی بے اثری ہوگی۔

اب ذیل میں اختصار کے ساتھ قرآن کے عملیات اور اس کے خواص وفوائد بیان کئے جارہے ہیں۔

ہر مرض کا علاج:۔

(۱) حضرت ابوسلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی جنگ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو زمین پر بے حال پڑا تھا ایک صحابی نے اس کے

کان میں سورۂ فاتحہ کیا پڑھی کہ وہ ٹھیک ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ اصل قرآن اور ہر مرض کا علاج ہے۔ (درمنثور ص ۵، ج ۱، ثعلبی ۲)

(۲) خلعی نے اپنے فوائد میں حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سورۂ فاتحہ سوائے موت کے ہر چیز کا علاج ہے۔ (اتقان ص ۱۶۳، ج ۲)

(۳) سعید بن منصور اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سورۂ فاتحہ زہر کا علاج ہے۔

(۴) طبرانی نے اوسط میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کا عادی بنایا۔

(۵) بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سورۂ انعام جس مریض پر بھی پڑھی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی۔

(۶) بیہقی وابن سنی وابو عبید نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے ایک مریض کے کان میں کچھ قرآن پڑھا وہ ٹھیک ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا انہوں نے کہا میں نے یہ آیتیں پڑھیں۔

افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون فتعلی الله الملک الحق لا اله الا هو رب العرش الکریم و من یدع مع الله الها اخر لا برهان له به فانما حسابه عند ربه انه لا یفلح الکفرون و قل رب اغفر وارحم وانت خیر الرحمین

(المؤمنون ۱۱۵ تا آخر)

تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا نہیں ہے تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزت والے عرش کا مالک ہے اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرتا ہے جس

کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بیشک کافر کامیاب نہیں ہو سکتے اور تم عرض کرواے میرے رب بخشدے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اگر ان آیتوں کو پورے ایمان و یقین رکھنے والا کوئی شخص کسی پہاڑ پر پڑھتا تو وہ بھی اپنی جگہ سے ٹل جاتا۔

جنون کا علاج:۔

(۷) عبداللہ بن امام احمد نے ''زوائد مسند'' میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا ایک اعرابی آیا اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے بھائی کو تکلیف ہے حضور ﷺ نے پوچھا اسے کیا تکلیف ہے اس نے کہا اس کے اندر ہلکی سی جنونی کیفیت ہو گئی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اسے لاؤ، وہ اس کو حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا حضور ﷺ نے اس کی شفاء و حفاظت کیلئے سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں، آل عمران کی آیت شهد الله انه لا اله الا هو ، اعراف کی آیت ان ربكم الله سورۂ مومنون کا آخری حصہ فتعالى الله الملك الحق، سورۃ جن کی آیت وانه تعالىٰ جد ربنا، سورہ صافات کی ابتدائی دس آیتیں، سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں اور قل هو الله احد اور معوذتین پڑھی حضور کا پڑھنا تھا کہ وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہ تھی۔

(۸) نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک صحابی کا گذر ایک دیوانہ کے پاس سے ہوا اس کے گھر والوں نے ان سے دریافت کیا آپ کے پاس اس کا کوئی علاج ہے یہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین دن تک صبح و شام (اس کے اوپر) دو دو بار سورۂ فاتحہ پڑھ دی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ (ابوداؤد ص ۱۲۹ ج ۲)

(۹) ابن ضریس نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے ایک دیوانہ کے اوپر سورۂ یاسین پڑھی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

شیطان و جن سے حفاظت:۔

(۱۰) دارمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں، آیت الکرسی اور آیت الکرسی کے بعد کی چار آتیں سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھے گا اس دن شیطان اس کے اور اس کے گھر والوں کے قریب بھی نہ آئے گا اور نہ اسے کسی ناپسندیدہ چیز سے دوچار ہونا پڑے گا اور جس دیوانہ پر مذکورہ آیتیں پڑھی جائیں گی وہ درست ہو جائے گا۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بخاری کی روایت گذر چکی کہ ایک جن صدقہ کا مال چرانے آیا تھا انہوں نے اسے گرفتار کر لیا، اس وقت اس جن نے یہ ترکیب بتائی کہ جب آپ سونے کا اردہ کریں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کیلئے ایک محافظ ہوگا اور صبح تک شیطان آپ کے قریب نہ آئے گا۔ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے بات تو سچ کہی ہے مگر وہ جھوٹا ہے۔

(۱۲) دینوری نے ''مجالسہ'' میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور انہوں نے بتایا کہ ایک خبیث جن آپ کو پریشان کرنا چاہتا ہے آپ جب آرام فرمانے کا ارادہ کریں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔

قرآن فراموش نہ ہوگا:

(۱۳) دارمی نے حضرت مغیرہ بن سبیع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو سونے کے وقت سورۂ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا وہ قرآن نہ بھولے گا چار شروع کی ایک آیت

الکرسی دو آیت الکرسی کے بعد والی آیتیں اور تین آخری آیتیں۔

حفاظت:۔

(۱۴) محامل نے اپنی کتاب ''فوائد'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آیت الکرسی پڑھ کر و اس سے تم، تمہاری اولاد، تمہارا گھر بلکہ تمہارے گھر کے آس پاس والے بھی محفوظ ہوں گے۔

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی اولاد کو اصحاب کہف کے نام سکھاؤ کیونکہ ان کا نام اگر کسی گھر کے دروازہ پر لکھ دیا جائے تو وہ گھر نہ جلے گا، کسی سامان پر لکھ دیا جائے تو وہ چوری نہ ہوگا اور اگر کسی کشتی پر لکھ دیا جائے تو وہ ڈوبنے سے محفوظ ہوگی اصحاب کہف کے نام یہ ہیں۔ ۔

(۱) یملیخا (۲) مکشلینا (۳) مثلینا (۴) مرنوش (۵) دبرنوش (۶) شاذنوش (۷) کفشططوش

(خزینۃ الاسرار از شیخ محمد حقی ص ۷۳،۷۴ مطبوعہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

ادائیگی قرض:۔

(۱۶) طبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ بتادوں جسے تم اللہ کی بارگاہ میں عرض کرو تو اگر تمہارے اوپر ایک پہاڑ برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادائیگی قرض کا انتظام فرمادے وہ دعا یہ ہے۔

اللھم ملك الملك توتی الملك من تشآء وتنزع الملك ممن تشآء وتعز من تشآء وتذل من تشآء بیدك الخیر انك علی كل شی قدیر O تولج الیل فی النھار وتولج النھار فی الیل و

تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حسابO (ال عمران:۲۶،۲۷)

اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بیشک تو سب کچھ کرسکتا ہے، رات کا حصہ دن میں داخل کرتا اور دن کا حصہ رات میں داخل کرتا ہے اور مردہ سے زندہ کو نکالتا اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

رحمن الدنیا والاخرۃ ورحیمھما تعطی من تشاء منھما وتمنع من تشآء ارحمنی رحمۃ تغنی بھا عن رحمۃ من سواک۔

اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم تو جسے چاہتا ہے دنیا و آخرت کا کچھ حصہ عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا مجھ پر ایسی مہربانی فرما کہ مجھے اس مہربانی کے ذریعہ اپنے علاوہ سب سے بے نیاز کردے۔

جانور کی سرکشی:۔

(۱۶) بیہقی نے ''دعوات'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جب کسی کا جانور بگڑ جائے یا سرکش ہوجائے تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھنی چاہیے۔

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعا و کرھا و الیہ یرجعون۔ (آل عمران ۸۳)

کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کوئی دین چاہتے ہیں جبکہ اسی کیلئے خواہی نہ خواہی آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب نے سر تسلیم خم کردیا ہے اور اسی کی طرف وہ لوٹیں گے بھی۔

وقت ولادت:

(۱۷) ابن سنی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ ان کے یہاں جب ولادت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ یہ دونوں آئیں اور حضرت فاطمہ کے پاس آیت الکرسی اور ان ربکم اللہ۔ پوری آیت پڑھی ساتھ ہی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو بھی خیر و عافیت کے پڑھیں۔

ان ربكم الله الذى خلق السمٰوٰت والارض ستة ايام ثم استوى على العرش يغشى اليل النهار يطلبه حثيثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الا له الخلق والامر تبارك الله رب العلمين۔ (اعراف ۵۴)

(۱۸) بیہقی نے ''دعوات'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا جب عورت کو ولادت میں دشواری ہو ایک کاغذ پر درجہ ذیل کلمات لکھے جائیں اور اس عورت کو پلا دیا جائے۔

بسم الله الذى لا اله الا هو الحليم الكريم سبحٰن الله و تعالىٰ رب العرش العظيم الحمد لله رب العلمين كانهم يوم يرونها لم يلبثوا الا عشية او ضحاها كانهم يوم يرون مايو عدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار بلغ فهل يهلك الا القوم الفسقون۔

اللہ کے نام سے وہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں حلم والا کرم والا پاک ہے بلند ہے عظمت والے عرش کا مالک ہے تمام تعریف اللہ سارے عالم کے رب کیلئے گویا وہ جس دن قیامت دیکھیں گے انہیں خیال ہو گا کہ (دنیا کے

اندر) صرف ایک صبح دن چڑھنے تک یا ایک شام رہے ہوں جس دن وہ دیکھیں گے جس کا وعدہ ان سے کیا جا رہا ہے انہیں خیال ہوگا کہ (دنیا کے اندر) وہ دن کی ایک گھڑی کے بقدر رہے ہوں یہ تبلیغ ہے صرف گنہگار ہی لوگ تباہ و ہلاک ہوں گے۔

غرق سے امان:۔

(۱۹) ابن سنی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کیلئے ڈوبنے سے امان ہے جب سوار ہونے والے کشتی یا جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ آیتیں پڑھ لیا کریں۔

بسم اللہ مجرٖھا و مرسٰھا ط ان ربی لغفور رحیم

(ہود:۴۱)

وما قدروا اللہ حق قدرہ۔ (الانعام:۹۱)

اللہ کے نام سے کشتی کا چلنا بھی اور لنگر انداز ہونا بھی بیشک میرا پروردگار ضرور بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ قدر نہ کی۔

فاقہ سے امان:

(۲۰) بیہقی، حارث بن ابواسامہ اور ابوعبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی بھی فاقہ کا شکار نہ ہوگا۔

جادو کا علاج:۔

(۲۱) ابن ابو حاتم نے حضرت لیث سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا مجھے ایک روایت سے معلوم ہوا کہ یہ آیتیں جادو کا علاج ہیں یہ آیتیں پانی پر پڑھی جائیں پھر وہ پانی جادو زدہ شخص کے سر پر ڈالا جائے، سورۂ یونس کی یہ آیت۔

فلما القوا قال موسٰی ما جئتم بہ السحر ان اللّٰہ سیبطلہ ان اللّٰہ لا یصلح عمل المفسدین O ویحق اللّٰہ الحق بکلمتہ ولو کرہ المجرمون۔ (یونس:۸۱،۸۲)

پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے اب اللہ اسے باطل کر دے گا اللہ تعالیٰ مفسدوں کا کام نہیں بناتا اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرموں کو برا لگے۔

اور

فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون فغلبوا ھنا لک وانقلبوا صٰغرین والقی السحرۃ سٰجدین قالوا اٰمنا برب العالمین رب موسیٰ وھرون۔ (الاعراف:۱۱۸تا۱۲۲)

تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا تو یہاں وہ مغلوب ہوئے اور ذلیل ہو کر پلٹے اور جادوگر سجدے میں گرا دیئے گئے بولے ہم ایمان لائے سارے جہانوں کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

اور

انما صنعوا کید سٰحر ولا یفلح الساحر حیث اتٰی

(سورۃ طہ ۶۹)

وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہو سکتا جہاں کہیں آئے۔

کرب و پریشانی:

(۲۲) حاکم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مجھے جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی۔ جبرئیل میرے سامنے حاضر ہوئے اور انہوں نے مجھے یہ آیت پڑھنے کی تلقین کی

توکلت علی الحی الذی لا یموت والحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریك فی الملك و لکم یکن له ولی من الذل و کبره تکبیرا

میں نے بھروسہ کیا اس زندہ ذات پر جس کے لئے موت نہیں، تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے اپنی اولاد نہ بنائی اور بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کمزوری سے اس کا کوئی حمایتی نہیں۔

چوری سے حفاظت:

(۲۳) صابونی نے ''مائتین'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یہ آیتیں چوری سے حفاظت کا سامان ہیں۔

قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فله الاسماء الحسنی ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها وابتغ بین ذلك سبیلا وقل الحمد لله الذی لم یتخذ ولداولم یکن له شریك فی الملك ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیرا

تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ راستہ چاہو اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کے لئے جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کمزوری سے اس کا کوئی حمایتی نہیں اور اس کی خوب بڑائی بولو۔

مصیبت میں:

(۲۴) ترمذی وحاکم وبیہقی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔حضرت ذوالنون یونس علیہ السلام کی دعا جوانہوں نے مچھلی کے شکم میں مانگی تھی

لا الٰه الا انت سبحٰنك انى كنت من الظّٰلمين

(الانبیاء:۸۷)

تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک مجھ سے بیجا ہوا۔

جس شخص نے بھی یہ دعا کسی مصیبت میں مانگی اس کی دعا مقبول ہو کر رہی۔

(شعب الایمان صفحہ ۳۵۵،جلد ا،مطبوعہ عزیزیہ حیدرآباد ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء)

ابن سنی کی روایت اس طرح ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ بتاتا ہوں کہ جو مصیبت زدہ بھی اسے پڑھے گا اس کی مصیبت چھنٹ جائے گی یہ میرے بھائی یونس کا کلمہ ہے:

فنادٰى فى الظلمٰت ان لا الٰه الا انت سبحٰنك انى كنت من الظّٰلمين○ (انبیاء پارہ ۱۷،رکوع ۶)

انہوں نے تاریکیوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک مجھ سے بیجا ہوا۔

(۲۵) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مصیبت اور پریشانی میں آیت الکرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ کی اس کی مدد فرمائے گا۔

ضرورت پوری ہو:

(۲۶) محاملی نے اپنی ''امالی'' میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو اپنی حاجت برآری کے لئے سورۂ یٰسں پڑھے گا اس کی ضرورت پوری ہوگی۔

سونے کے وقت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر شب کا معمول تھا کہ جب بستر پر تشریف لاتے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع فرماتے اوران میں پھونکتے اور **قل هو الله احد**، **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** پڑھتے پھر دونوں ہاتھ جہاں تک پہنچ سکتے، اُنہیں وہاں تک پہونچاتے اپنے سر، چہرہ اور سامنے سے شروع فرماتے ایسا حضور تین بار کرتے۔ (بخاری صفحہ ۷۵۰، جلد۲)

(۲۸) بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب تم سونے کے وقت سورۂ فاتحہ اور **قل هو الله احد** پڑھ لو تو تم کو موت کے علاوہ ہر چیز سے امن مل جائے گا۔

سخت دلی:

(۲۹) مستدرک میں ابو جعفر محمد بن علی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جس کے اندر سخت دلی پیدا ہو جائے اسے چاہئے کہ ایک پیالے میں گلاب اور زعفران سے سورہ یس لکھے پھر اسے پی لے۔

فرح وشادمانی:

(۳۰) ابن ضریس نے حضرت یحییٰ بن ابو کثیر سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا جو صبح کے وقت سورۂ یٰس پڑھے گا وہ شام تک فرح وشادمانی میں رہے گا اور جو اسے شام کو پڑھے گا وہ صبح تک فرح وشادمانی میں رہے گا۔ یہ ان کا خود آزمودہ ہے۔

بچھو اور سانپ کے ڈسنے کا علاج:

(۳۱) طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے ڈنک ماردیا۔ حضور نے پانی اور نمک منگایا اور **قل یا ایها الکفرون**،

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر ڈنک مارے ہوئے حصہ پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

(۳۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث فضائل فاتحہ میں گذر چکی کہ صحابہ کی ایک جماعت قبیلہ میں پہنچی، قبیلہ کے سردار کو بچھو یا سانپ نے ڈس لیا تھا وہ کسی طرح ٹھیک نہیں ہورہا تھا۔ قبیلہ والے صحابہ کے پاس آئے انہوں نے درخواست کی کہ سردار کو کوئی جھاڑ پھونک دے۔ حضرت ابوسعید بیان فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میں یہ کام (کرسکتا ہوں مگر) یونہی نہ کروں گا بلکہ کچھ لوں گا قبیلہ کے لوگوں نے کہا ہم آپ کو تیس بکریاں دیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سات بار سورۂ فاتحہ پڑھی دی اور وہ سردار ٹھیک ہوگیا۔

(ابوداؤد صفحہ ۱۲۹، جلد ۲، ترمذی صفحہ ۲۷، جلد ۲، ابواب الطب وابن ماجہ صفحہ ۱۵۷)

نظر بد سے حفاظت:

(۳۳) ترمذی ونسائی نے حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن اور نظر بد سے حفاظت وعافیت کے لئے بعض کلمات کا استعمال فرماتے لیکن جب معوذات (قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) نازل ہوئیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد اور جن سے محفوظ رہنے کے لئے ان سورتوں کو اختیار کیا اور دوسری چیزوں کو ترک فرمادیا۔ بعض دیگر روایتوں میں بھی یہ ملتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ہر طرح کے مریض پر) دم کرنے کے لئے صرف اُنہیں سورتوں کو پسند فرماتے تھے۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں معوذات (قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے پھر جب مرض اور سخت ہوگیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان سورتوں کو پڑھ کر حضور پر دم

کرتیں اور حضور کے دست مبارک کو برکت کے لئے جسم اطہر پر گزارتیں۔

(بخاری صفحہ ۸۵۴، جلد ۲)

آیاتِ شفاء:

(۴۴) ابن سبکی نے بیان کیا کہ استاذ ابو القاسم زین الاسلام عبدالکریم بن ہوازن نیشاپوری کے ایک صاحب زادے ایسا سخت بیمار ہوئے کہ استاذ موصوف ان کی زندگی سے مایوس ہو گئے ان کے لئے یہ بڑا سخت مرحلہ تھا انہوں نے رب تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور بارگاہ الٰہی میں اس کی شکایت پیش کی حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم قرآن کی آیات شفاء جمع کرو اور ان کو اپنے بیٹے کے اوپر پڑھو یا ان آیتوں کو ایک برتن میں لکھو اور اس میں پانی ڈالو اور اپنے بچہ کو پلاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا چنانچہ ان کے صاحبزادے شفایاب ہو گئے۔

قرآن کے اندر آیات شفاء چھ ہیں۔

1۔ ویشف صدور قوم مؤمنین (التوبہ:۱۴)

2۔ شفاء لما فی الصدور (یونس:۵۷)

3۔ فیہ شفاء للناس (النحل:۶۹)

4۔ وننزل من القران ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین (الاسراء:۸۲)

5۔ واذا مرضت فھو یشفین (الشعراء:۸۰)

6۔ قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء (حٰم السجدہ:۴۴)

ابن سبکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے بہت سے مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ یہ آیتیں لکھتے اور شفاء کے لئے مریض کو پلاتے، طاش کبریٰ زادہ نے لکھا ہے میں نے بھی اس کا بار ہا تجربہ کیا اور مریض کو شفاء ملی۔

(مفتاح السعادۃ از طاش کبریٰ زادہ صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸، جلد۲، مطبوعہ دارالکتب مصر۔۱۲)

عقل وفہم اور حفظ کے لئے:

(۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں حفظ کے لئے ایک چیز نہ بتادوں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ، سورۂ ملک، سورۂ حشر اور سورۂ واقعہ یہ سورتیں ایک طشت میں زعفران سے لکھو پھر اس پر آب زمزم یا بارش یا سمندر کا پانی ڈالو اور اسے صبح سویرے تین مثقال دودھ، دس مثقال شہد اور دس مثقال شکر کے ساتھ نہار منہ پی لو اور پینے کے بعد دو رکعت نماز پڑھو پھر صبح کو روزے سے رہو۔

(نوٹ: ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو چالیس دن بھی نہ گذریں گے کہ یاد کرنے لگو گے۔ آپ نے فرمایا یہ ترکیب ساٹھ (60) سال سے کم والوں کے لئے ہے۔ (خزینۃ الاسرار صفحہ ۶۹)

(۳۶) امام غزالی نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اسے چھوٹے بڑے سارے ہی علوم یاد ہو جائیں اسے کرنا یہ چاہئے کہ ایک صاف ستھرے برتن میں یہ آیتیں لکھے۔

الرحمٰن○ علم القرآن○ خلق الانسان○ علمه البیان○

الشمس والقمر بحسبان○ و النجم والشجر یسجدٰن

(الرحمٰن: ۱تا۶)

لا تحرك به لسانك لتعجل به○ ان علینا جمعه وقرانه فاذا

قراناه فاتبع قرانه○ ثم ان علینا بیانه○ بل هو قران مجید فی لوح

(القیامہ: ۱۶تا۱۹)

محفوظ۔

(البروج: ۲۱، ۲۲)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان کو پیدا کیا ان کو بیان سکھایا، سورج اور چاند ایک حساب سے ہیں اور سبزے اور درخت سجدہ کرتے ہیں، قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو یاد کرنے کی جلدی میں، بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر اس کی تفسیر ہمارے ذمہ ہے، بلکہ وہ لوح محفوظ کا قرآن مجید ہے۔

یہ آیتیں لکھنے کے بعد اس پر آب زمزم ڈالے اور حروف کو پانی سے دھو کر پی لے اور بھی جسے چاہے اپنی اولاد وغیرہ کو پلا دے جو بھی پی لے گا وہ اپنی سنی اور دیکھی ہوئی ہر چیز کو ان آیتوں کی برکت سے یاد کرے گا۔ (ایضاً)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زعفران سے اپنی دائیں ہتھیلی پر سات بار آیت الکرسی لکھ کر اپنی زبان سے چاٹ لے تو وہ کبھی کوئی چیز بھولے گا نہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے۔ (ایضاً)

مآخذ

جن سے مصنف نے براہ راست یا بالواسطہ استفادہ کیا

قرآن کریم۔ ابتداءِ نزول 610ء انتہاءِ نزول 9 ذوالحجہ 10ھ مطابق 632ء

کتاب	مصنف	ولادت ھ	وفات ھ	مطبوعہ
تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی	544	606	بہیہ مصریہ ازہر 354ھ 935ء
تفسیر بیضاوی	علامہ قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی		685	عامرہ مصر
تفسیر مدارک	علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی		710	عیسیٰ بابی حلبی مصر
تفسیر خازن	علامہ علاء الدین علی بن محمد بغدادی خازن	668	725	عامرہ مصر
روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین محمود بن عبد اللہ آلوسی بغدادی	1217	1270	مصطفائیہ ہند
روح البیان	علامہ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ بروسوی حنفی	1062	1137	عثمانیہ 1331ھ
تفسیر ابن کثیر	علامہ ابو الفدا عماد الدین اسماعیل بن کثیر	700	774	دار المعرفہ بیروت
تفسیر کشاف	علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری	467	538	مصطفیٰ بابی حلبی مصر
تفسیر ابو سعود	علامہ ابو سعود محمد بن محمد عمادی حنفی	898	982	عامرہ مصر 1308ھ
در منثور	علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی	849	911	میمنیہ مصر 1314ھ
الاتقان	علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی	849	911	مصطفیٰ بابی حلبی مصر
تفسیر ابن جریر	مفسر ابو جعفر محمد بن جریر معروف با بن جریر طبری	224	310	میمنیہ مصر
صحیح بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	194	256	مجتبائی دہلی 1354ھ
صحیح مسلم	امام ابو الحسین عساکر الدین مسلم بن حجاج قشیری	204	261	اصح المطابع دہلی

جامع ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	209	279	رشیدیہ دہلی
سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	202	275	مجیدی کانپور
سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	209	273	نظامی دہلی 1342ھ
سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	215	303	رحیمیہ دیوبند
مشکوٰۃ المصابیح	علامہ ابوعبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی		740	رشیدیہ دہلی
مسند امام احمد	امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی	164	241	
مشکل الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی	229	321	معارف نظامیہ حیدر آباد 1333ھ
مؤطا امام مالک	امام ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی	93	179	مجتبائی دہلی 1320ھ
مستدرک	محدث ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم	321	405	مطبوعات اسلامیہ حلب
صحیح ابن حبان	محدث ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی بُستی		354	
صحیح ابن خزیمہ	محدث ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ	223	311	
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	384	458	عزیزیہ حیدر آباد 1395ھ
دلائل النبوۃ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	384	458	
سنن	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	384	458	
الاسماء والصفات	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	384	458	
البعث والنشور	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	384	458	
دعوات کبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	384	458	
تاریخ البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	194	256	
معجم کبیر	محدث ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	260	360	
معجم اوسط	محدث ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	260	360	
معجم صغیر	محدث ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	260	360	انصار دہلی 1348ھ
سنن دارقطنی	محدث ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی	305	385	

سنن	محدث ابوالحسن علی بن عمر حافظ بغدادی		885	
سنن	محدث سعید بن منصور خراسانی مکی		227	
مصنف عبدالرزاق	محدث عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی	126	211	
مسند ابویعلیٰ	محدث احمد بن علی ابویعلیٰ موصلی	220	307	
مسند بزار	محدث ابوبکر احمد بن عمر بزار		292	
مسند دارمی	محدث ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی	181	255	نظامی کانپور 1293ھ
مسند الفردوس	محدث شہردار بن شیرویہ دیلمی ہمدانی	483	558	
مسند ابوداؤد	محدث ابوداؤد سلیمان بن جارود طیالسی	124	204	دائرۃ المعارف حیدر آباد 1321ھ
مسند رویانی	محدث ابوبکر محمد بن ہارون رویانی		307	
مسند عبد بن حمید	محدث ابومحمد عبد بن حمید بن نصر کسی		249	
مسند حمیدی	محدث ابوبکر عبداللہ بن زبیر قریشی حمیدی		219	مجلس علمی کراچی 1382ھ
مسند	محدث ابومحمد حارث بن محمد بن ابواسامہ بغدادی	186	282	
زوائد مسند	محدث ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن امام احمد بن حنبل	213	290	
مسند	محدث عبدالرحمٰن بن محمد بن ابوحاتم تمیمی حنظلی رازی	240	327	
کامل	محدث ابواحمد عبداللہ بن عدی معروف بابن عدی	277	365	
مصنف ابن ابو شیبہ	محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ عبسی	159	235	
دلائل النبوۃ	محدث ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	336	430	
حلیۃ الاولیاء	محدث ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	336	430	
معرفہ	محدث ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	336	430	

شرح السنة	محدث محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی	436	516	مکتب اسلامی بیروت 1390ھ
معالم السنن	امام ابو سلیمان احمد بن محمد خطابی		388	علمی حلب 1351ھ
مجمع الزوائد	حافظ ابو الحسن نو الدین علی بن ابو بکر ھیثمی	735	807	مکتبہ قدسی قاہرہ 1353ھ
عمل الیوم واللیلہ	محدث ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری ابن سنی		364	دائرۃ المعارف حیدر آباد 1315ھ
احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی	450	505	مصطفیٰ بابی حلبی مصر
المغنی شرح احیاء	حافظ ابو الفضل عبد الرحیم بن حسین عراقی	725	806	〃 〃 1358ھ
عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین محمود ابو محمد بن احمد عینی	762	855	ادارہ طباعت منیریہ مصر
مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی		1014	اصح المطابع بمبئی
اشعۃ اللمعات	علامہ شیخ عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی	958	1052	نول کشور لکھنؤ
اللمعات	علامہ شیخ عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی	958	1052	معارف علمیہ لاہور
شرح مشکوٰۃ	علامہ حسن بن محمد طیبی		743	
فتح الباری	حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی معروف بابن حجر عسقلانی	773	852	
شرح مسلم	امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی	631	676	اصح المطابع دہلی
الترغیب والترہیب	امام حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری	581	656	مکتبہ جمہوریہ مصر
حاشیہ ترغیب	محمد خلیل ہراس			مکتبہ جمہوریہ مصر
الترغیب والترہیب	محدث حمید بن مخلد (زنجویہ) بن قتیبہ ازدی		251	
کنز العمال	شیخ علامہ علی متقی علاء الدین ہندی		975	دائرۃ المعارف حیدر آباد 1312ھ 1369ھ
فضائل قرآن	محدث ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بجلی رازی	200	294	

فضائل قرآن	ابوعبید قاسم بن سلام ہروی ازدی	157	224	
فضائل قرآن	محدث ابوذر عبد بن احمد بن محمد انصاری ہروی		434	
فضائل القرآن	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	215	303	
فضائل القرآن	محدث ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد سلیمان سجستانی	230	316	
فضائل القرآن	علامہ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر قرشی دمشقی	701	منار مصر 1348ھ	
فضائل القرآن	ابوقاسم غافقی			
معالم التنزیل	محدث ابومحمد محی السنہ حسین بن مسعود فراء بغوی	435	516	
مصابیح	محدث ابومحمد محی السنہ حسین بن مسعود فراء بغوی	435	516	
توحید	محدث ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ	223	311	کردستان علمی مصر 1329ھ
فضا[illegible]	محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف با بن ابوالدنیا قرشی	208	281	
[illegible]	محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف با بن ابوالدنیا قرشی	208	281	
[illegible]ب الجوع	محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف با بن ابوالدنیا قرشی	208	281	
جواہر القرآن	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی	450	505	کردستان علمی مصر 1329ھ
تفسیر القرآن	مفسر ابوبکر احمد بن موسیٰ ابن مردویہ اصبہانی	323	410	
الکشف والبیان	مفسر ابواسحاق احمد بن محمد ثعلبی		427	
تفسیر القرآن	مفسر ابوسفیان وکیع بن جراح راؤسی	129	197	
تفسیر ابن منذر	مفسر ابوبکر محمد بن ابراہیم ابن منذر نیشاپوری	242	319	
جامع	مؤرخ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی	392	463	
تاریخ	مؤرخ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی	392	463	
اربعین	محدث عبدالقادر بن عبداللہ فہمی رہاوی	536	612	
تاریخ اصبہان	محدث ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	336	430	

ذیل تاریخ بغداد	مؤرخ ابوعبداللہ محب الدین محمد بن محمود بن نجار	578	643	
مراسیل	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	202	275	
تاریخ دمشق	محدث ابوالقاسم علی بن حسن دمشقی معروف باین عساکر	499	571	
کتاب الصلوٰۃ	محدث ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی	202	294	
معجم الصحابہ	محدث ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بغوی	213	317	
ضعفاء	محدث ابوجعفر محمد بن عمرو عقیلی مکی		322	
اسنی المطالب	محدث ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی دمشقی معروف باین جزری	751	833	
حصن حصین	محدث ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی دمشقی معروف باین جزری	751	833	خیریہ مصر 1306ھ
طبقات	محدث ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری	168	230	
زوائد الزہد	محدث ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن امام احمد بن حنبل	213	290	
ابانہ	محدث ابونصر عبیداللہ بن سعید بن حاتم سجزی		444	
افراد	محدث ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی	305	385	
مختارہ	محدث ابوعبداللہ ضیاء الدین محمد بن عبدالاحد ضیاء مقدسی حنبلی	569	643	
تلخیص المتشابہ	مؤرخ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی	392	463	
المتفق والمفترق	مؤرخ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی	392	463	
نوادر الاصول	محدث ابوعبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی		255	
غنیۃ	امام العالم شیخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانی	471	561	
تبیان	امام ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی	631	676	
خمائل الزہر	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی	849	911	
اللآلی المصنوعہ	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی	849	911	
ہدایہ	علامہ ابوالحسن برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی	511	593	یوسفیہ لکھنؤ 1325ھ

سیرۃ ابن ہشام	مؤرخ ابو محمد عبدالملک بن ہشام حمیری		218	مصطفیٰ بابی حلبی مصر 1375ھ
وصاف الرجیح فی بسملۃ سالتراویح	امام احمد رضا بن علامہ نقی علی قادری	1272	1340	دار الاشاعت مبارک پور، در فتاویٰ رضویہ
الفیوضات المللکیہ	امام احمد رضا بن علامہ نقی علی قادری	1272	1340	مطبوعہ اہلسنت بریلی
مفتاح السعادۃ	علامہ ابوالخیر احمد بن مصطفیٰ طاش کبری زادہ	901	968	دار الکتب حدیثہ مصر
کشف الظنون	حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ ملا کاتب چلپی	1017	1067	
حدائق الحنفیہ	فقیر محمد بن حافظ محمد سفارش جہلمی	1260	1322	نول کشور لکھنؤ
انتصار الحق	علامہ ارشاد حسین رامپوری فاروقی مجددی	1248	1311	دار الریاست رامپور
ثواب القرآن	محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابو شیبہ عبسی	159	235	
فوائد	محدث ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی	235	330	
امالی	محدث ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی	235	330	
فوائد	محدث ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی	405	492	
مجالسہ	محدث ابوبکر احمد بن مروان دینوری مالکی		333	
مائتین	محدث ابو عثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن صابونی		449	
بحر الاسانید	محدث ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی حنفی	409	491	
دلائل النبوۃ	محدث ابوبکر جعفر بن محمد فریابی	207	301	
مصاحف	(شیخ ابوبکر محمد بن عبداللہ) ابن اشتہ		360	
مصاحف	محدث (ابوبکر محمد بن قاسم) ابن انباری	271	328	
امالی	ابوالحسن محمد بن احمد			
العظمہ	ابوالشیخ			
الثواب	ابوالشیخ			
الترغیب	اصبہانی			

فوائد	شیخ ابراہیم بن محمد خیارجی			
طیوریات	(شیخ صدرالدین ابوطاہر احمد بن محمد) سلفی	478	576	
تبیین الحقائق	شیخ فخرالدین ابومحمد عثمان بن علی زیلعی		743	
جامع	محدث ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی	126	211	
اذکار	امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی	631	676	امویہ بیروت 1971ء
خزینۃ الاسرار	علامہ محمد حقی بن علی بن ابراہیم نازلی		1301	خیریہ مصر 1306ھ
تتمہ معرفۃ الصحابہ	محدث ابوموسیٰ محمد بن عمر بن محمد اصبہانی مدینی	501	581	
مسند	محدث ابویعقوب اسحاق بن ابوالحسن ابراہیم حنظلی مروزی معروف بابن راہویہ	161	238	

تمت

March 2019

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلبہ:

شعبہ حفظ: 145 شعبہ ناظرہ: 240

شعبہ درس نظامی: 105 شعبہ تجوید: 10

اور انہیں شعبہ جات میں 400 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم وبیش 100 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی وتجوید 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول 11 اساتذہ باورچی 2 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلبہ کم وبیش پانچ سو اور پورہ اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 0050002565700З - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai